Done

طبقات کبیر

جزو ثالث

سلسلۂ مطبوعاتِ جامعۂ عثمانیہ

طبقاتِ کبیر

جزو ثالث ۳

تصنیف

محمد بن سعد کاتب الواقدی

ترجمہ

مولانا عبداللہ العمادی صاحب

(سابق رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ)

۱۳۶۳ھ مطابق ۱۳۵۳ف مطابق ۱۹۴۴ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکارِ عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد جزو ثالث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جزو ثالث

مہاجرین و انصار کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخاۃ کرادی

زُہری وغیرہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو آپ نے بعض مہاجرین کا بعض سے اور مہاجرین و انصار کا باہم اس شرط پر عقد مواخاۃ کر دیا کہ حق پر ساتھ رہیں گے باہم ہمدردی و غمخواری کریں گے اور ذوی الارحام مرنے کے بعد ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

یہ نوے آدمی تھے (جن میں عقد مواخاۃ ہوا) پینتالیس مہاجرین اور پینتالیس انصار میں سے۔ یہ غزوۂ بدر سے پہلے تک تھا جب جنگ بدر ہوئی اور اللہ نے آیت " واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ ان اللہ بکل شیئٍ علیمٌ " نازل فرمائی تو اس آیت نے ماقبل حکم کو منسوخ کر دیا۔ میراث کے

بارے میں مواخاۃ ختم ہوگئی۔ اور ہر انسان کی میراث اُس کے نسب و ورثہ و ذوحم کی طرف لوٹ گئی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انس کے گھر میں مہاجرین وانصار کے درمیان معاہدۂ حلفی کرایا۔

مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنائی

۲ زُہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر گردن خم کرکے بیٹھ گئی۔ اُس زمانے میں اُسی جگہ مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے، وہ (جگہ) شتر خانہ تھی جو انصار کے دو یتیم لڑکوں سہل و سہیل کی تھی۔ وہ دونوں ابو اُمامہ اسعد بن زُرارہ کی ولایت میں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں لڑکوں کو بلایا ان کے سامنے شتر خانے کی بہت بڑی قیمت پیش فرمائی کہ آپ اُسے مسجد بنائیں۔ ان دونوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم تو یہ آپ کو ہبہ کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا، اور اس کو ان دونوں سے خرید لیا۔

زُہری سے مروی ہے کہ آپ نے اُسے دس دینار میں خریدا، ابو بکرؓ کو حکم دیا کہ رقم دیدیں۔ وہ محض احاطے کی شکل میں ایک دیوار تھی جس پر چھت نہ تھی، اس کا قبلہ بیت المقدس کی طرف تھا اسعد بن زُرارہ نے اُسے تعمیر کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے وہ اپنے ساتھیوں کو پنجگانہ نماز و جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس احاطے میں کھجور اور غرقد کے جو درخت تھے ان کے کاٹنے کا حکم دیا۔ کچی اینٹوں کا حکم دیا جو تیار کی گئیں۔

اس شتر خانے میں زمانۂ جاہلیت کی جو قبریں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے حکم سے کھود ڈالی گئیں۔ آپ نے ہڈیوں کے پوشیدہ کر دینے کا حکم دیا۔ اسی شتر خانے میں پانی کا چشمہ تھا۔ لوگوں نے اُسے ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا۔

مسجد کی بنیاد رکھی گئی، طول قبلے کی طرف سے پیچھے تک سو ہاتھ رکھا اور دونوں جانبوں میں بھی اسی طرح رکھا وہ مربع تھی۔ کہا جاتا ہے کہ سو ہاتھ سے کم تھی، بنیاد تقریباً تین ہاتھ زمین کے اوپر تک پتھر سے بنائی تعمیر کچی اینٹ سے ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے کام کیا۔ آپ بہ نفس نفیس اُن کے ساتھ پتھر ڈھوتے اور فرماتے تھے کہ

اللھم لاعیش الاعیش الآخرہ ؎ فاغفر الانصار والمھاجرہ

(اے اللہ عیش تو آخرت ہی کا عیش ہے ۔ لہٰذا تو انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔)

فرماتے تھے۔

ھذا الحمال لاحمال خیبر ۔ ھذا ابر ربنا واطھر

یہ خیبر کی بار برداری نہیں ہے ۔ اے ہمارے رب یہ بہت زیادہ پاکیزہ و نیک ہے

قبلہ بیت المقدس کی طرف کیا، تین دروازے بنائے۔ ایک دروازہ پچھلے حصے میں ایک دروازہ جس کو باب الرحمۃ کہا جاتا تھا، اسی کو باب عاتکہ بھی کہا جاتا تھا۔ تیسرا دروازہ وہ تھا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لاتے تھے، یہی دروازہ آل عثمانؓ کے متصل تھا۔ دیوار کا طول بہت وسیع رکھا ستون کھجور کے تنے کے اور چھت کھجور کی شاخوں کی بنائی گذارش کی گئی کہ اسے پاٹ کیوں نہیں دیتے۔ فرمایا کہ یہ جھونپڑی موسٰی کی جھونپڑی کی طرح ہے۔ جو چند چھوٹی چھوٹی لکڑیوں اور پھوس کی تھی اُس کے پہلو میں چند حجرے کچی اینٹوں سے بنائے جن کو کھجور کے تنے اور شاخوں سے پاٹا۔

جب آپ اس تعمیر سے فارغ ہوئے تو اُس حجرے کو جس کے متصل مسجد کا راستہ تھا عائشہ کے لئے مختص فرمایا، سودہ بنت زمعہ کو دوسرے حجرے میں

کیا جو اسی کے متصل اُس دروازے کی طرف تھا کہ آل عثمانؓ کے متصل تھا،

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں نماز کا وقت آتا تھا آپ وہیں نماز پڑھ لیتے تھے۔ آپ بکریوں کے باندھنے کی جگہ پہلے نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر مسجد کا حکم دیا گیا تو بنی نجار کے ایک گروہ کو بلا بھیجا۔ وہ لوگ آپ کے پاس آئے تو فرمایا کہ مجھ سے اپنے اس باغ کی قیمت لے لو۔ اُن لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ واللہ ہم اُس کی قیمت سوائے اللہ کے کسی سے نہیں چاہتے۔ ۳

انس نے کہا کہ اُس میں مشرکین کی قبریں تھیں کھجور کا باغ تھا۔ چٹانیں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کا باغ کٹوا دیا۔ مشرکین کی قبریں کھدوا دیں اور چٹانوں کو برابر کرا دیا۔ لوگوں نے کھجوروں کو قبلے کی طرف قطار میں کھڑا کر دیا اور اُس کے دونوں جانب پتھر رکھے۔ وہ لوگ اور ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رجز پڑھتے تھے۔ اور آپ فرماتے تھے کہ۔

اللھم لا خیر الا خیر الآخرة | فانصر الانصار والمھاجرہ

اے اللہ آخرت کی خیر کے سوا کوئی خیر نہیں | لہٰذا تو انصار و مہاجرین کی مدد کر

عمار طاقتور آدمی تھے وہ دو دو پتھر اُٹھاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن سُمَیّہ، شاباش تمہیں باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔

زہری سے مروی ہے کہ جب لوگ مسجد بنا رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ھذا الحمال لا حمال خیبر | ھذا ابر ربنا واطھر

بار ہے تو یہ ہے، خیبر کا بار کچھ نہیں | اے ہمارے پروردگار یہ زیادہ نیک و پاک ہے

زہری کہا کرتے تھے کہ آپ نے سوائے اس شعر کے کبھی کوئی شعر نہیں سنایا اور نہ اس کا ارادہ کیا سوائے اس کے کہ وہ آپ سے پہلے کہا گیا ہو۔

بیت المقدس سے کعبے کی طرف
تحویل قبلہ

عثمان بن محمد الاخنسی وغیرہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینے ہجرت فرمائی تو آپ نے سولہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی، آپ چاہتے تھے کہ اُسے کعبے کی طرف پھیر دیا جائے۔

آپ نے فرمایا کہ اے جبرئیل میری خواہش ہے کہ اللہ میرا رخ یہود کے قبلے سے پھیر دے، جبرئیل نے کہا کہ میں تو محض ایک بندہ ہوں، آپ اپنے رب سے دعا کیجیے اور اُسی سے درخواست کیجیے۔

آپ نے ایسا ہی کیا، جب نماز پڑھتے تھے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھاتے تھے۔ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی (قد) نری تقلب وجهك فی السماء فلنولینك قبلة ترضاها" (ہم آسمان کی طرف آپ کے چہرے کا اُٹھنا دیکھتے ہیں۔ ہم ضرور آپ کو ایسے قبلے کی طرف پھیر دیں گے جس سے آپ خوش ہوں گے۔) اُس نے آپ کو کعبے میں میزاب کی طرف متوجہ کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد میں دو رکعت نماز ظہر مسلمانوں کو پڑھائی تھی کہ آپ کو حکم دیا گیا کہ مسجد حرام کی طرف منہ کریں آپ اُس کی طرف گھوم گئے، ساتھ ہی تمام مسلمان بھی گھوم گئے۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام بشر بن البراء بن معرور کی
۴ زیارت کو بنی سلمہ تشریف لے گئے تھے۔ انھوں نے آپ کے لئے کھانا تیار کیا۔ ظہر کا وقت آگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر حکم دیا گیا کہ اپنا رخ کعبے کی طرف کر لیں، آپ کعبے کی طرف گھوم گئے اور میزاب کو سامنے کیا۔ اس مسجد کا نام مسجد قبلتین رکھ دیا گیا۔

یہ واقعہ ہجرت کے سترھویں مہینے ۱۵/ رجب یوم دوشنبہ کو ہوا۔

ہجرت کے اٹھارھویں مہینے شعبان میں رمضان کے روزے فرض کئے گئے۔
محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی درست ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے تشریف لانے کے بعد سولہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پھر غزوۂ بدر سے دو ماہ قبل آپ کو کعبے کی طرف پھیر دیا گیا۔

البراء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی جانب نماز پڑھی آپ کو یہ پسند تھا کہ قبلہ بیت اللہ کی جانب ہو جائے۔ آپ نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی یا آپ نے نماز عصر پڑھی اور آپ کے ساتھ ایک جماعت نے بھی نماز پڑھی۔

جن لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی ان میں سے ایک شخص نکلے جو ایک مسجد والوں پر گذرے کہ رکوع کی حالت میں تھے۔ انھوں نے کہا میں خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کعبے کی جانب نماز پڑھی۔ وہ لوگ جس طرح تھے اسی طرح بیت اللہ کی طرف گھوم گئے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ یہ آیت نازل ہوئی (جس کا ترجمہ اوپر گذر چکا) کہ "قد نری تقلب وجهك فی السماء فلنولینك قبلة ترضاها فول وجهك شطر المسجد الحرام" (لہٰذا آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے۔)

بنی سلمہ کے ایک شخص ایک جماعت پر گذرے جو فجر کی نماز میں بحالت رکوع تھے۔ وہ لوگ ایک رکعت پڑھ چکے تھے ان صاحب نے ندا دی کہ خبردار قبلہ کعبے کی طرف پھیر دیا گیا ہے۔ وہ لوگ کعبے کی طرف پھر گئے۔

کثیر بن عبد اللہ المزنی اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو ہم لوگ آپ کے ساتھ تھے آپ نے سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف

نماز پڑھی۔
عمارہ بن اوس الانصاری سے مروی ہے کہ ہم نے شب کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھی تھی کہ ایک شخص مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا۔ ہم نماز ہی میں تھے، اُس نے ندا دی کہ نماز کا رخ کعبے کی طرف کر دیا گیا، امام اور بچے اور عورتیں سب کعبے کی طرف پھر گئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکے میں تھے تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے حالانکہ کعبہ آپ کے سامنے ہی تھا۔ ہجرت فرمانے کے سولہ مہینے بعد تک یہی عمل رہا۔ پھر آپ کو کعبے کی طرف متوجہ کر دیا گیا۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ کبھی کسی نبی نے سنت و قبلہ کے ۵
بارے میں کسی نبی کی مخالفت نہیں کی سوائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے آپ مدینے تشریف لائے سولہ مہینے تک بیت المقدس کو قبلہ بنایا۔ پھر محمد بن کعب نے یہ آیت پڑھی "شرع لکم من الدین ما وصّیٰ بہ نوحا" (اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا جس کی اُس نے نوح کو وصیت کی تھی)۔

البراء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع میں مدینے تشریف لائے تو اپنے ناناؤں یا ماموؤں کے پاس اُترے جو انصار میں سے تھے، سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی لیکن پسند یہی تھا کہ قبلہ بیت اللہ کی طرف ہو جائے۔ آپ نے جو سب سے پہلی نماز (بیت اللہ کی طرف) پڑھی وہ نماز عصر تھی۔ یہ نماز آپ کے ساتھ ایک جماعت نے بھی پڑھی۔

جن لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی اُن میں سے ایک شخص نکلے، ایک مسجد والوں کے قریب سے گذرے جو رکوع کی حالت میں تھے تو کہا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے کی طرف نماز پڑھی ہے، وہ لوگ جس حالت میں تھے بیت اللہ کی طرف

گھوم گئے۔

آپ کو پسند یہی تھا کہ قبلہ بیت اللہ کی جانب پھیر دیا جائے۔ جب آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو یہود و اہل کتاب کو پسند تھا جب اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا تو ان لوگوں نے اس کو برا کہا۔

البراء سے اُن کی اسی حدیث میں مروی ہے کہ چند آدمی قبل اس کے کہ قبلہ بیت اللہ کی طرف پھیرا جائے اسی قبلے پر وفات پا گئے یا شہید ہو گئے، ہمیں معلوم نہ ہوا کہ اُن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے۔ اللہ نے یہ آیت نازل کی "ماکان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرؤف رحیم" (اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان برباد کر دے۔ اللہ لوگوں کے ساتھ بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے)۔

وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی

ابی سعید الخدری وغیرہ سے مروی ہے کہ جب قبلہ کعبے کی طرف پھیر دیا گیا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں تشریف لائے، آپ نے مسجد قباء کی دیوار کو اُس مقام پر آگے بڑھا دیا جہاں وہ آج ہے، آپ نے اُس کی بنیاد رکھدی۔ اور فرمایا کہ جبرئیلؑ مجھے بیت اللہ کا رخ بتائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے اس کی تعمیر کے لئے پتھر ڈھوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے وہاں پیادہ تشریف لایا کرتے تھے، فرمایا کہ جو وضو کرے اور اچھی طرح کرے پھر مسجد قباء میں آئے اور اُس میں نماز پڑھے تو اُسے عمرے کا ثواب ملے گا۔

عمرؓ دوشنبے و پنجشنبہ کو اُس میں آتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر یہ مسجد

کسی اور طرف بھی ہوتی تو ہم ضرور اُس کے سفر میں اونٹوں کو ہلاک کرتے۔

ابو ایوب انصاری کہا کرتے تھے کہ یہی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد تقوٰی پر رکھی گئی ہے۔ اُبَیّ بن کعب اور دوسرے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے۔ ۶

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے لمسجدٌ اُسِّسَ علی التقوٰی" (البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقوٰی پر رکھی گئی وہ اس امر کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اُس میں نماز پڑھیں) کی تفسیر میں روایت کی کہ وہ مسجد قباء ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی عمرو بن عوف میں جو مسجد قباء تھی تشریف لے گئے، انصار میں سے کچھ لوگ بھی آکر آپ کو سلام کرنے لگے۔

ابن عمرؓ نے کہا کہ آنحضرت کے ہمراہ صہیب بھی مسجد میں گئے تھے۔ میں نے صہیب سے پوچھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا جاتا تھا تو آپ کیسے جواب دیتے تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی سعید الخدری نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دوشنبے کو قباء گیا ہوں۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد قباء میں پیادہ وسوار تشریف لاتے دیکھا ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں پیادہ وسوار ہو کر تشریف لایا کرتے تھے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ مسجد قباء میں جاتے تھے اور اُس میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے ہمراہ قباء گئے۔ آپ اُٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ آپ کے پاس انصار آئے اور سلام کرنے لگے۔ میں نے بلال سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

کس طرح ان لوگوں کو سلام کا جواب دیتے دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نماز ہی کی حالت میں اپنے ہاتھ سے اُن کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔

ام بکر بنت المسور سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اگر مسجد قباء آفاق میں سے کسی افق میں بھی ہوتی تو ہم ضرور اُس کے سفر میں اونٹوں کو ہلاک کرتے۔

اسد بن ظہیر سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد قباء میں آئے اور نماز پڑھے تو یہ نماز مثل عمرے کے ہوگی۔

اذان کا بیان

سعید بن المسیب وغیرہم سے مروی ہے کہ اذان کا حکم ہونے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی لوگوں کو ندا دیتا تھا کہ الصلوٰۃ جامعۃ (نماز جمع کرنے والی ہے) تو لوگ جمع ہو جاتے تھے۔ جب قبلہ کعبے کی طرف پھیر دیا گیا تو اذان کا حکم دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذان کے معاملے کی بھی بڑی فکر تھی لوگوں نے آپ سے اُن چند باتوں کا ذکر بھی کیا جن سے لوگ نماز کے لئے جمع ہو جائیں۔ بعض نے کہا کہ صور اور بعض نے کہا کہ ناقوس بجا دیا جائے۔

لوگ اسی حالت میں تھے کہ عبداللہ بن زید الخزرجی کو نیند آگئی۔ انہیں خواب میں دکھایا گیا کہ ایک شخص اس کیفیت سے گذرا کہ اُس کے بدن پر دو سبز چادریں ہیں، ہاتھ میں ناقوس ہے۔

عبداللہ بن زید نے کہا کہ میں نے (اُس شخص سے) کہا: کیا تم یہ ناقوس بیچتے ہو، اس نے جواب دیا: تم اسے کیا کرو گے؟ میں نے کہا: خریدنا چاہتا ہوں کہ نماز میں حاضری کے لئے اُس کو بجاؤں۔

اُس نے کہا: میں آپ لوگوں کے لئے اس سے بہتر بیان کرتا ہوں کہو کہ اللہ اکبر۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ، اشہد ان محمد رسول اللہ، حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ۔

عبداللہ بن زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ تم بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہو اور جو کچھ تم سے کہا گیا ہے اُنھیں سکھا دو، وہ یہی اذان کہیں، انھوں نے ایسا ہی کیا۔ عمرؓ آئے۔ اُنھوں نے کہا کہ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا انھوں نے دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حمد اللہ ہی کے لئے ہے، اور یہی سب سے زیادہ درست ہے۔

اہل علم نے کہا کہ یہی اذان کہی جانے لگی اور "الصلوٰۃ جامعۃ" کی ندا محض کسی امر حادث کے لئے رہ گئی۔ اُس کی وجہ سے لوگ حاضر ہوتے تھے اور اُنھیں اُس امر کی خبر دی جاتی تھی۔ مثلاً فتح کی خبر پڑھ کر سنائی جاتی تھی یا اور کسی امر کا ان کو حکم دیا جاتا تھا تو "الصلوٰۃ جامعۃ" کی ندا دی جاتی تھی۔ اگرچہ وہ نماز کے وقت میں نہ ہو۔

عبداللہ بن زید الانصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے بارے میں لوگوں سے مشورہ طلب فرمایا اور فرمایا کہ میں نے یہ قصد کیا ہے کہ لوگوں کو بھیجوں کہ وہ مدینے کے قلعوں اور بلند مکانوں پر کھڑے ہو کے نماز کی اطلاع کریں، بعض لوگوں نے قصد کیا کہ ناقوس بجائیں۔

عبداللہ بن زید اپنے اہل خانہ کے پاس آئے اُن لوگوں نے کہا کہ کیا ہم تمھیں شام کا کھانا نہ کھلائیں؟ جواب دیا: میں کھانا نہ کھاؤں گا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ نماز کے معاملے نے آپ کو سخت فکر میں ڈال دیا ہے۔

وہ سو گئے اور خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے بدن پر سبز کپڑے ہیں، وہ مسجد کی چھت پر کھڑا ہے اُس نے اذان کہی پھر بیٹھ گیا پھر کھڑا ہوا اور نماز کی اقامت کہی۔

۸ یہ اُٹھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے خواب کی خبر دی،
آپ نے اُنھیں حکم دیا کہ وہ بلال کو سکھا دیں۔ اُنھوں نے سکھا دیا۔ جب لوگوں
نے یہ سنا تو آئے۔

عمرؓ بن الخطاب بھی آئے اور عرض کی" یارسول اللہ میں نے بھی یہی
خواب دیکھا ہے جو انھوں نے دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تمھیں میرے پاس آنے سے کون سا امر مانع تھا۔ اُنھوں نے کہا،
یارسول اللہ جب میں نے اپنے آپ کو پیش پیش دیکھا تو مجھے شرم آئی۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارادہ فرمایا کہ کوئی ایسی چیز مقرر کر دیں جو لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرے۔
آپ کے پاس بوق (بگل) اور بگل والوں کا ذکر کیا گیا تو ناپسند فرمایا۔
ناقوس اور ناقوس والوں کا ذکر کیا گیا تو اس کو بھی ناپسند فرمایا۔

انصار کے ایک شخص کو جن کا نام عبداللہ بن زید تھا اذان خواب میں
سُنائی گئی۔ اُسی شب کو عمرؓ بن الخطاب کو بھی اذان کا خواب دکھایا گیا۔
عمرؓ نے کہا کہ جب صبح ہوگی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دوں گا۔
انصاری رات ہی سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے اور خبر کر دی
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا اُنھوں نے نماز کی اذان کہی۔

اس کے آگے راوی نے لوگوں کی اُسی اذان کا ذکر کیا جو اس زمانے میں
دی جاتی ہے بلال نے صبح کی اذان میں "الصلوۃ خیر من النوم" کا اضافہ کیا
جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی رکھا یہ کلمہ اُس اذان میں نہ تھا جو اذان
انصاری کو خواب میں سُنائی گئی تھی۔

فرضِ ماہِ رمضان و صدقۂ فطر و نمازِ عیدین و سنتِ قربانی

عائشہؓ ابن عمرؓ و ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

ہجرت کے اٹھارھویں مہینے شعبان میں قبلے کے کعبے کی طرف پھیرے جانے کے ایک مہینے بعد ماہ رمضان کا فرض (روزہ) نازل ہوا، اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کا حکم دیا۔ یہ زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ صغیر وکبیر، حُرّ وعبد، مذکر ومؤنث سب کی طرف سے کھجور یا کشمش یا جو کا ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین سیر) گیہوں کے دو مد (نصف صاع) نکالے جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر سے دو روز پہلے خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور لوگوں کو عید گاہ جانے سے پہلے اس کے نکالنے کا حکم دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ گشت کرنے سے اس دن مساکین کو غنی کر دو۔ آپ جب (نماز سے) واپس آتے تھے تو اس کو تقسیم فرماتے تھے۔

9 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید، عید گاہ میں یوم الفطر کو خطبے سے پہلے پڑھی۔ نماز عید یوم الاضحیٰ میں (خطبے سے پہلے) پڑھی اور قربانی کا حکم دیا۔ مدینے میں آپ دس سال اسی طرح مقیم رہے کہ ہر سال قربانی کرتے رہے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ سے قربانی کو پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں دس سال اسی طرح مقیم رہے کہ قربانی ترک نہ کرتے تھے۔ اس کے بعد اس حدیث کا مضمون بھی حدیث سابق سے مل جاتا ہے۔

اہل علم نے کہا کہ آپ عید کی نماز خطبے سے پہلے بغیر اذان واقامت کے پڑھا کرتے تھے، آپ کے آگے ایک ٹیڑھی موٹھ کی لکڑی (سُترہ کے لئے) اٹھا کر لگا دی جاتی تھی (کہ گذرنے والوں کا نمازیں سامنا نہ ہو) یہ لکڑی زبیر بن العوام کی تھی جس کو وہ ملک حبشہ سے لائے تھے اور اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لی تھی۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عید کے روز ٹیڑھی موٹھ کی لاٹھی اٹھا کر لگا دی جاتی تھی جس کی طرف (رخ کرکے) آپ نماز پڑھتے تھے پھر اس حدیث کا مضمون حدیث سابق کے مضمون سے ملتا ہے۔

اہل علم نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کرنا چاہتے تھے تو دو مینڈھے خریدتے تھے جو خوب فربہ سینگ والے اور چربی والے ہوتے تھے، جب آپ نماز و خطبہ پڑھ لیتے تو ان میں سے ایک کو لایا جاتا تھا، مقام نماز پر کھڑے کھڑے اُسے اپنے ہی دست مبارک سے چھری سے ذبح فرماتے تھے۔ پھر فرماتے تھے کہ اے اللہ یہ میری اُس تمام امت کی طرف سے ہے جو تیری توحید اور میری رسالت کی گواہی دے۔

دوسرے کو لایا جاتا تھا۔ اُسے آپ اپنی طرف سے اپنے ہی ہاتھ سے ذبح کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ محمدؐ و آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے ہے؛ ان دونوں میں سے آپ اور اہل بیت نوش فرماتے تھے! مساکین کو بھی کھلاتے تھے؛ آپ (محلۂ) طرف الزقاق کے قریب مکان معاویہ کے پاس ذبح فرماتے تھے۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ ہمارے نزدیک تمام ائمۂ مدینہ اسی طرح کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر مبارک

ابوہریرہ وغیرہ سے مروی ہے کہ جمعے کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ایک کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کھڑا ہونا مجھ پر گراں ہے۔ تمیم الداری نے گذارش کی کہ کیا میں آپ کے لئے ایک منبر نہ بنا لوں جیسا میں نے ملک شام میں بنتے دیکھا ہے؟۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں مسلمانوں سے مشورہ کیا سب کی رائے ہوئی کہ آپ اُسے بنا لیں۔ عباس بن عبدالمطلب نے کہا کہ میرا ایک غلام ہے جس کا نام کلاب ہے وہ سب سے زیادہ کام کرنے والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اُسے حکم دیجئے کہ وہ اس (منبر) کو بنا دے۔

عباس نے اُسے جنگل میں درخت اَثلہ (کاٹنے کو) بھیجا (جس کی لکڑی سخت مضبوط ہوتی ہے) اُس نے اسے کاٹا۔ اُس کے دو درجے اور ایک نشستگاہ بنا کے لایا اور اُسی مقام پر رکھدیا جہاں آج ہے۔ ۱۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اُس پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میرا یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔ اور میرے منبر کے پائے جنت کے مراتب ہیں۔ فرمایا کہ میرا منبر میرے حوض (کوثر) پر ہے۔ اور فرمایا کہ میرے منبر اور میرے حجرے کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق کے متعلق قسم لینے کا معمول اپنے منبر کے پاس مقرر فرمایا۔ اور فرمایا کہ جو شخص میرے منبر پر (کھڑا ہوکر) جھوٹا حلف لے خواہ وہ پیلو کی مسواک ہی پر کیوں نہ ہو اُسے چاہیئے کہ دوزخ میں ٹھکانا بنالے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر چڑھتے تھے تو سلام کرتے تھے۔ جب بیٹھ جاتے تھے تو موذن اذان کہتے تھے۔ آپ دو خطبے پڑھا کرتے تھے، دو جلسے کیا کرتے تھے۔ اپنی اُنگلی سے اشارہ کرتے تھے اور لوگ آمین کہا کرتے تھے۔

جمعے کے روز آپ اپنے عصا پر جو درخت شوحط کا تھا (درخت شوحط سرو کی شکل کا ایک پہاڑی درخت ہے جس کی لکڑی کی کمانیں بنائی جاتی تھیں) تکیہ لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ دوران خطبہ میں لوگ اپنے چہرے آپ کے روبرو رکھتے تھے اور اپنے کان لگا دیتے تھے۔ آنکھوں سے آپ کو دیکھا کرتے تھے جب آفتاب ڈھل جاتا تب آپ نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔

آپ کی ایک یمنی چادر تھی جو چھ ہاتھ لمبی اور تین ہاتھ اور ایک بالشت چوڑی تھی، عمان کی بنی ہوئی ایک تہمد تھی جس کی لمبائی چار ہاتھ اور ایک بالشت اور چوڑان دو ہاتھ اور ایک بالشت تھی جمعہ وعید کے روز آپ انھیں دونوں کو استعمال فرماتے تھے پھر تہ کرکے رکھدی جاتی تھیں۔

عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے روز جب خطبہ پڑھتے تھے تو ایک دوشاخہ لکڑی سے

سہارا لگا کر کھڑے ہو جاتے جو میرے خیال میں تاڑ کی تھی اور آپ کی جائے نماز میں تھی آپ اُسی سے تکیہ لگایا کرتے تھے ۔

اصحاب نے عرض کی، یارسول اللہ لوگ بہت ہو گئے ہیں اگر آپ کوئی چیز بنا کر خطبہ پڑھتے وقت اُس پر کھڑے ہوتے تو لوگ آپ کو دیکھتے؛ فرمایا: تم لوگ جو چاہو (کرو) ۔

سہل نے کہا: مدینے میں صرف ایک ہی بڑھئی تھا۔ میں اور وہ بڑھئی خافقین گئے اور ہم نے یہ منبر درخت اثل سے بنایا ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر کھڑے ہوئے تو وہ لکڑی (جس پر پہلے سہارا لگاتے تھے) گنگنائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کو اس لکڑی کی گنگناہٹ سے تعجب نہیں ہوتا؟ (اُس کے سننے کے لئے) لوگ (قریب) آئے اور اُس کی گنگناہٹ سے پریشان ہو گئے یہاں تک کہ لوگوں کی گریہ وزاری بڑھ گئی ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم (منبر سے) اُتر کے اس (لکڑی) کے پاس گئے ۔ اپنا ہاتھ اس پر رکھا تو اُسے سکون ہو گیا ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے متعلق حکم دیا تو اُسے آپ کے منبر کے نیچے دفن کر دیا گیا یا چھت میں لگا دیا گیا ۔

عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے اِن کے دادا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے الغابہ (جنگل) کے درخت طرفاء سے تین درجے (کا منبر) بنایا گیا، سہل اس کی ایک ایک لکڑی اٹھا کر لائے تھے یہاں تک کہ اُنھوں نے اس کو مقام منبر پر رکھ دیا ۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے سے سہارا لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد میں نصب تھا۔ جب آپ
11 کو مناسب معلوم ہوا کہ آپ منبر بنوائیں تو مسلمانوں کے اہل الرائے سے مشورہ کیا ۔ سب نے رائے دی کہ آپ اُسے بنوائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بنوایا ۔

جمعے کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس منبر پر

بیٹھ گئے، جب اس تنے نے آپ کو نہ پایا تو ایسی گنگناہٹ شروع کی جس نے لوگوں کو پریشان کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نشستگاہ سے اُٹھ کے اُس کے پاس گئے، (دست مبارک سے) مس کیا تو اُسے سکون ہو گیا۔ اُس روز کے بعد سے کوئی گنگناہٹ نہیں سنی گئی۔

الطفیل بن اُبی بن کعب نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے کے پاس (کھڑے ہو کر) نماز پڑھا کرتے تھے کیونکہ (اس زمانے میں) مسجد چھپر میں تھی۔ آپ اُسی تنے کے پاس (کھڑے ہو کر) خطبہ پڑھتے تھے۔

اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ کیا آپ کی مرضی ہے کہ میں آپ کے لئے ایک منبر بناؤں کہ جمعے کے روز آپ اُس پر تشریف لائیں تو لوگ آپ کی زیارت کریں اور آپ اُنھیں اپنا خطبہ سنائیں؟ فرمایا کہ ہاں۔

اُنھوں نے آپ کے لئے تین زینے بنائے جو وہی ہیں کہ بالائی حصے پر ہیں۔ منبر بن گیا اور اپنے مقام پر رکھ دیا گیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس منبر پر کھڑے ہونے کا ارادہ فرمایا آپ اُس کے پاس (جانے کے لئے) گزرے تو وہ تنہ چلایا اُس میں شگاف پڑ گیا اور شق ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (منبر سے) اُترے اور اپنے ہاتھ سے چھوا یہاں تک کہ اُسے سکون ہو گیا، پھر آپ منبر پر واپس آ گئے۔ (اس کے قبل) جب آپ نماز پڑھتے تھے تو اُسی تنے کے پاس پڑھتے تھے۔

جب مسجد منہدم کر دی گئی اور تبدیل کر دی گئی تو اس تنے کو ابی بن کعب نے لے لیا وہ اُن کے پاس اُن کے مکان ہی میں رہا یہاں تک کہ پرانا ہو گیا۔ اُسے دیمک نے کھا لیا اور سڑ گل گیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے کے پاس خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ نے منبر بنوا لیا اور اُس پر منتقل ہوئے تو وہ تنہ گنگنایا۔ آپ اُس کے پاس آئے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اگر میں اُسے گلے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک گنگناتا۔

عبدالعزیز بن ابی حازم نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے سہل بن سعد سے دریافت کیا۔ کہ وہ منبر کس لکڑی کا تھا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں خاتون سے کہلا بھیجا (سہل نے ان کا نام بھی لیا تھا) کہ اپنے غلام بڑھئی کو حکم دو کہ وہ میرے لئے لکڑیاں بنا دے کہ میں اس پر (کھڑے ہوکر) لوگوں کو کلام سناؤں۔ اُس نے یہی تین زینے الغابہ کے درخت طرفا سے بنائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو وہ اس مقام پر رکھدیا گیا۔

سہل نے کہا کہ میں نے پہلے ہی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اُس پر بیٹھے اور تکبیر کہی لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ آپ نے رکوع کیا حالانکہ آپ منبر ہی پر تھے، پھر اُٹھے اُتر آئے اور منبر کی جڑ میں سجدہ کیا، پھر دوبارہ کیا، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ اُس میں آپ نے وہی کیا جیسا کہ آپ نے پہلی رکعت میں کیا تھا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ اے لوگو میں نے یہ محض اس لئے کیا کہ تم میری اقتدا کرو اور تمھیں میری نماز معلوم ہو جائے۔ ۱۲

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ زمانۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس مسجد کی چھت کھجور کے تنوں پر پٹی ہوئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ پڑھتے تھے تو اُنھیں تنوں میں سے ایک تنے کے پاس کھڑے ہوتے تھے۔ جب منبر بنایا گیا تو اُس پر تشریف فرما ہونے لگے۔ ہم لوگوں نے اُس تنے کی ایسی آواز سنی جیسی آٹھ نو مہینے کی گابھن اونٹنیوں کی آواز ہوتی ہے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور اُس پر اپنا ہاتھ رکھا تو اُسے سکون ہو گیا۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ بیشک یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے منبر اور میرے حجرے کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض (کوثر) پر ہے (یعنی قیامت میں حوض کوثر پر آپ کے لئے رکھا جائے گا)۔

ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے منبر کے پائے جنت میں مراتب (و درجات) ہیں۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائیگا وہ لامحالہ اپنا دوزخ میں ٹھکانا بنالے گا اگرچہ وہ قسم سبز مسواک ہی پر کیوں نہو۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص میرے منبر پر یا اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے گا، خواہ وہ تر مسواک ہی پر کیوں نہ ہو اس کے لئے دوزخ واجب ہو جائے گی۔

عبداللہ بن زید المازنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے حجرے اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

۱۲ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عَبدِ القاری سے مروی ہے کہ انھوں نے ابن عمر کو دیکھا کہ اپنا ہاتھ منبر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نشستگاہ پر رکھا پھر اسکو اپنے چہرے پر رکھا (یعنی بوسہ دیا)

یزید بن عبداللہ بن قسیط سے مروی ہے کہ میں نے چند اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب مسجد خالی ہوتی تھی تو وہ منبر کے اُس ساده لٹو کو جو قبر شریف کے متصل ہے اپنے داہنے ہاتھوں سے پکڑتے تھے پھر قبلہ رخ ہو کر دعا مانگتے تھے۔

صُفّہ اور اصحاب صُفّہ

یزید بن عبداللہ بن قُسیط سے مروی ہے کہ اصحاب صفہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب تھے جن کا کوئی مکان نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وہ مسجد ہی میں سوتے تھے، اُسی کے سایے میں رہتے تھے۔ سوائے اس کے اُن لوگوں کا کوئی اور ٹھکانا نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شام کا کھانا نوش فرماتے تو ان لوگوں کو بلاتے اور اُنھیں (کھانا کھلانے کے لئے) اپنے اصحاب پر تقسیم فرما دیتے تھے۔ اُن میں سے ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شب کا کھانا کھاتا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تونگری لایا۔

ابن کعب القُرظی سے اس آیت کی تفسیر میں کہ "للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ" (یعنی صدقات اُن فقراء کے لئے ہیں جو اللہ کی راہ میں مقید ہیں۔) اصحاب صفہ مراد ہیں۔ مدینے میں اُن لوگوں کا کوئی مکان تھا نہ اقارب تھے لہذا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اُنھیں صدقہ دینے پر ابھارا۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے تمیں اہل صفہ کو دیکھا کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ ان کے بدن پر چادریں نہ ہوتی تھیں۔

واثلہ بن الاسقع سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس اصحاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تہمدوں میں نماز پڑھتے دیکھا۔ جن میں میں بھی تھا۔ (یعنی اوڑھنے کو چادر تک نہ تھی صرف ایک تہمد باندھے رہتے تھے)۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمایا کہ اصحاب صفہ کو بلا دو۔ میں ایک ایک شخص کو تلاش کر کے بیدار کرنے لگا یہاں تک کہ اُنھیں جمع کیا۔ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باب عالی پر حاضر ہوئے۔ ہم نے (حاضری کی) اجازت چاہی
۱۴ تو ہمیں اجازت دیگئی۔ آپ نے ہمارے لئے ایک پیالہ رکھا جس میں کوئی چیز جو کی تیار کی ہوئی تھی۔ اُس پر آپ نے اپنا ہاتھ رکھدیا اور فرمایا کہ بسم اللہ لو ہم لوگوں نے اُس میں سے جتنا چاہا کھایا۔ (سیر ہونے کے بعد)

ہم نے اپنے ہاتھ اُٹھا لئے جس وقت وہ پیالہ رکھا گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اُس کھانے کے سوا جو تم لوگ دیکھتے ہو آل محمد میں اور کسی کھانے کی نوبت آج رات نہیں آئی۔ ہم لوگوں نے ابوہریرہ سے کہا کہ جب آپ لوگ فارغ ہوئے تو وہ کسقدر باقی رہا تھا۔ ابوہریرہ نے کہا کہ جیسا رکھا گیا تھا ویسا ہی رہا سوائے اس کے کہ اس میں انگلیوں کے نشان ہو گئے تھے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں میں اہل صفہ میں سے تھا اور یہ کیفیت تھی کہ ام سلمہ و عائشہ کے حجروں کے درمیان مارے بھوک کے مجھ پر غشی طاری ہو جاتی تھی۔

ابوذر سے مروی ہے کہ میں بھی اہل صفہ میں سے تھا۔

یعیش بن قیس بن طہفۃ الغفاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بھی اصحاب صفہ میں سے تھا۔

جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازوں کی نماز پڑھا کرتے تھے

ابوسعید الخذری سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے تشریف لانے پر جب کوئی قریب مرگ ہوتا تو آپ کے پاس حاضر ہو کر خبر دیتے تھے۔ آپ اُس کے پاس آتے اور اُس کے لئے استغفار فرماتے جب اُس کی روح قبض ہو جاتی تو آپ اور آپ کے ہمراہی واپس چلے جاتے تھے۔ اکثر آپ اُس کے دفن تک بیٹھے رہتے تھے۔ اور اکثر آپ کی یہ پابندی طویل ہو جاتی تھی۔ جب ہمیں آپ پر اس کی مشقت کا اندیشہ ہوا تو قوم کے بعض افراد نے بعض سے کہا کہ واللہ کیا اچھا ہوتا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر قبض روح کے

کسی کی اطلاع نہ کرتے، اُس کی روح قبض ہو جاتی تو آپ کو اطلاع کر دیتے، تاکہ آپ پر مشقت و پابندی نہ ہو،

ہم لوگوں نے یہی کیا مر جانے کے بعد ہم آپ کو مطلع کرتے تھے۔ آپ اُس کے پاس آتے تھے۔ دعائے رحمت و مغفرت فرماتے تھے۔ اکثر آپ اس کے بعد واپس ہو جاتے تھے اور اکثر میت کے دفن ہونے تک ٹھیر جاتے تھے۔

ہم لوگ ایک زمانے تک اس معمول پر رہے۔ لوگوں نے کہا کہ واللہ کیا اچھا ہوتا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنی جگہ سے) نہ اُٹھاتے۔ میت کو آپ کے مکان کے پاس لیجاتے، آپ کو کہلا بھیجتے اور آپ اپنے مکان ہی کے پاس نماز پڑھا دیتے، یہ آپ کے لئے زیادہ سہل اور زیادہ آسان ہوتا۔ ہم نے یہی کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسی وجہ سے اُس مقام کا نام موضع الجنائز رکھدیا گیا کیونکہ جنازے وہاں لائے جاتے تھے۔ آج تک جنازوں کے وہاں لیجانے اور اُسی مقام پر اُن پر نماز پڑھنے کے بارے میں لوگوں کا یہی معمول جاری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصدوں کے ذریعے سے سلاطین کے نام فرمان بھیجے ۱۵

دعوت اسلام اور مکاتیب نبوی

ابن عباس وغیرہ سے متعدد طرق واسناد سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ ۶ھ میں حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو قاصدوں کو سلاطین کے پاس دعوت اسلام دینے کے لئے بھیجا۔ اُن کے

نام فرمان تحریر فرمائے۔

عرض کی گئی، یا رسول اللہ سلاطین کوئی تحریر نہیں پڑھتے تاوقتیکہ اُس پر مہر نہ لگی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی روز ایک چاندی کی مہر بنوائی جس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا۔ اس پر تین سطروں میں یہ نقش تھا "محمد رسول اللہ" اُسی سے آپ نے فرمانوں پر مہر لگائی' ان قاصدوں میں سے چھ آدمی ایک ہی دن روانہ ہوئے۔ یہ محرم ۷ھ کا واقعہ ہے۔ ان میں سے ہر شخص اُس قوم کی زبان میں کلام کرسکتا تھا جن کے پاس آپ نے انھیں بھیجا تھا۔

سب سے پہلے قاصد جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے پاس بھیجا تھا عمرو بن اُمیہ الضمری تھے۔ آپ نے نجاشی کو دو فرمان تحریر فرمائے تھے ایک میں اُنھیں دعوت اسلام دی تھی اور قرآن کی آیات تحریر فرمائی تھیں۔ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان لے لیا۔ آنکھوں سے لگایا بطور تواضع کے اپنے تخت سے زمین پر اتر آئے۔ پھر اسلام لائے۔ کلمۂ شہادت ادا کیا اور کہا کہ اگر مجھے آپ کی خدمت میں حاضری کی گنجائش ہوتی تو ضرور آپ کے پاس حاضر ہوتا اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی فرمانبرداری اور تصدیق اور اللہ رب العلمین کے لئے جعفر بن ابی طالب کے ہاتھوں پر اسلام لانا لکھدیا۔

دوسرے فرمان میں آپ نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب کا نکاح آپ کے ساتھ کردیں' جنھوں نے اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش الاسدی کے ہمراہ ملک حبشہ کو ہجرت کی تھی ابن جحش حبشہ ہی میں نصرانی ہوگیا اور مر بھی گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان میں یہ حکم دیا تھا کہ جو اصحاب وہاں ہیں اُنھیں آپ کے پاس بھیجدیں اور سوار کرادیں۔

نجاشی نے ایسا ہی کیا۔ اُنھوں نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب کا
نکاح آپ کے ساتھ کیا اور آپ کی جانب سے چارسو دینار مہر ادا کیا مسلمانوں کے ۱۲
سفر کا اور جو چیزیں اُنھیں درکار ہوں سب کا سامان کر کے عمرو بن امیہ الضمری
کے ہمراہ دو کشتیوں میں سوار کردیا۔ ہاتھی دانت کا ایک ڈبہ منگا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دونوں فرمان اُس میں رکھدیے۔ اور کہا کہ اہل حبشہ ہمیشہ بحالت خیر رہیں گے جب تک یہ دونوں فرمان اُن کے درمیان ہیں۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے دحیہ بن خلیفہ الکلبی کو جو ان چھ میں سے ایک تھے قیصر کے پاس بھیجا کہ وہ اُسے دعوت اسلام دیں آپ نے ایک فرمان بھی تحریر فرما دیا اور اُنھیں یہ حکم دیا کہ اُسے عظیم بُصریٰ (یعنی والی) کو دیدیں کہ وہ اُسے قیصر کو دیدے۔

عظیم بصریٰ نے اُسے قیصر کو دیدیا جو اُس زمانے میں حمص میں تھا۔ قیصر اُس زمانہ میں ایک نذر میں جو اُس پر واجب تھی پیادہ چل رہا تھا۔ نذر یہ تھی کہ اگر روم فارس پر غالب آ گئے تو وہ قسطنطنیہ سے ایلیاء (بیت المقدس) تک برہنہ پا جائے گا۔

اُس نے فرمان کو پڑھا حمص کے ایک گرجا میں عظمائے روم کو حاضری کی اجازت دی اور کہا کہ اے گروہ روم کیا تمھیں فلاح و رُشد کی، اپنی سلطنت کو اپنے لئے قائم رہنے کی اور جو کچھ عیسیٰ بن مریم نے فرمایا اُس کی پیروی کی خواہش ہے؟ رومیوں نے کہا کہ اے بادشاہ وہ کیا بات ہے؟۔ اُس نے کہا کہ ان نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کر سکتے ہو؟ یہ سنکر وہ لوگ گورخر کی طرح بھڑک گئے۔ اونٹ کی طرح بلبلائے اور صلیب اُٹھالی۔

ہرقل نے یہ حالت دیکھی تو وہ اُن کے اسلام سے مایوس ہو گیا۔ اُسے اپنی جان اور سلطنت کا اندیشہ ہوا۔ آخر اُنھیں تسکین دی کہ میں نے جو کچھ کہا وہ محض اس لئے تھا کہ امتحان لے کے یہ دیکھوں اپنے دین میں تمھاری پختگی کیسی ہے۔ میں نے تمھاری وہی کیفیت دیکھی جو میں چاہتا ہوں۔ اُن سب نے اُسے سجدہ کیا۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حُذافۃ السہمی کو جو (مذکورۂ بالا) چھ میں سے ایک تھے کسریٰ کے پاس بھیجا کہ وہ اُسے دعوت اسلام دیں۔ ایک فرمان بھی تحریر فرما دیا تھا۔

عبداللہ نے کہا کہ میں نے کسریٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

دیدیا جو اُسے پڑھکر سنایا گیا، اُس نے اُسے لے لیا اور چاک کر ڈالا۔
جب یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ اُس کے ملک کو پارہ پارہ کر دے۔

کسریٰ نے اپنے عامل یمن باذان کو لکھا کہ تم اپنے پاس سے دو بہادر آدمیوں کو اس شخص کے پاس جو حجاز میں ہے بھیجو کہ وہ دونوں میرے پاس اُس کی خبر لائیں۔ باذان نے قہرمانہ اور ایک اور شخص کو بھیجا اور ایک خط بھی لکھدیا۔ یہ دونوں مدینے آئے اور انھوں نے باذان کا خط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور دونوں کو دعوت اسلام دی۔ اُن کی یہ کیفیت تھی کہ (آپ کے رعب سے) لرزہ براندام تھے۔ آپ نے فرمایا کہ آج تو تم دونوں میرے پاس سے جاؤ۔ کل پھر آنا تو میں اپنے ارادے سے تمھیں آگاہ کروں گا۔

دوسرے روز وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنے صاحب (باذان) کو یہ خبر پہنچادو کہ اسی شب کو جو شب سہ شنبہ ۱۰ جمادی الاولیٰ سنہ ۷ھ تھی، سات بجے میرے رب نے اس کے رب (کسریٰ) کو قتل کر دیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے بیٹے شیرویہ کو اُس پر مسلط کر دیا جس نے اُسے قتل کر دیا۔ یہ دونوں شخص اس خبر کو لیکر باذان کے پاس واپس گئے تو باذان اور وہ سب مُولّد قبائل کہ یمن میں "ابناء" کہلاتے تھے اسلام لے آئے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن
17 ابی بلتعہ اللخمی کو جو چھ قاصدوں میں سے ایک تھے مُقوقِس والی اسکندریہ کے پاس بھیجا جو قوم قبط کا سردار تھا کہ اُسے دعوت اسلام دیں اور ایک فرمان بھی تحریر فرمایا۔

اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اُسے پہنچادیا۔ مقوقس نے وہ فرمان لے لیا اور اُسے ہاتھی دانت کے ڈبے میں رکھ کے اُس پر

مہر لگادی اور اُسے اپنی کنیز کے سپرد کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ مجھے معلوم ہے کہ ایک نبی باقی ہیں اور میں یہ خیال کرتا تھا کہ وہ ملک شام میں ظہور فرمائیں گے۔ میں نے آپ کے قاصد کا اکرام کیا ہے اور آپ کے پاس دو کنیزیں بھیجی ہیں جن کا قوم قبط میں بڑا مرتبہ ہے میں نے ہدیۃً آپ کو ایک چادر اور ایک مادہ خچر بھیجی ہے کہ آپ اُس پر سوار ہوں۔ مقوقس نے اس سے زیادہ کچھ نہ لکھا اور اسلام نہیں لایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا ہدیہ قبول فرما لیا اور دونوں کنیزیں بھی لے لیں جو ماریہ ام ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی بہن شیریں تھیں۔ مادہ خچر بھی ایلی جو سفید تھی اُس زمانے میں عرب میں اُس کے سوا کوئی اور (ایسی مادہ خچر) نہ تھی۔ اور یہی دلدل تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس خبیث نے اپنی سلطنت پر بخل کیا حالانکہ اُس کی سلطنت کو کوئی بقا نہیں۔ حاطب نے کہا کہ وہ مہمانداری میں میرا اکرام کرتا تھا۔ میں نے صرف پانچ روز اُس کے پاس قیام کیا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شجاع بن وہب الاسدی کو جو چھ میں سے ایک تھے حارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس بھیجا کہ اُسے دعوت اسلام دیں۔ ایک فرمان بھی تحریر فرما دیا۔

شجاع نے کہا کہ میں اُس کے پاس گیا۔ وہ غوطۂ دمشق میں قیصر کی مہمانداری و مدارات کی تیاری میں مشغول تھا جو حمص سے ایلیا، آنے والا تھا۔

میں دو یا تین روز تک اُس کے دروازے پر مقیم رہا۔ اُس کے دربان سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہو کر اُس کے پاس آیا ہوں۔ اُس نے کہا کہ تم اُس کے پاس نہیں پہنچ سکتے تاوقتیکہ فلاں و فلاں تاریخیں گزر نہ جائیں۔

دربان رومی تھا۔ اس کا نام مُری تھا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کرنے لگا۔ میں اُس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور آپ کی دعوت و تبلیغ کا تذکرہ کرتا تھا تو اُس کا دل بھر آتا تھا یہاں تک کہ اُس پر گریہ و زاری غالب آجاتی تھی۔

وہ کہتا تھا کہ میں نے انجیل پڑھی ہے میں بعینہٖ انھیں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال پاتا ہوں، آپ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں حارث سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دے گا۔ یہ دربان میرا اکرام کرتے اور اچھی طرح مہمان نوازی کرتے تھے۔

ایک روز حارث نکلا اور بیٹھ گیا۔ اُس نے اپنے سر پر تاج رکھا مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اُسے دیدیا۔ اُس نے اُسے پڑھ کے پھینک دیا اور کہا کہ مجھ سے میری سلطنت کون چھین سکتا ہے۔ میں اُن (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جانیوالا ہوں خواہ وہ یمن میں ہوں۔ لوگوں کو بھیج کے میں اُن کو اپنے پاس بلواؤں گا۔

وہ اسی طرح کی فرضی باتیں کرتا رہا پھر اُٹھا اور گھوڑوں کے نعل لگانے کا حکم دیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو اپنے صاحب (یعنی آنحضرت) سے بتا دینا۔

یہ واقعات جن کی ذیل میں اپنا ارادہ بھی واضح کر دیا تھا قیصر کو لکھ بھیجے۔ قیصر نے اُسے لکھا کہ تو آنحضرت کی جانب نہ جا آپ سے بے پروا رہ۔ اور ایلیا (میں) میرے ساتھ پہنچ جا۔

جب اُس کے پاس کا جواب آگیا تو اُس نے مجھے بلایا اور کہا کہ تم اپنے صاحب کے پاس روانہ ہونے کا کب ارادہ رکھتے ہو۔ میں نے کہا کہ کل۔ اُس نے میرے لئے سو مثقال سونے کا حکم دیا (ایک مثقال = ۴ ½ ماشے) مری (دربان) نے بھی میرے ساتھ احسان کیا اور میرے لئے زاد راہ اور لباس کا حکم دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام کہدینا۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ اُس کی سلطنت برباد گئی۔ میں نے آپ سے مری کا سلام بھی کہدیا اور جو کچھ کہا تھا اُس کی بھی خبر دیدی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مری نے سچ کہا۔ (یعنی انجیل میں میرے تذکرے کا حوالہ صحیح ہے) حارث بن ۱۸
ابی شمر اُس سال مرا ہے جس سال مکۂ معظمہ فتح ہوا ہے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ فروہ بن عمرو الجذامی عمّان علاقۂ بلقاء پر قیصر کے عامل تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کچھ نہیں تحریر فرمایا۔ فروہ خود ہی اسلام لائے۔ اپنے اسلام لانے کی عرضداشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھی۔ آپ کو ہدیہ بھیجا اور اپنے پاس سے اپنی قوم کے ایک قاصد کو جن کا نام مسعود بن سعد تھا روانہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خط پڑھا ہدیہ قبول فرمایا اور جواب تحریر فرمادیا۔ آپ نے مسعود کو ساڑھے بارہ اوقیہ جو پانچ سو درم تھے انعام دیا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلیط بن عمرو العامری کو جو چھ قاصدوں میں سے ایک تھے ہوذہ بن علی الحنفی کے پاس بھیجا کہ اُسے دعوت اسلام دیں۔ ایک فرمان بھی تحریر فرمادیا۔ وہ اُس کے پاس گئے تو اُس نے انھیں ٹھیرایا۔ اُن کی حفاظت کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پڑھا اور ایسا جواب دیا جو مرتبے سے کم تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ آپ جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ نہایت خوب اور بہت اچھی ہے۔ میں اپنی قوم کا شاعر و خطیب ہوں عرب میرے مرتبے سے ڈرتے ہیں۔ لہٰذا کچھ امور میرے سپرد کردیجیے تو میں آپکی پیروی کرلوں۔ اُس نے سلیط بن عمرو کو کچھ انعام اور ہجر کے بنے ہوئے کپڑوں کا لباس بھی دیا۔ وہ ان سب چیزوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور جو کچھ اُس نے کہا تھا اُس کی خبر آپ کو دی۔

آپ نے اُس کا خط پڑھا اور فرمایا کہ اگر وہ مجھ سے زمین کے پانی کا بہاؤ بھی مانگتا تو میں منظور نہ کرتا۔ وہ بھی برباد ہوا اور جو اُس کے ہاتھوں میں ہے وہ بھی برباد گیا۔ جب آپ فتح مکہ سے واپس آئے تو آپ کے پاس جبرئیلؑ آئے اور اُنھوں نے اطلاع دی کہ وہ مرگیا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ ذی القعدہ ۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص کو بغرض دعوت اسلام جیفر و عبد فرزندان الجلندی کے پاس بھیجا۔ یہ دونوں قبیلۂ ازد کے تھے۔ دونوں میں بادشاہ جیفر تھے۔

موہ

اُن دونوں کے نام ایک فرمان بھی تحریر فرمادیا اور فرمان پر مہر بھی لگادی۔

عمرو بن العاص نے کہا کہ جب میں عمان آیا تو عبد کے پاس جانے کا ارادہ کیا جو ان دونوں شخصوں میں زیادہ بردبار اور زیادہ نرم مزاج کے تھے۔

میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے میں تمہارے اور تمہارے بھائی کے پاس قاصد ہو کر آیا ہوں۔ عبد نے کہا کہ میرے بھائی مجھ سے عمر و سلطنت میں بڑھے ہوئے ہیں میں آپ کو ان کے پاس پہنچا دوں گا کہ وہ آپ کا لایا ہوا فرمان پڑھ لیں۔

میں چند روز تک اُن کے دروازے پر ٹھیرا رہا۔ انھوں نے مجھے بلایا تو اُن کے پاس گیا اور وہ مہر لگا ہوا فرمان دیدیا۔ اُنھوں نے اس کی مہر توڑی اور آخر تک پڑھ کے اپنے بھائی کو دیدیا۔ انھوں نے بھی اُنھیں کی طرح پڑھا۔

میں نے ان کے بھائی کو دیکھا کہ وہ اُن سے زیادہ رقیق القلب تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ مجھے آج کی مہلت دیجئے اور کل میرے پاس آئیے۔ صبح ہوئی تو میں اُن کے پاس گیا۔

اُنھوں نے کہا کہ آپ نے مجھے جس امر کی دعوت دی ہے اُس میں میں نے غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ جب میں اپنے مقبوضات کا ایک شخص کو مالک بنادونگا تو اس وقت میں تمام عرب سے زیادہ کمزور ہو جاؤں گا۔ میں نے کہا کہ اچھا تو میں کل روانہ ہونے والا ہوں۔

جب اُنھیں میری روانگی کا یقین ہوگیا تو صبح کو بلا بھیجا۔ میں گیا تو اُنھوں نے اور اُن کے بھائی نے اسلام قبول کر لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور مجھے زکوۃ لینے اور لوگوں میں حکومت کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔

جو میری مخالفت کرتا تھا اُس کے خلاف دونوں میرے مددگار ہوگئے۔

اُن کے اغنیاء سے میں نے زکوۃ وصول کی اور اُن کے فقراء میں تقسیم کر دی۔ میں برابر اُنھیں لوگوں میں مقیم رہا یہاں تک کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پہنچ گئی۔

19 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے اپنی واپسی کے وقت علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی العبدی کے پاس بھیجا جو بحرین میں تھے کہ وہ اُنھیں دعوت اسلام دیں۔ آپ نے اُن کے نام ایک فرمان بھی تحریر فرمادیا۔

اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام اور آنحضرت کی تصدیق کی خبر لکھی کہ میں نے آپ کا فرمان اہل ہجر کو سنایا۔ اُن میں سے بعض نے اسلام کو پسند کیا جو اُنھیں اچھا معلوم ہوا وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے بعض نے ناپسند کیا' میرے ملک میں مجوس و یہود ہیں اس بارے میں مجھے آپ اپنے حکم سے از سر نو مطلع فرمایئے'

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں تحریر فرمایا کہ تم جب تک اصلاح کرتے رہو گے تمھیں تمھارے عہدے سے ہرگز معزول نہ کریں گے۔ جو یہودیت یا مجوسیت پر قائم رہے گا تو اُس پر جزیہ ہوگا (یعنی اُسے اپنی جان و مال کی حفاظت کا محصول دینا ہوگا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس ہجر کو ایک فرمان تحریر فرما کر اُن پر اسلام پیش کیا اور تحریر فرمایا کہ اگر وہ انکار کریں تو ان سے جزیہ لیا جائے۔ ان کی عورتوں سے نکاح نہ کیا جائے اور نہ اُن کا ذبیحہ کھایا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہ کو بھی علاء بن الحضرمی کے ساتھ بھیجا تھا اور وصیت فرمائی تھی کہ اُن کے ساتھ بہتر سلوک کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء کو اونٹ گائے بکری پھل اور مال کے فرائض (زکوٰۃ) تحریر فرمائے علاء نے آپ کا فرمان لوگوں کو سنایا اور اُسی کے مطابق زکوٰۃ وصول کی۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریش کی طرح (فرمان کے سرنامہ پر) "باسمک اللھم" (یعنی اے اللہ تیرے نام سے شروع کرتا ہوں) تحریر فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی "وقال ارکبوا فیھا بسم اللہ مجریھا ومرسھا" تو آپ بسم اللہ" لکھنے لگے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی "قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن" تو آپ "بسم اللہ الرحمٰن" لکھنے لگے، جب یہ آیت نازل ہوئی "انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" تو آپ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھنے لگے۔

شعبی وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کل صبح کو تم سب کے سب میرے پاس آنا آپ کا معمول یہ تھا کہ نماز فجر پڑھ چکتے تو مصلے ہی پہ تھوڑی دیر تسبیح پڑھتے اور دعا کرتے

پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔

آپ نے ایک گروہ کو ایک جماعت کی طرف بھیجا اور اُن سے فرمایا کہ خدا کے لئے اُس کے بندوں میں نیکی و خیر خواہی کرنا۔ کیونکہ جس شخص کو لوگوں کے امور کا راعی (رعایا کا نگہبان) بنایا جائے، وہ اُن کی خیر خواہی نہ کرے تو اللہ نے اُس پر جنت حرام کر دی ہے۔ جاؤ اور ایسا نہ کرنا جیسا عیسیٰ بن مریم کے قاصدوں نے کیا تھا کہ وہ قریب کے پاس خبر گیری کو آتے اور بعید کو چھوڑ دیتے تھے، پھر غفلت سے بیدار ہوئے۔

ان میں سے ہر شخص اُس قوم کی زبان میں باتیں کر سکتا تھا جس کی طرف ان کو بھیجا جا رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں کے معاملات میں جو حقوق اللہ کے ان لوگوں پر واجب ہیں ان میں یہ سب سے بڑا حق ہے (کہ یہ اُن کی زبان جانیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو ایک فرمان تحریر فرمایا ۲۰
جس میں اُنھیں شرائع اسلام اور مواشی و مال کے بارے میں فرائض زکوۃ کی خبر دی، اور وصیت فرمائی کہ ان صحابہ اور نامہ بروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے۔ اہل یمن کی جانب آپ کے پیامبر معاذ بن جبل و مالک بن مرارۃ تھے۔ آپ نے ان لوگوں کے اُن کے قاصد کے اپنے پاس پہنچنے کی اور جو پیام اُس نے اُن کی جانب سے پہنچایا تھا اُس کی بھی خبر دی۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کی ایک جماعت کو نام بنام تحریر فرمایا جن میں حارث بن عبد کُلال و شریح بن عبد کُلال و نعیم بن عبد کُلال و نُعمان قیل ذی یزن و معافر و ہمدان و زُرعہ ذی رُعین بھی تھے۔ یہ زرعہ قبیلۂ حمیر کے پہلے ہی گروہ میں اسلام لائے تھے۔

ایک فرمان تحریر فرمایا اور اُن کو حکم دیا کہ یہ لوگ صدقہ (زکوۃ) و جزیہ جمع کریں اور اُسے معاذ بن جبل و مالک بن مرارہ کے سپرد کر دیں۔ آپ نے اُن لوگوں کو ان دونوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کا حکم دیا۔ مالک بن مرارہ اہل یمن کے قاصد تھے جو اُن کے اسلام و اطاعت کا پیام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس لے گئے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو تحریر فرمایا کہ مالک بن مرارہ نے خبر پہنچا دی ہے اور انھوں نے غائبانہ حق کی حفاظت کی ہے، آپ نے کندہ کے بنی معاویہ کو بھی اسی طرح تحریر فرمایا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ حمیر کے بنی عمرو کو بھی تحریر فرماکر اسلام کی دعوت دی تھی ۔ خالد بن سعید بن العاص نے اس فرمان کو لکھا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبلہ بن الایہم پادشاہ غسان کو بھی دعوت اسلام دی ۔ وہ اسلام لایا اور اُس نے اپنے اسلام کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھدی ۔ آپ کو ہدیہ بھی بھیجا اور برابر مسلمان رہا۔

جب عمر بن الخطاب کا زمانہ آیا تو اتفاق سے دمشق کے ایک بازار میں قبیلۂ مُزَینہ کے ایک شخص کو کچل دیا ۔ مُزَنی نے حملہ کر کے اُسے تھپڑ مار دیا۔ اُسے گرفتار کر کے ابو عبیدہ بن الجراح کے پاس لایا گیا۔

لوگوں نے کہا کہ اس نے جبلہ کے تھپڑ مارا ہے ابو عبیدہ نے کہا کہ اُسے چاہیئے کہ وہ بھی اس کو تھپڑ مار دے ۔ لوگوں نے کہا کہ یہ قتل نہیں کیا جائے گا؟ تو ابو عبیدہ نے کہا کہ نہیں ۔ کہا کہ اچھا تو اس کا ہاتھ بھی نہیں کاٹا جائے گا، ابو عبیدہ نے کہا کہ نہیں ۔ ہمیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے محض قصاص کا حکم دیا ہے ۔

جبلہ نے کہا کہ تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ میں اپنا چہرہ اُس بھیڑ کے چہرے کے مشابہ بنانے والا ہوں جو جنگل سے آئی ہے، یہ بہت خراب دین ہے وہ مرتد ہو کر نصرانی ہوگیا ۔ اپنی قوم کو لے کے روم میں داخل ہوگیا۔

عمرؓ کو یہ معلوم ہوا تو انھیں شاق گذرا حسان بن ثابت سے کہا کہ اے ابو الولید کیا تمھیں معلوم نہیں کہ تمہارا دوست جبلہ بن الایہم مرتد ہو کر نصرانی ہوگیا۔ اُنھوں نے کہا کہ " انا للہ وانا الیہ راجعون " کیوں مرتد ہوگیا ۔ فرمایا کہ اُسے قبیلۂ مُزَینہ کے ایک شخص نے تھپڑ مارا تھا ۔ حسان نے کہا کہ تو وہ حق بجانب تھا، عمرؓ ان کے پاس سے گئے اور انھیں درے سے مارا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر بن عبداللہ البجلی کو

کو ذی الکلاع بن ناکور بن حبیب بن حسان بن تُبَّع اور ذی عمرو کے پاس بھیجا کہ ان دونوں کو دعوت اسلام دیں۔ دونوں اسلام لائے۔ ذی الکلاع کی بیوی ضُرَیبہ بنت ابرہہ بن الصّباح بھی اسلام لائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو جریر انھیں لوگوں کے پاس تھے۔ ذو عمرو نے اُنھیں آپ کی وفات کی خبر دی تو جریر مدینے روانہ ہو گئے۔

21 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معدیکرب بن ابرہہ کو تحریر فرمایا کہ جس حالت حکومت میں وہ اسلام لائیں گے وہ اُنھیں کی رہے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الحارث بن کعب کے پادری نجران کے پادریوں، کاہنوں اُن کی پیروی کرنے والوں اور ان کے درویشوں کو تحریر فرمایا کہ جو قلیل وکثیر اشیاء (منقولہ وغیر منقولہ) ان کے گرجاؤں اور نمازوں اور رہبانیت (درویشی) کی ان کے تحت ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کے ہمسایہ ہیں وہ سب اُنھیں عیسائیوں کی رہیں گی (یعنی باوجود اسلام نہ لانے کے اُنسے کچھ نہ لیا جائے گا) نہ کسی پادری کو اس کے منصب سے بدلا جائے گا۔ نہ کسی راہب کو اُس کی رہبانیت سے، نہ کسی کاہن کو اس کی کہانت سے، نہ ان کے حقوق میں کوئی تغیر کیا جائے گا اور نہ اُن کی سلطنت میں یا اُس چیز میں جس پر وہ تھے۔ جب تک وہ خیرخواہی کریں گے اور جو حقوق ان پر واجب ہیں اُن کی اصلاح کریں گے تو نہ ان پر کسی ظلم کا بار پڑے گا اور نہ وہ خود ظلم کریں گے۔

یہ فرمان مغیرہ نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیعہ بن ذی مرحب الحضرمی اور ان کے بھائیوں اور چچاؤں کو تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کے مال۔ عطایا۔ غلام۔ آبگیر اور کنویں۔ درخت۔ دیہات کے کنویں۔ چھوٹی نہریں۔ جڑی بوٹیاں، صحرائی نالے جو حضرموت میں ہیں اور ذی مرحب کے خاندان کا ہر مال اُنھیں لوگوں کے لئے ہے۔

ہر وہ رہن جو ان کے ملک میں ہے اُس کا ثمرہ اور اُس کی شاخیں سب اُسی رہن میں شمار کی جائیں گی جس میں وہ ہوں گی۔ جو خیر و برکت اُن کے

پھلوں میں ہوگی اُس کو کوئی بھی نہ پوچھے گا اور اللہ اور اُس کا رسول دونوں اس سے بری ہیں۔

خاندان ذی مرحب کی مدد مسلمانوں کی جماعت پر واجب ہے ان لوگوں کا ملک ظلم سے بری ہے۔ اُن کے جان و مال اور بادشاہ کے باغ کی وہ آبپاشی والی نہر جو خاندان قیس تک بہتی ہے وہ بھی اُنھیں کی رہے گی۔ اللہ و رسولؐ اس پر مددگار ہیں۔

اس فرمان کو معاویہ نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا کہ قبیلۂ لخم میں سے جو اسلام لائے گا۔ نماز قائم کرے گا۔ زکوٰۃ دے گا اللہ اور رسول صلعم کا حصہ دے گا۔ مشرکین کو ترک کر دے گا، تو وہ اللہ و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پناہ و ذمہ داری میں بے خوف ہے۔ جو شخص اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس سے بری الذمہ ہیں۔ جس شخص کے اسلام کی کوئی مسلمان شہادت دے تو وہ بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پناہ و ذمہ داری میں ہے اور وہ مسلمانوں میں ہے۔

اس فرمان کو عبداللہ بن زید نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ضماد الازدی کو تحریر فرمایا کہ وہ اپنی جس زمینداری کی حالت میں اسلام لائے وہ زمینداری انھیں کی رہے گی بشرطیکہ وہ اُس اللہ پر ایمان لائیں جس کا کوئی شریک نہیں اور یہ شہادت دیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ نماز کو قائم کریں۔ زکوٰۃ دیں۔ رمضان کے روزے رکھیں۔ بیت اللہ کا حج کریں۔ کسی بدعتی کو پناہ نہ دیں۔ نہ اسلام کی حقانیت میں شک کریں۔ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی خیر خواہی کریں۔ اللہ کے دوستوں کو دوست اور اللہ کے دشمنوں سے بغض رکھیں۔ محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یہ لازم ہے کہ اپنی جانب سے اُن کی ویسی ہی حمایت و حفاظت کریں جیسی کہ اپنی جان و مال و اہل و عیال کی کرتے ہیں۔ خالد الازدی کے لئے اللہ و محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہے

بشرطیکہ خالد اس عہد کو پورا کریں۔
اس فرمان کو اُبیؓ (بن کعب) نے لکھا تھا۔
اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرو بن حزم کو یمن بھیجا تو انھیں ایک عہد نامہ تحریر فرمادیا جس میں آپ نے شرائع و فرائض و حدود اسلام کی تعلیم دی تھی۔
اس عہد کو اُبیؓ نے لکھا تھا۔
اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعیم بن اوس برادر
۲۲ تمیم الداری کے لئے تحریر فرمایا کہ ملک شام کا موضع حبری و عینون کل کا کل یعنی اس کی زمین اُس کے پہاڑ اُس کا پانی۔ اُس کی کھیتی۔ اُس کے کنووں کا پانی۔ اُس کے گائے بیل سب اُن کے اور ان کے بعد ان کے پس ماندوں کے لئے ہیں۔ اس میں کوئی اُن سے جھگڑا نہ کرے اور نہ اس میں ان لوگوں پر ظلم کر کے داخل ہو۔ جو ان پر ظلم کرے گا یا اُن سے کچھ لے گا تو اُس پر اللہ اور تمام ملائکہ اور لوگوں کی لعنت ہے۔
اس کو علیؓ نے لکھا۔
اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصین بن اوس الاسلمی کے لئے تحریر فرمایا کہ آپ نے اُنھیں فرغین و ذات اعشاش عطا فرمادیا ہے۔ اس میں اُن سے کوئی جھگڑا نہ کرے۔
اس کو علیؓ نے لکھا۔
اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قرۃ بن عبداللہ ابن ابی نجیح النبہانیین کے لئے تحریر فرمایا کہ آپ نے اُنھیں پورا المظلۃ۔ اُس کی زمین۔ اس کا پانی۔ اُس کے پہاڑ اور اس کی غیر کوہی زمین عطا فرمائی۔ یہ سب بطور شرکت کے ان کے لئے ہے جس میں وہ اپنے مواشی چرائیں گے۔
اس کو معاویہؓ نے لکھا۔
اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الحارث بن کعب کے بنی الضباب کے لئے تحریر فرمایا کہ ساریہ اور اُس کا بلند حصہ ان لوگوں کے لئے ہے۔ اس میں کوئی ان سے جھگڑا نہ کرے۔ جب تک کہ یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوۃ دیں۔ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کریں۔ اور مشرکین سے بے تعلق رہیں۔

اس کو مغیرہ نے لکھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید بن الطفیل الحارثی کے لئے تحریر فرمایا کہ پورا المضہ ان کے لئے ہے۔ اس میں کوئی ان سے جھگڑا نہ کرے۔ جب تک کہ یہ نماز قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیں اور مشرکین سے جہاد کریں۔

جُہیم بن الصلت نے اس کو لکھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الحارث کے بنی قنان بن ثعلبہ کے لئے تحریر فرمایا کہ محبس ان لوگوں کے لئے ہے۔ یہ لوگ اپنے جان ومال کے متعلق اہل اسلام کی طرف سے امن میں ہیں۔

اس کو مغیرہ نے لکھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدیغوث بن وعلۃ الحارثی کے لئے تحریر فرمایا کہ وہ جس زمین کی زمینداری رکھتے ہوئے اسلام لائے وہ زمین اور اس کی اشیا و نخلستان اُن کے اور ان کی قوم کے اُن لوگوں کے لئے ہیں جو ان کی پیروی کریں جب تک کہ وہ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیتے رہیں۔ جہاد کے مال غنیمت میں خمس ادا کرتے رہیں۔ ان پر عُشر (یعنی زمینداری کی پیداوار کا دسواں حصہ) بھی نہیں ہے اور نہ اپنی زمینداری سے بے دخل کئے جائیں گے۔ بقلم راقم بن ابی الارقم المخزومی۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی زیاد بن الحارث الحارثیین کے لئے تحریر فرمایا کہ جمّاء واذنبہ ان لوگوں کا ہے۔ ان لوگوں کو امن ہے جب تک یہ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہیں اور مشرکین سے جہاد کرتے رہیں۔ بقلم علی۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید بن المُحجَّل الحارثی کے لئے تحریر فرمایا کہ نمرہ اور اس کی آبپاشی کے راستے اور اس کے جنگل میں سے وادی الرحمٰن انہیں لوگوں کی ہے۔ یہ (یزید) اور ان کے پسماندہ اپنی قوم بنی مالک پر سردار ہیں نہ ان لوگوں سے جنگ کی جائے گی اور نہ ان کا اخراج کیا جائے گا۔ بقلم مغیرہ بن شعبہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالغصہ قیس بن الحصین کے لئے ان کے والد کی اولاد بنی الحارث اور بنی نہد کو امن دینے کے لئے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے اللہ اور اُس کے رسول کی ذمہ داری ہے نہ تو ان کا اخراج کیا جائے۔ نہ ان سے عُشر لیا جائے۔ جب تک یہ لوگ نمازکو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیتے رہیں۔ مشرکین سے جدائی رکھیں اور اپنے اسلام کی شہادت دیتے رہیں۔ ان کے مال میں مسلمانوں کا بھی حق ہے۔ بنی نہد بنی الحارث کے حلیف تھے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قنان بن نرید الحارثیین کے لئے تحریر فرمایا کہ مذود اور اس کے ذرائع آبپاشی ان لوگوں کے ہیں جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیتے رہیں۔ مشرکین سے جدائی رکھیں۔ راستے کو مامون رکھیں اور اپنے اسلام کی گواہی دیتے رہیں۔

۲۳ اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن الحارث الحارثی کے لئے تحریر فرمایا کہ راکس کے پودے اور درخت ان کے ہیں۔ ان میں کوئی ان سے مزاحمت نکرے۔ بقلم ارقم۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی معاویہ بن جرول الطائیین کے لئے تحریر فرمایا کہ ان میں سے جو اسلام لائے۔ نماز کو قائم رکھے۔ زکوٰۃ ادا کرے۔ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرے۔ اموال غنیمت میں سے اللہ کا خمس اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ دے۔ مشرکین سے جدا رہے اور اپنے اسلام کی گواہی دے تو وہ اللہ و رسولؐ کے امان میں بےخوف ہے۔ اسلام لانے کے وقت جو کچھ ان کا تھا سب انھیں کا رہے گا۔ اور بھیڑ چرتے چرتے رات کو جہاں تک پہنچے (وہ جگہ بھی انھیں کی ہے) بقلم زبیر بن العوامؓ

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن الاسود بن عامر ابن جوین الطائی کے لئے تحریر فرمایا کہ ان کی اور ان کی قوم کی بستیاں اور کنوئیں ان کے اور ان کی قوم کے لئے ہیں۔ جب تک یہ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیں اور مشرکین سے جدا رہیں۔ بقلم مغیرہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی جوین الطائیین کے لئے تحریر فرمایا کہ ان میں سے جو اللہ پر ایمان لائے۔ نماز قائم کرے۔ زکوٰۃ دے۔ مشرکین سے جدا رہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے۔ مالِ غنیمت میں سے اللہ کا خمس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ دے اور اپنے اسلام پر گواہی دے تو اس کے لئے اللہ اور محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امان ہے۔ ان کی زمین۔ ان کے کنوئیں اور وہ اشیاء جن پر اسلام لانے کے وقت یہ قابض و متصرف جائز تھے اور بھیڑ صبح سے شام تک چرتے چرتے جہاں تک پہنچے وہ سب انھیں لوگوں کا ہے۔ بقلم مغیرہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی معین الطائیین کے لئے تحریر فرمایا کہ ان کی وہ بستیاں اور کنوئیں کہ اسلام لانے کے وقت ان کی ملک تھے اور بھیڑ کے صبح سے شام تک چرنے کی جگہ ان لوگوں کی ہے جب تک یہ لوگ نماز کو قایم رکھیں زکوٰۃ دیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔ مشرکین سے جدا رہیں۔ اپنے اسلام پر گواہی دیں اور راستے کو مامون رکھیں، گواہ شد علاء بقلم خود۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم منجانب محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنام بنی اسد۔ سلام علیکم، میں تمہارے آگے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اما بعد۔ قبیلۂ طے کے کنوؤں اور ان کی زمین کے ہرگز تم لوگ قریب نہ جاؤ (یعنی اس پر تصرف مالکانہ نکرو۔) کیونکہ تمہارے لئے ان کے کنوئیں حلال نہیں۔ ان کی زمین میں ہرگز کوئی داخل نہ ہو سوائے اس کے جس کو وہ خود داخل کریں۔ جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کرے گا تو آنحضرت اس سے بری الذمہ ہیں۔ قضاعی بن عمرو کو (جو بنی عذرہ میں سے تھے اور ان لوگوں پر عامل بنائے گئے تھے اس کا) انتظام کرنا چاہیئے۔ بقلم خالد بن سعید۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنادۃ الازدی اور ان کی قوم اور ان کی پیروی کرنے والوں کے لئے ایک فرمان تحریر فرمایا کہ

جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہیں۔ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کریں۔ مال غنیمت میں سے اللہ کا خُمس اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ادا کرتے رہیں اور مشرکین سے جدا رہیں تو ان کے لئے اللہ اور محمد ابن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہے۔ بقلم اُبَیؓ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ہُذَیم کو جو قضاعہ میں سے تھے اور جُذام کو ایک ہی فرمان تحریر فرمایا جس میں آپ نے
۲۴ ان لوگوں کو زکوٰۃ و صدقہ کے فرائض کی تعلیم فرمائی اور حکم دیا کہ یہ لوگ صدقہ و خمس آنحضرت کے قاصدین اُبَی و عنبسہ یا جس کو یہ دونوں بھیجیں اس کو دیدیا کریں۔ راوی نے کہا کہ ہمیں ان دونوں (اُبی و عنبسہ) کا نسب نہیں بتایا گیا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی زُرعہ و بنی الربعہ کے لئے جو قبیلۂ جُہینہ سے تھے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو ان کے جان و مال میں امن ہے۔ جو شخص ان پر ظلم کرے یا ان سے جنگ کرے اُس کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی سوائے اس کے کہ وہ ظلم و جنگ دین یا اہل و عیال کے بارے میں ہو (یعنی خود ان کی بیدینی پر یا کسی کے اہل و عیال پر ان کے ظلم سے جو جنگ یا ظلم کیا جائے گا تو اُس میں ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ ان کے دیہاتیوں میں سے جو نیکوکار اور پرہیزگار ہوگا اُس کے وہی حقوق ہوں گے جو ان کے شہریوں کے ہیں۔ واللہ المستعان۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ بلی کے بنی جعیل کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ لوگ قریش کے پھر بنی عبد مناف کے ایک گروہ ہیں۔ اِن کے ویسے ہی حقوق ہیں جیسے اُن لوگوں کے ہیں۔ ان لوگوں پر وہی ذمہ داری ہے جیسی اُن لوگوں پر ہے۔ ان کا نہ تو اخراج کیا جائے گا اور نہ ان سے خراج لیا جائے گا۔ اسلام لانے کے وقت جس مال و متاع کے وہ مالک تھے وہ انہیں کا ہے۔ نصر و سعد بن بکر و ثمالہ و ہُذیل کے صدقات انہیں لوگوں کے لئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی پر عاصم بن ابی صیفی و عمرو

بن ابی صیفی والاعجم بن سفیان وعلی بن سعد نے بیعت کی اور اس پر عباس بن عبد المطلب وعلی بن ابی طالب وعثمان بن عفان وابو سفیان بن حرب گواہ بنے اور اس امر پر آپ نے اس وجہ سے بنی عبد مناف میں سے گواہ بنائے کہ یہ لوگ بنی عبد مناف کے حلیف تھے۔ اخراج نہ کئے جانے کا مطلب یہ تھا کہ یہ زکوٰۃ میں ایک منزل سے دوسری منزل تک نہ نکالے جائیں گے۔ عشر نہ لئے جانے کا یہ مدعا تھا کہ وہ سال میں صرف ایک مرتبہ لیا جائے گا، زیادہ نہ لیا جائے گا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خزاعہ کے قبیلۂ اسلم کے لئے تحریر فرمایا کہ ان میں سے جو ایمان لائے، نماز کو قائم کرے۔ زکوٰۃ ادا کرے۔ اللہ کے دین میں خلوص اختیار کرے ان لوگوں کی اس شخص کے خلاف مدد کی جائے گی جو ان پر ظلم ڈھائے۔ اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بلائیں تو ان پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد واجب ہوگی۔ ان کے دیہاتیوں کے بھی وہی حقوق ہیں جو ان کے شہریوں کے ہیں۔ یہ جہاں چاہیں ہجرت کر سکتے ہیں۔ گواہ شد۔ علاء بن الحضرمی بقلم خود۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عوسجہ بن حرملۃ الجہنی کے لئے تحریر فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عوسجہ بن حرملۃ کو جو (مقام) ذی المروہ عطا فرمایا یہ اُس کی دستاویز ہے۔ آپ نے انھیں ابین بلکثہ سے مصنعہ جفلات جد جبل قبلہ تک دیدیا ہے۔ اس میں کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے جو اُن سے مزاحمت کرے گا ناحق پر ہوگا حق عوسجہ ہی کا ہوگا۔" گواہ شد عقبہ بقلم خود۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ جہینہ کے بنی شنخ کے لئے تحریر فرمایا کہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یہ دستاویز ہے جو محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ جہینہ کے بنی شنخ کو عطا فرمائی۔ آپ نے انھیں صفینہ کی وہ زمین عطا فرمائی جس پر اُن لوگوں نے خط لگا لیا اور کھیتی کی۔ جو اُن سے مزاحمت کریگا تو اُس کا کوئی حق نہ ہوگا اور ان کا دعویٰ سچا ہوگا۔" گواہ شد علاء بن عقبہ بقلم خود۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الجُرمز بن ربیعہ کے لئے جو قبیلۂ جُہینہ سے تھے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو ان کی بستیوں میں امن ہے۔ یہ لوگ بحالت قبول اسلام جو دولت ومال رکھتے تھے وہ سب اُنھیں کا ہے۔ بقلم مغیرہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن معبد الجہنی

وبنی الحرقہ کے لئے جو جہینہ میں سے تھے اور بنی الجرمز کے لئے تحریر فرمایا کہ
ان میں سے جو اسلام لائے۔ نماز قائم کرے۔ زکوٰۃ دے۔ اللہ و رسول کی
اطاعت کرے۔ مال غنیمت میں سے خمس اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منتخب
حصہ ادا کرے۔ اپنے اسلام پر گواہی دے، اور مشرکین سے جدا رہے تو ۲۵
وہ اللہ و رسول کی امان میں ہے۔ مسلمانوں میں سے جس کا کوئی قرض
(ان لوگوں میں سے کسی پر) واجب الادا ہوگا تو اُس کو صرف اصل رقم دلائی
جائے گی۔ رہن کا سود باطل ہوگا۔ پھلوں کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہوگی۔ جو
شخص ان لوگوں میں شامل ہوگا اُس کے حقوق بھی انہیں کی طرح ہوں گے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال بن الحارث
المزنی کے لئے تحریر فرمایا کہ النخل اور جزعہ اور اُس کا جزو ذوالمزارع اور النخل
انہیں کا ہے۔ اور وہ آلہ جو زراعت کے لئے مفید و ضروری ہو وہ بھی ان کا ہے
المضہ اور جزع اور غیلہ بھی اُن کا ہے بشرطیکہ وہ صادق (و ثابت قدم) رہیں۔
بقلم معاویہؓ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بُدیل و بُسر
و سَروات فرزندان عمرو کے نام تحریر فرمایا کہ۔ اما بعد۔ میں نے نہ تو تمہارے
مال میں کوئی جرمانہ کیا ہے اور نہ تمہارے حق میں کوئی کمی کی ہے۔ اہل تہامہ
میں میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل اکرام اور باعتبار رشتے کے سب سے
زیادہ مجھ سے قریب تم لوگ اور مطیبین کے وہ لوگ ہیں جو تمہارے تابع ہیں۔
میں نے تمہارے مہاجر کے لئے وہی اختیار کیا ہے جو خود اپنے لئے اختیار
کیا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے ملک کو ہجرت کرے۔ سوائے ساکن مکّہ کے (کہ
اس کے احکام جدا ہیں) اور سوائے عمرہ کرنے یا حج کرنے والے کے کہ اُس کے
احکام بھی (عام سفر ہجرت کے سے نہیں ہیں) کیونکہ میں نے جب سے
صلح کی تم سے جنگ نہیں کی۔ تم لوگوں کو میری جانب سے خائف نہ ہونا چاہئے
کہ تم لوگوں کا محاصرہ کیا جائے گا۔ علقمہ بن عُلاثہ اور ہوذہ کے دو بیٹے اسلام
لائے۔ دونوں نے ہجرت کی اور اس شرط پر بیعت کی جس پر قبیلۂ عکرمہ کے

ان لوگوں نے کی ہے جو ان کے تابع ہیں۔ حلال وحرام میں ہم لوگ یکساں ہیں۔ بخدا میں تم سے غلط نہیں کہتا۔ ضرور ضرور تمھارا رب تم سے محبت کرے گا۔

راوی نے کہا کہ اس فرمان میں آپ نے سلام نہیں تحریر فرمایا اس لئے کہ یہ آپ نے سلام کا حکم نازل ہونے سے پہلے تحریر فرمایا تھا۔ علقمہ بن عُلاثہ ہی علقمہ بن عَلاثہ بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب ہیں۔ فرزندان ہوذہ العدّاء و عمرو فرزندان خالد بن ہوذہ ہیں جو بنی عمرو بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ میں سے ہیں قبیلۂ عکرمہ میں سے ان کے تابع عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن غیلان ہیں۔ مطیبین بنی ہاشم وبنی زہرہ وبنی الحارث بن فہر وتیم بن مرہ واسد بن عبد العزّیٰ ہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے العدّاء بن خالد ابن ہوذہ کے اور عامر بن عکرمہ کے خاندان میں سے جو لوگ ان کے پیرو تھے اُن کے نام تحریر فرمایا کہ آپ نے اُنھیں المصباعہ کے درمیان سے الزحّ ولوابۃ تخرّز تک عطا فرما دیا۔ بقلم خالد بن سعید۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمۂ کذاب لعنۃ اللہ علیہ کے نام تحریر فرمایا اور اُسے دعوت اسلام دی اس فرمان کو عمرو ۲۶
بن اُمیۃ الضمری کے ہمراہ بھیجا۔ مسیلمہ نے فرمان کے جواب میں لکھا کہ وہ بھی آپ ہی کی طرح نبی ہے۔ آپ سے یہ درخواست کی کہ ملک کو باہم تقسیم کر لیں۔ یہ بھی ذکر کیا کہ قریش وہ قوم ہے جو انصاف نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت کرو۔ اس پر خدا لعنت کرے۔ اور اس کے نام تحریر فرمایا کہ مجھے تیرا جھوٹا اور اللہ پر بہتان سے بھرا ہوا خط ملا۔ وان الارض للہ یورثہا من یشأ من عبادہ والعاقبۃ للمتقین۔ والسلام علی من اتبع الھدی۔ (ملک تو اللہ ہی کا ہے۔ جس کو وہ اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے دیتا ہے اور انجام کار (بھلائی) پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔ اور اُس پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔)

اس کو آپ نے السائب بن العوّام برادر زبیر بن العوام کے ہمراہ روانہ فرمایا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن مالک بن ابی عامر السلمی کے لئے جو بنی حارثہ میں سے تھے تحریر فرمایا کہ آپ نے انھیں "مدفوا" عطا فرما دیا۔ اس میں کوئی اُن سے مزاحمت نکرے۔ جو اُن سے مزاحمت کرے گا تو اُس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ حق انھیں کا ہوگا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس بن مرداس السلمی کے لئے تحریر فرمایا کہ آپ نے مدفو" انھیں عطا فرما دیا۔ لہذا جو اُن سے مزاحمت کرے گا اُس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ گواہ شد العلاء بن عقبہ بقلم خود۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوذہ بن نبیشۃ السلمی کے لئے جو بنی عُصَیَّہ میں سے تھے تحریر فرمایا کہ آپ نے انھیں جو کچھ الجفر میں ہے سب عطا فرما دیا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الاجب" کے لئے جو بنی سلیم کے ایک فرد تھے تحریر فرمایا کہ آپ نے انھیں فالس عطا فرما دیا۔ بقلم الارقم۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راشد بن عبد السلمی کے لئے تحریر فرمایا کہ آپ نے انھیں رُہاط میں سے اتنی زمین دی جتنی دو ر دو مرتبہ تیر جا سکے اور ایک مرتبہ پتھر جا سکے۔ اس میں اُن کا کوئی مزاحم نہو۔ جو اُن سے مزاحمت کرے گا تو اُس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ حق انھیں کا ہوگا۔ بقلم خالد بن سعید۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام بن عبد کے لئے جو بنی سلیم میں سے تھے تحریر فرمایا کہ آپ نے انھیں اذاما اور شواق کا وہ حصہ جو اُن کا ہے عطا فرما دیا۔ نہ کسی کو ان لوگوں پر ظلم کرنا روا ہے اور نہ یہ لوگ کسی پر ظلم کریں۔ بقلم خالد بن سعید۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
یہ وہ حلفی معاہدہ ہے جو نعیم بن مسعود بن رُخیلۃ الاشجعی نے کیا ہے۔ انھوں نے مدد و خیر خواہی پر اُس وقت تک کے لئے حلفی معاہدہ کیا ہے جب تک کہ اُحد اپنے مقام پر رہے اور سمندر ایک بال کو بھی تر کر سکے"۔ بقلم علی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
یہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے زبیر بن العوام کے نام۔

یں نے انھیں شواق کا بلند وپست حصہ عطا کر دیا۔ اُس میں کوئی اُن سے مزاحمت نہ کرے۔ بقلم علی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیل بن رِزام العَدَوی کے لئے تحریر فرمایا کہ آپ نے الرمداء انھیں عطا فرما دیا۔ اس میں کوئی اُن سے مزاحمت نہ کرے۔ بقلم علیؓ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصین بن نضلۃ الاسدی کے لئے تحریر فرمایا کہ ارام وکسہ اُن کے لئے ہے۔ اس میں کوئی اُن سے مزاحمت نہ کرے۔ بقلم مغیرہ بن شعبہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی غِفار کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں۔ ان کے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے ہیں۔ ان پر وہی واجب ہے جو مسلمانوں پر واجب ہے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُن کے جان ومال پر
۲۷
اللہ اور اُس کے رسول کو ذمہ دار بنایا ہے۔ اُس شخص کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی جو ان کے ساتھ ظلم کی ابتدا کرے گا۔ نبی (علیہ السلام) جب انھیں اپنی مدد کے لئے بلائیں گے تو یہ آپ کا حکم مانیں گے اور اُن پر آپ کی مدد واجب ہوگی سوائے اس کے کہ جو (ان میں سے آپ سے) دینی جنگ کرے (یعنی مرتد ہو جائے) تو اُس پر اس معاہدے کی پابندی نہ ہوگی۔ یہ معاہدہ اُس وقت تک نافذ رہے گا) جب تک سمندر ایک بال بھی تر کر سکے سوائے گناہ کے اس فرمان میں اور کوئی حائل نہ ہوگا۔ (یعنی جو اس پر عمل کرنے سے روکے گا وہ گنہگار ہوگا۔)

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے لئے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو ان کے جان ومال کا امن ہے۔ اُس کے خلاف اُن کی مدد کی جائے گی جو ان پر ظلم سے حملہ کرے۔ ان پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد واجب ہوگی جب تک سمندر ایک بال بھی تر کر سکے۔ سوائے اس کے کہ یہ لوگ دین الہٰی میں جنگ کریں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بلائیں گے تو یہ آپ کا حکم قبول کریں گے۔ اس پر

ان لوگوں کا اللہ ورسول ذمہ دار ہے۔ ان میں سے جو نیکوکار و متقی ہوگا اُس کی بھی مدد کی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال والیِ بحرین کو تحریر فرمایا کہ تم صلح جو ہو اس لئے میں تم سے اُسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ میں تمہیں خدائے واحد کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ، اطاعت کرو اور جماعت (حق) میں داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیبخت بن عبداللہ والیِ ہجر کو تحریر فرمایا کہ اقرع تمہارا خط اور تمہاری قوم کے لئے تمہاری سفارش میرے پاس لائے۔ میں نے تمہاری سفارش کو قبول کر لیا اور تمہاری قوم کے بارے میں تمہارے قاصد کی میں نے تصدیق کی۔ تم نے مجھ سے جو مانگا اور اپنی جس پسندیدہ چیز کی مجھ سے درخواست کی اُس کے بارے میں تم کو خوشخبری ہو۔ لیکن میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اُسے بتا دوں۔ اور تم مجھ سے ملو۔ اگر تم ہمارے پاس آؤ گے تو ہم تمہارا اکرام کریں گے اور اگر بیٹھ گئے تو تمہارا اکرام کریں گے۔ میں کسی سے ہدیہ طلب نہیں کرتا۔ اگر تم مجھے ہدیہ بھیجو گے تو میں تمہارا ہدیہ قبول کر لوں گا۔ میرے عمال نے مجھ سے تمہارے مرتبے کی تعریف کی ہے۔ تم جس حالت پر ہو میں تمہیں اُس سے بہتر کی وصیت کرتا ہوں یعنی نماز و زکوٰۃ اور مومنین کی مہمان نوازی۔ میں نے تمہاری قوم کا نام بنی عبداللہ رکھا ہے۔ لہٰذا انہیں بھی نماز اور سب سے بہتر عمل کا حکم دو۔ اور تمہیں خوشخبری ہو تم پر اور تمہاری قوم کے مومنین پر سلام۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ ہجر کے نام تحریر فرمایا۔ اما بعد میں تم لوگوں کو اللہ کے اور خود تمہارے لئے وصیت کرتا ہوں کہ ہدایت دیئے جانے کے بعد گمراہ نہ ہونا اور راہ راست بتا دیئے جانے کے بعد کجی نہ اختیار کرنا۔ میرے پاس تمہارا وفد آیا ہے۔ میں نے اُن کے ساتھ وہی برتاؤ کیا ہے جس سے وہ خوش ہوئے۔ اگر میں تمہارے بارے میں اپنی پوری کوشش

صرف کرتا تو تم لوگوں کو ہجر سے نکال دیتا۔ مگر میں نے تمہارے غائب کی سفارش قبول کی اور تمہارے حاضر پر احسان کیا۔ لہذا اللہ کی اُس نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہے۔ جو کچھ تم لوگوں نے کیا ہے میرے پاس اُس کی خبر آگئی ہے۔ تم میں سے جو نیکی کرے گا اُس پر میں بدکار کا گناہ نہیں عائد کروں گا۔ جب تمہارے پاس میرے حکام آئیں تو تم اللہ کے کام پر اور اُس کی راہ میں ان کی اطاعت و مدد کرنا۔ تم میں سے جو کوئی نیکی کرے گا تو وہ نیکی نہ خدا کے یہاں کبھی فراموش ہو گی نہ میرے یہاں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن ساوی کے نام تحریر فرمایا۔ اما بعد میرے قاصدوں نے تمہاری تعریف کی ہے تم جب تک نیکی کرو گے میں بھی تمہارے ساتھ نیکی کروں گا اور تمہارے کام پر تم کو اجر دوں گا۔ تم اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے رہو۔ والسلام علیک اس فرمان کو آپ نے علاء بن الحضرمی کے ہمراہ ارسال فرمایا۔

۲۸ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن ساوی کے نام ایک اور فرمان تحریر فرمایا۔ اما بعد "میں نے تمہارے پاس قدامہ اور ابو ہریرہ کو بھیجا ہے تمہارے ملک کا جو جزیہ تمہارے پاس جمع ہو وہ ان دونوں کے سپرد کر دو۔ والسلام" بقلم اُبی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی کے نام تحریر فرمایا۔ اما بعد۔ میں نے منذر بن ساوی کے پاس اُن لوگوں کو بھیجا ہے جو ان سے وہ جزیہ وصول کر لیں جو ان کے پاس جمع ہو۔ لہذا تم بھی ان سے اس کے متعلق عجلت کرو۔ اور اُسی کے ہمراہ تم بھی وہ صدقہ و عشر بھیجو جو تمہارے پاس جمع ہو والسلام" بقلم اُبی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضغاطر اُسقف کے نام تحریر فرمایا کہ "اس شخص پر سلام ہے جو ایمان لائے۔ اس کے بعد یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم روح اللہ وکلمۃ اللہ ہیں جس (کلمے) کو اللہ نے پاکدامن مریم کو القاء کیا میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اُس پر ایمان لاتا ہوں جو ہم پر نازل کیا گیا ہے۔ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب و اسباط (اولاد یعقوب) پر نازل کیا گیا ہے۔ جو موسیٰ و عیسیٰ کو

دیا گیا ہے۔ جو انبیاء کو اُن کے رب کی جانب سے دیا گیا ہے۔ ہم اُن میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے ہیں۔ ہم اللہ کے لئے اسلام لانے والے ہیں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

یہ فرمان آپ نے دحیہ بن خلیفۃ الکلبی کے ہمراہ ارسال فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنی جنبہ کے نام جو مقنا میں تھے اور اہل مقنا کے نام تحریر فرمایا، مقنا ایلہ کے قریب ہے: تمھارے قاصد جو تمھاری بستی کو واپس جا رہے ہیں وہ میرے پاس اُترے۔ لہٰذا جب میرا یہ فرمان تمھارے پاس پہنچے تو تم لوگوں کو امن ہے۔ تمھارے لئے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمھاری ساری برائیاں اور تمام جرائم معاف کر دیے ہیں، تمھارے لئے اللہ اور اُس کے رسول کی ذمہ داری ہے تم پر کوئی ظلم و زبردستی نہ ہوگی، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس چیز سے خود اپنی حفاظت کرتے ہیں اس سے تمھارے بھی محافظ رہیں گے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمھارا وہ مال غنیمت ہے جس پر تم کسی سے صلح کرو اور وہ غلام جو تمھارے پاس صلح میں آئیں، مواشی گھریلو ہتھیار اور مال، سوا اس کے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاف فرما دیں یا آپ کا کوئی قاصد معاف کر دے۔

تم پر تمھارے کھجور کے باغوں کا چوتھائی حصہ، بحری شکار کا چہارم حصہ اور تمھاری عورتوں کے کاتے ہوئے سوت کا چوتھائی حصہ ہے، آئندہ تم لوگ ہر قسم کے جزیے یا بیگار سے بری ہو، اگر تم سنو گے اور اطاعت کرو گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے ہوگا کہ وہ تمھارے بزرگ کا اکرام کریں اور تمھارے بدکار سے درگذر کریں۔ اما بعد۔ بنام مومنین و مسلمین۔ جو شخص اہل مقنا کے ساتھ نیکی کرے گا تو یہ اُس کے لئے بہتر ہوگا اور جو اُن کے ساتھ بدی کرے گا تو اس کے لئے بھی برا ہوگا۔ اور تم لوگوں پر جو حاکم و امیر ہوگا وہ یا تو تمھیں میں سے ہوگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقین میں سے ہوگا۔ والسلام۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یُحَنَّہ بن رُوبہ اور سرداران اہل ایلہ کے نام تحریر فرمایا کہ تم لوگ صلح جو ہو، تمھارے سامنے اُسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے

سوا کوئی معبود نہیں، میں تم لوگوں سے جنگ کرنے والا نہیں ہوں تاوقتیکہ تمہیں لکھ نہ دوں لہٰذا اسلام لاؤ یا جزیہ دو، اللہ اس کے رسول اور رسول کے قاصدوں کی اطاعت کرو، قاصدوں کا اکرام کرو انہیں اچھا لباس پہناؤ جو مجاہدین کا سا نہو، زید کو بہت اچھا لباس پہناؤ، جب میرے قاصد راضی ہوں گے تو میں بھی راضی ہوں گا۔

جزیہ معلوم ہی ہے اگر تم چاہتے ہو کہ بحر و بر میں امن رہے تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ سوائے اللہ و رسول کے حق کے اور جو حق عرب و عجم کا ہوگا اس کو تم سے روکا جائے اگر تم نے ان (قاصدوں) کو واپس کردیا اور انھیں راضی نہ کیا تو میں تم سے کچھ نہ لوں گا یہاں تک کہ میں تم سے جنگ کروں گا بچوں کو قید کروں گا اور بڑوں کو قتل کروں گا۔ کیونکہ میں حق پہنچانے کے لئے اللہ کا رسول ہوں، میں اللہ پر اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں اور مسیح بن مریم پر کہ وہ کلمۃ اللہ ہیں، میں ان پر ایمان لاتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں قبل اس کے کہ تم کو کوئی شر پہنچے تم آجاؤ، میں نے اپنے قاصدوں کو تم لوگوں کے متعلق نصیحت کردی ہے، حرملہ کو تین وسق جو دو (ایک وسق = ۶۰ صاع کے اور ایک صاع تقریباً پونے دو سیر کا ہوتا ہے۔) حرملہ نے تمہاری سفارش کی ہے اگر یہ معاملہ اور اللہ نہوتا تو میں تم لوگوں سے کسی قسم کی مراسلت نکرتا یہاں تک کہ تم لشکر کو دیکھتے، تم لوگوں نے اگر میرے قاصدوں کی اطاعت کرلی تو اللہ اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جو لوگ ان کی جانب سے ہوں گے وہ تمہارے محافظ ہوں گے، شرجبیل و حرملہ و ابی و حریث بن زید الطائی میرے قاصد میں یہ لوگ جب تم سے اس پر فیصلہ کرلیں گے تو میں بھی اس سے راضی ہوں گا تمہارے لئے اللہ اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہوگی۔ اگر تم اطاعت کرو تو تم پر سلام ہے، اہل مقنا کو ان کے ملک جانے کے لئے سامان مہیا کردو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جمع ہونے والوں کے نام جو کوہ تہامہ میں تھے اور قبیلۂ کنانہ و مزینہ و حکم و قارہ اور ان کے تابعین غلام کو لوٹا تھا حکم بھیجا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو ان کا

ایک وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ محمد نبی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے یہ فرمان اللہ کے آزاد بندوں کے نام ہے۔ یہ لوگ اگر ایمان لائیں اور نماز کو قائم کریں اور زکوۃ دیا کریں تو ان کا غلام آزاد ہے، ان کے مولا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، ان میں سے جو کسی قبیلے کا ہوگا اُسے اُس قبیلے کے پاس واپس نہ کیا جائے گا، ان میں جو خون ہوگا جس کا انھوں نے ارتکاب کیا ہو یا کوئی مال ہو جو انھوں نے لے لیا ہو تو وہ انھیں کا رہے گا، لوگوں میں ان کا جو قرض ہوگا وہ ان کو واپس دلایا جائے گا، ان پر ظلم و زبردستی نہ ہوگی، ان امور پر ان کے لئے اللہ و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہے۔ والسلام علیکم۔ بقلم اُبی بن کعب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا "بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے بنی غادیا کے یہود کے نام فرمان ہے کہ ان لوگوں کی ذمہ داری ہے، ان پر جزیہ مقرر کیا گیا ہے، نہ یہ سرکشی کریں گے اور نہ انھیں جلا وطن کیا جائے گا اور فرمان کو نہ رات توڑ سکے گی نہ دن"۔ بقلم خالد بن سعید۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے یہود بنی عریض کے لئے (ان کے لئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دس وسق گیہوں اور
۴۰ دس وسق جو ہر غلے کی کٹائی کے وقت اور پچاس وسق کھجور ہے جس کو وہ ہر سال اپنے وقت پر پاتے رہیں گے، ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا" خالد بن سعید بقلم خود۔

ابو العلاء سے مروی ہے کہ میں سوق الابل (بازار شتر) میں مطرف کے ہمراہ تھا کہ ایک اعرابی ایک چمڑے کا ٹکڑا یا چرمی توشہ دان لایا اور کہا کہ اس کو کون پڑھے گا، یا یہ کہا کہ کیا تم لوگوں میں کوئی شخص ہے جو اس کو پڑھ دے، میں نے کہا کہ میں پڑھ دوں گا۔ اس نے کہا کہ اس کو لو

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے تحریر فرمایا ہے لکھا تھا کہ
"بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے بنی زہیر بن اُقیش کے لئے جو قبیلۂ عُکل کی ایک شاخ ہے، یہ ہے کہ اگر یہ لوگ "لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ" کی شہادت دیں، مشرکین سے جدا ہو جائیں، غنائم میں خمس کا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عام حصے اور خاص حصے کا اقرار کریں تو ان لوگوں کو اللہ و رسول کی امان ہے"۔ (فقط)

بعض لوگوں نے ان اعرابی سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنی ہے؟ اگر سنی ہے تو ہم لوگوں سے بیان کیجئے، اُنھوں نے کہا کہ ہاں (سنی ہے)۔ لوگوں نے کہا کہ خدا آپ پر رحمت کرے ہم سے بیان کیجئے۔

اُنھوں نے کہا کہ میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ جو شخص اس سے خوش ہو کہ سینے کا اکثر کینہ چلا جائے تو وہ ماہ رمضان میں اور ہر ماہ میں تین روزے رکھا کرے، بعض لوگوں نے اُن سے کہا کہ کیا یہ حدیث آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے!

اُنھوں نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگ اندیشہ کرتے ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتا ہوں۔ واللہ میں آج سے تم لوگوں سے کوئی حدیث نہ بیان کروں گا۔

لوط بن یحییٰ الازدی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوظبیان الازدی کو جو قبیلۂ غامد کے تھے اور اُن کی قوم کو ایک فرمان میں دعوت اسلام تحریر فرمائی، اُنھوں نے اپنی قوم کے ایک گروہ کے ساتھ جو مکے میں تھے اس کو قبول کر لیا۔ جن میں مخنف و عبد اللہ و زُہیر فرزندان سُلیم و عبد شمس بن عفیف بن زہیر بھی تھے، یہ لوگ مکے میں تھے مدینے میں آپ کے پاس الحجن بن المُرقع و جُندُب بن زُہیر و جندب بن کعب حاضر ہوئے بعد کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ الحکم آئے جو قبیلۂ مغفل کے تھے، مکے میں آپ کے پاس چالیس آدمی آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوظبیان کو ایک فرمان تحریر فرما دیا تھا،

اُنھوں نے آپ کی صحبت بھی پائی اور عمرؓ بن الخطاب کا زمانہ بھی پایا۔
جمیل بن مرثد سے مروی ہے کہ ایک شخص قوم اجئیین میں سے جن کا نام حبیب بن عمرو تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، آپ نے اُنھیں ایک فرمان تحریر فرمادیا کہ "یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے حبیب بن عمرو برادراجا اور ان کی قوم کے اُس شخص کے لئے ہے جو اسلام لائے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ اُن کا مال اور اُن کا پانی (کنواں) اُنھیں کا ہے، نہ اُن پر اُس کے شہری (مال) میں کچھ نہ اُس کے صحرائی میں، اس پر اللہ کا عہد اور اُس کے رسول کی ذمہ داری ہے۔

قبیلۂ طے کے بنی بُحتر میں سے ایک شخص سے مروی ہے کہ ولید بن جابر بن ظالم بن حارثہ بن عتاب بن ابی حارثہ بن جُدی بن تدول بن بُحتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اسلام لائے آپ نے اُنھیں ایک فرمان تحریر فرمادیا جو الجبلین میں ان کے متعلقین کے پاس ہے۔

۳۱ زہری وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عوسجہ العُرنی کے ہمراہ سِمعان بن عمرو بن قُریط بن عبید بن ابی بکر بن کلاب کے نام فرمان تحریر فرماکر بھیجا، اُنھوں نے آپ کے فرمان کا اپنے ڈول میں رقعہ (یعنی پیوند) لگادیا، ان لوگوں کو (اسی لئے) بنوالراقع کہا جاتا ہے، سمعان اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور (حسب ذیل شعر) کہا۔

اقلنی کما امّنت وردا ولم اکن ؎ باسوأ ذنبا اذ اتیتک من ورد

(مجھے بھی معافی دیجئے جیسا کہ آپ نے ورد کو پناہ دی جب میں آپ کے پاس حاضر ہوگیا تو ورد سے زیادہ گنہگار نہیں ہوں)

ابو اسحاق الہمدانی سے مروی ہے کہ عُرنی اُن کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان لائے (جو چمڑے پر تحریر تھا)۔ انھوں نے (ازراہ انکار وگستاخی) اپنے ڈول میں آپ کے فرمان کا پیوند لگادیا تو ان سے اُن کی بیٹی نے

کہا کہ میرا خیال ہے تم پر کوئی بڑی مصیبت آئے گی، تمھارے پاس سید العرب کا فرمان آیا اور تم نے اپنے ڈول میں اُس کا پیوند لگا دیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لشکر ان کے پاس سے گذرا اور ان لوگوں نے ان کی ہر چیز کو تباہ کر دیا۔ پھر وہ اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، آپ کو (اس واقعے کی) خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جو مال مسلمانوں کے تقسیم کرنے سے پہلے تم پالو تو تمھیں اُس کے زیادہ مستحق ہو۔

زنباع بن عمرو الجذامی سے مروی ہے کہ فروہ بن عمرو الجذامی روم کی جانب سے عمان ملک بلقاء یا معان پر عامل مقرر تھے، وہ اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا اسلام لکھا، اس کو اپنی قوم کے ایک شخص کے ہمراہ جن کا نام مسعود بن سعد تھا بھیجدیا، آپ کی خدمت میں ایک سفید مادہ خچر اور گھوڑا اور گدھا اور نرم کپڑے اور سندس کی (ریشمی) قباء جس میں سونے کے پتّر لگے ہوئے تھے بھیجی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں تحریر فرمایا کہ۔

منجانب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بنام فروہ بن عمرو۔ امابعد۔ ہمارے پاس تمھارے قاصد آئے جو کچھ تم نے بھیجا تھا انھوں نے پہنچا دیا، تمھارے حالات کی ہمیں خبر دی، تمھارے اسلام کا مژدہ سنایا۔ اور یہ بھی کہ اللہ نے تمھیں اپنی ہدایت سے سرفراز کیا، اگر تم نیکی کرو، اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو، نماز قائم کرو، زکوۃ دو (تو تمھارے لئے بہتر ہے)

آپ نے بلال کو حکم دیا تو اُنھوں نے اُن کے قاصد مسعود بن سعد کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی (بطور انعام) دی۔

شاہ روم کو فروہ کے اسلام کی خبر معلوم ہوئی تو اُس نے انھیں بلایا اور کہا کہ تم اپنے دین سے پھر جاؤ تو ہم تم کو بادشاہ بنا دیں گے انھوں نے کہا کہ میں دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ترک نکروں گا، تو بھی جانتا ہے کہ عیسٰی علیہ السلام نے آنحضرت ہی کے متعلق بشارت دی ہے، لیکن تو اپنی

سلطنت کی وجہ سے دریغ کرتا ہے۔
مگر اس نے اُنھیں قید کر دیا، پھر قید سے نکالکر قتل کر کے دار پر لٹکا دیا۔
بنی سدوس کے ایک شخص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکر بن وائل کو تحریر فرمایا: "اما بعد۔ اسلام لاؤ تو سلامت رہوگے"۔ قتادہ نے کہا کہ لوگوں کو کوئی ایسا شخص نہ ملا جو اس کو پڑھتا۔ یہاں تک کہ ان کے پاس بنی ضبیعہ بن ربیعہ کا کوئی شخص آیا اُس نے پڑھا (اسی لئے) یہ لوگ بنی الکاتب کہلاتے ہیں جو صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو ان لوگوں کے پاس لائے تھے وہ ظبیان بن مرثد السدوسی تھے۔

۳۲ عبداللہ بن یحیی بن سلمان سے مروی ہے کہ مجھے سُعیر بن عدّاء کے ایک فرزند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان دکھایا (جو یہ تھا) کہ "منجانب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بنام السعیر بن عدّاء۔ میں نے تمھیں (مقام) الرجیح کا محافظ بنایا اور مسافر کی رہی ہوئی اشیاء تمھارے لئے کر دیں"۔
زُہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ حمیر کے حارث و مسروح و نعیم بن عبد کلال کے نام تحریر فرمایا کہ "تم لوگوں سے صلح ہے جب تک تمھارا ایمان اللہ اور رسول اللہ پر ہے اور یہ کہ اللہ واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں اُس نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور عیسیٰ کو (بغیر باپ کے محض) اپنے کلمات (قدرت) سے پیدا کیا۔ یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کے فرزند ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ اللہ تین (معبودوں) میں کا تیسرا ہے عیسیٰ اللہ کے فرزند ہیں"
یہ فرمان آپ نے عیّاش بن ابی ربیعہ المخزومی کے ہمراہ بھیجا۔ اور فرمایا کہ جب تم اُن کے ملک میں جانا تو تا وقتیکہ صبح نہ ہو جائے ہرگز ہرگز داخل نہ ہونا (جب صبح ہو جائے تو) وضو کرنا اور اچھی طرح کرنا، دو رکعت نماز پڑھنا، اللہ سے کامیابی و قبول کی دعا کرنا، اللہ سے پناہ مانگنا، میرا فرمان داہنے ہاتھ میں لینا، اپنے داہنے ہاتھ سے اُن لوگوں کے داہنے ہاتھوں میں دینا تو وہ لوگ قبول کر لیں گے۔

انھیں "لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین" پڑھکر سنانا جب اس سے فارغ ہونا تو کہنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان لائے اور میں سب سے پہلا مومن ہوں۔ پھر ہرگز کوئی حجت تمھارے سامنے نہ آئے گی جو باطل نہو جائے، نہ کوئی باطل سے آراستہ کی ہوئی کتاب آئے گی جس کا نور نہ جاتا رہے،

وہ لوگ تمھیں پڑھکر سنائیں گے مگر جب وہ عجمی زبان میں باتیں کریں تو کہنا کہ ترجمہ کرو۔ اور کہنا "حسبی اللہ امنت بما انزل اللہ من کتاب۔ امرت لاعدل بینکم اللہ ربنا و ربکم لنا اعمالنا و لکم اعمالکم لاحجۃ بیننا و بینکم۔ اللہ یجمع بیننا والیہ المصیر۔ (مجھے اللہ کافی ہے۔ اللہ نے جو کتاب نازل کی میں اس پر ایمان لایا اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم لوگوں کے درمیان عدل کروں۔ اللہ ہمارا اور تمھارا رب ہے، ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارے لئے تمھارے اعمال۔ ہمارے تمھارے درمیان کوئی حجت نہیں۔ اللہ ہمیں (سب کو قیامت میں) جمع کردے گا اور اسی کے پاس واپس جانا ہے)

جب وہ اسلام لے آئیں تو اُن سے وہ تینوں چھڑیاں مانگنا کہ جب وہ انھیں حاضر کرتے ہیں تو سجدہ کرتے ہیں، وہ ببول کی ہیں، ایک چھڑی پر گنگا جمنی ملمع ہے ایک چھڑی ایسی گانٹھوں والی ہے کہ بانس کی معلوم ہوتی ہے تیسری ایسی خالص سیاہ ہے کہ وہ ساسم (شیشم) معلوم ہوتی ہے۔ انھیں باہر نکالکر بازار میں جلا دینا۔

عیاش نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا تھا میں وہی کرتا ہوا روانہ ہوا جب میں داخل ہوا تو لوگ اپنے زینت کے لباس پہنے ہوئے تھے، میں گذرا تاکہ اُن لوگوں کو دیکھوں یہاں تک کہ میں بڑے بڑے پردوں تک پہنچا جو مکان کے تین دروازوں پر پڑے ہوئے تھے، میں درمیانی دروازے میں داخل ہوا، ایک قوم کے پاس پہنچ گیا جو صحن مکان میں تھی، میں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں، میں نے وہی کیا جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا، ان لوگوں نے قبول کرلیا

اور ایسا ہی ہوا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔
اہل علم نے پہلی ہی سند سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے نام تحریر فرمایا: منجانب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بنام اکبر بن عبد القیس۔ ان لوگوں کو ان فسادوں پر جو زمانۂ جاہلیت میں برپا کئے اللہ و رسول کی امان ہے، ان پر بھی اپنے عہد کا پورا کرنا لازم ہے، انھیں یہ حق ہے کہ ان کو رسد اور غلے کے راستے سے نہ روکا جائے گا۔ نہ بارش کے (جمع شدہ) پانی سے روکا جائے گا، نہ پھلوں کی تیاری کے وقت منع کیا جائے گا۔

علاء بن الحضرمی اُس مقام کے بحر و بر، قبائل، انہار اور جو اُس سے پیدا ہو اُس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین ہیں، اہل بحرین ظلم کے موقع پر
اُن کے حامی، ظالم کے معاملے میں ان کے مددگار، اور جنگوں میں اُن کے ۳۳
معاون ہیں۔ اُن لوگوں پر اس کے متعلق اللہ کا عہد و میثاق ہے۔ نہ وہ کسی قول کو بدلیں اور نہ جدائی کا ارادہ کریں۔

مسلمانوں کے لشکر پر ان لوگوں کو مال غنیمت میں شریک کرنا، حکم میں عدل کرنا، جہاد کی روانگی میں میانہ روی کا خیال رکھنا لازم ہے، یہ حکم ہے جس کی فریقین میں کوئی تبدیل نہ ہوگی، اللہ و رسول ان لوگوں پر گواہ ہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضر موت کے معززین و رؤساء کے نام فرامین بھیجے۔ آپ نے زرعہ، قہد، البسی، البحیری، عبد کلال، ربیعہ و حجر کے نام فرمان تحریر فرمائے۔

شاعران میں سے بعض رؤساء کی مدح میں کہتا ہے۔

الا ان خیر الناس کلھم قھد ؛ وعبد کلال خیر سائرھم بعد

(خبردار رہو کہ تمام لوگوں میں سب سے بہتر قہد ہیں ؛ ان کے بعد بقیہ لوگوں میں سب سے بہتر عبد کلال ہیں)

ایک دوسرا شاعر زرعہ کی مدح میں کہتا ہے۔

الا ان خیر الناس بعد محمد صلعم ؛ لزرعة ان کان البحیری اسلما

(خبردار رہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر زرعہ ہیں اگرچہ بحیری اسلام لا چکے ہیں)

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نُفاثہ بن فروۃ الدئلی رئیس السماوہ کے نام فرمان تحریر فرمایا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ آپ نے عذرہ کے نام ہڈی پر تحریر فرمایا اُسے بنی عذرہ ہی کے ایک شخص کے ہمراہ بھیجا، مگر اُس پر ورد بن مرداس نے جو بنی ہیم کے بنی سعد کے ایک فرد تھے دراز دستی کی اور توڑ ڈالا، اسلام لے آئے اور زید بن حارثہ کے ساتھ غزوہ وادی القریٰ میں یا غزوۃ القردہ میں شہید ہو گئے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطرّف بن الکاہن الباہلی کے لئے تحریر فرمایا کہ "یہ فرمان منجانب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مطرّف بن الکاہن اور قبیلۂ باہلہ کے ساکنان بیشہ کے لئے ہے، جو شخص بالکل ناقابل زراعت زمین کو قابلِ زراعت بنائے گا جس میں مواشی اور اونٹوں کے گلّے بٹھائے جاتے ہیں تو وہ اُسی کی ہو جائے گی۔ ان لوگوں کے ذمے ہر تیس گائے پر ایک پوری عمر کی گائے، ہر چالیس بھیڑ پر ایک سال بھر کی بھیڑ، ہر پچاس اونٹ پر ایک شش سالہ اونٹ واجب ہے، زکوٰۃ وصول کرنے والے کو یہ حق نہیں کہ وہ ان کی چراگاہ کے علاوہ کہیں اور زکوٰۃ وصول کرے، یہ سب امان الٰہی میں محفوظ ہیں۔"

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ باہلہ کے نہشل بن مالک الوائلی کے لئے تحریر فرمایا کہ "باسمك اللّٰھم، یہ فرمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نہشل بن مالک اور بنی وائل کے اُن ہمراہیوں کے لئے ہے جو اسلام لائے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے، اللہ و رسول کی اطاعت کرے، مالِ غنیمت میں سے اللہ کا خمس اور نبی کا حصہ ادا کرے، اپنے اسلام پر گواہی دے، مشرکین کو چھوڑ دے تو وہ اللہ کی امان میں ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُسے ہر قسم کے ظلم سے بچائیں گے، ان لوگوں کا یہ حق ہے کہ نہ ان کو جلا وطن کیا جائے نہ ان سے عُشر (پیداوار کا دسواں حصہ) لیا جائے، ان کا عامل انہیں میں سے ہو گا۔ بقلم عثمانؓ بن عفان۔

اہلِ علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے لئے ایک فرمان تحریر فرمایا کہ آنحضرتؐ نے جو کچھ ان لوگوں کے لئے تحریر فرمادیا اُس کی ذمہ داری اللہ اور محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہے۔ بقلم خالد بن سعید۔ گواہ شد حسنؓ و حسینؓ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان نمیر بن خرشہ کے حوالے کردیا۔

اہلِ علم نے کہا ہے کہ وفدِ ثقیف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ اُن کے لئے وَجّ (علاقۂ طائف کے ایک گاؤں کو حرم بنادیں (یعنی وہاں کا شکار وغیرہ حرام فرمادیں)' آپ نے ان کے لئے
۳۴ تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے مسلمانوں کے نام ہے کہ وج کے عضاہ (خاردار درخت) قطع نہ کئے جائیں! ورنہ وہاں شکار کیا جائے۔ جو اس کا مرتکب ہوگا۔ اُسے گرفتار کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچایا جائے گا یہ نبی محمد بن عبد اللہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم ہے' راقم خالد بن سعید بحکم نبی محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حکم دیا ہے کوئی شخص ہرگز اُس سے نہ بڑھے اور نہ اپنے اوپر ظلم کرے۔

اہلِ علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید بن سفیان الرعلی کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ اس امر کی دستاویز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید بن سفیان الرعلی کو السوارقیہ کا کھجور کا باغ عطا فرمایا۔ اس میں کوئی اُن سے مزاحمت نکرے جو مزاحمت کرے گا اُس کا کوئی حق نہو گا' اور حق انھیں کا ہوگا۔ بقلم خالد بن سعید۔

اہلِ علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن فرقد کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ اس بات کی دستاویز ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن فرقد کو مکے میں مکان کی زمین دی تاکہ وہ اُسے مروہ کے متصل تعمیر کرلیں' کوئی اُن سے مزاحمت نکرے جو مزاحمت کرے گا اس کا کوئی حق نہو گا' حق انھیں کا ہوگا۔ بقلم معاویہؓ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن مالک السلمی کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ اس امر کی دستاویز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذات الحناظی و ذات الاساود کے درمیان قطعہ عطا فرمایا ہے۔ گواہ شد علی بن ابی طالب و حاطب بن ابی بلتعہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ کلب کے بنی جناب کے لئے تحریر فرمایا کہ "یہ فرمان محمد نبی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے بنی جناب اور ان کے حلیفوں اور ان لوگوں کے لئے ہے جو نماز قائم کرنے زکوٰۃ ادا کرنے ایمان کو مضبوط کرنے اور عہد کے پورا کرنے میں ان لوگوں کے مددگار رہیں۔ اور ان لوگوں پر لازم ہے کہ چھٹی ہوئی (بغیر چرواہے کے) چرنے والی بکریوں پر ہر پانچ بکری میں ایک بے عیب بکری دیں، باربردار غلہ لادنے والے جانوروں پر بھی، راستہ بھولنے والے جانور انھیں کے لئے ہوں گے، وہ زمین بھی جس کی آبپاشی نہر اور بارش سے ہوتی ہے۔ امین کو اس کے متعلق وظیفہ ملے گا" ان لوگوں پر اس سے زیادہ نہ کیا جائے گا۔ گواہ شد سعد بن عبادہ وعبداللہ بن انیس و دحیہ بن خلیفۃ الکلبی۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے مہری بن الابیض کے لیے ہے۔ کہ خاندان مہرہ کے مومنین فنا نہ کیے جائیں گے اور نہ ان پر حملہ کیا جائے گا اور نہ ان سے جنگ کی جائے گی، ان لوگوں کے ذمے شرائع اسلام کا قائم کرنا ہے۔ جو اس عہد کو بدلے گا تو (گویا) وہ اللہ سے جنگ کرے گا اور جو اس پر ایمان لائے گا تو وہ اللہ و رسول کی ذمہ داری میں ہوگا، گری پڑی چیز ادا کرنا ہوگی اور مواشی کو پانی پلانا ہوگا۔ خونریزی بدکلامی اور نافرمانی بری بات ہے۔ بقلم محمد بن مسلمۃ الانصاری۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعم کے لئے تحریر فرمایا کہ خثعم کے جو لوگ (مقام) بیشہ اور اس کے دیہات میں مقیم ہیں ان کے لئے یہ ہے کہ تم لوگوں نے زمانۂ جاہلیت میں جو خون کیا ہے وہ تم سے معاف ہے،

تم میں سے جو اسلام لائے خواہ خوشی سے یا ناگواری سے، اس کے قبضے میں
نرم یا سخت زمین کا کوئی کھیت ہے جو بارش سے سیراب ہوتا ہے یا اُس کی
آبپاشی چشمے سے ہوتی ہے اور وہ (کھیت) بغیر قحط سالی و خشک سالی کے
سر سبز و شاداب ہوگیا تو اُس کو مواشی چرانے اور اُس کے کھانے کا حق ہے
اور ان لوگوں کے ذمے ہر جاری پانی (والے کھیت) میں دسواں حصہ اور
ہر پُر (سے سیراب ہونے والے کھیت) میں بیسواں حصہ ہے۔ گواہ شد۔ ۳۵
جریر بن عبداللہ و حاضرین۔

اہلِ علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد ثمالہ والحدان
کے لئے تحریر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ساحل کے
رہنے والوں اور اُس اندرونی علاقے کے رہنے والوں کے لئے ہے جو
علاقہ صحار کے متصل ہے کہ ان لوگوں کے ذمے کھجور کے باغوں میں تو اندازہ ہے
نہ پیمانہ کہ ہمیشہ اُسی پر عمل ہو اور (یہی) ان سے وصول کیا جائے
ان لوگوں کے ذمے ہر دس وسق (پیمانہ) میں ایک وسق ہے
اس صحیفے کے کاتب ثابت بن قیس بن شماس ہیں، اور شاہد سعد بن عبادہ
و محمد بن مسلمہ ہیں۔

اہلِ علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ازد کے
بارق کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب
سے بارق کے لیے ہے کہ نہ تو بارق کے بے اجازت ان لوگوں کے پھل قطع کیے جائیں
اور نہ ان کی فصل ربیع یا فصل خریف کی چراگاہوں میں جانور چرائے جائیں، جو مسلمان
ان لوگوں کے پاس کسی ایسے مقام پر گزرے کہ چراگاہ نہ ہو یا ایسی شور زمین سے
گذرے جہاں اپنا اونٹ چھوڑ دے اور وہ وہاں سے بقدر ضرورت چرلے تو
اُس کی تین دن کی مہمانداری (ان لوگوں کے ذمے) ہوگی۔ جب ان لوگوں کے پھل
پک جائیں تو مسافر کو اتنے گرے پڑے پھلوں کا حق ہوگا جو اُسے شکم سیر کردیں
بغیر اس کے کہ وہ اپنے ہمراہ اُسے لاد کر لے جائے۔

اہلِ علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وائل بن حجر کے لئے

تحریر فرمایا۔ جب اُنھوں نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کیا تو عرض کی یا رسول اللہ مجھے میری قوم کے نام ایک فرمان تحریر فرما دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاویہ با اختیار رؤساء کے نام لکھ دو کہ وہ نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں، زکوٰۃ باہر چرنے والے مواشی اور ان کے ساتھ کے گھر میں رہنے والے مواشی پر ہے۔

مالک کو جائز نہیں کہ وہ دھوکا دے اور جانوروں کو (حساب کے وقت) ہنکا دے (وصول کرنے والے کو) مناسب نہیں کہ رسی باندھکر بلوائے اور (اپنے پڑاؤ پر) جانوروں کو منگوائے، (مالک کو) بھی جائز نہیں کہ آمیزش کرے، (یعنی محصل کو یہ لازم ہے کہ جہاں جانور چر رہے ہوں وہیں جاکر شمار کر کے صدقے کا حساب کرے یہ نکرے کہ اپنے پڑاؤ پر جانوروں کو منگائے اور مالک مواشی کو لازم ہے کہ وہ اُنھیں چھپانے کی کوشش نکرے) اور ان لوگوں پر مسلمانوں کے لشکروں کی مدد کرنا واجب ہے۔ ہر ایک دس پر بقدر ایک اونٹنی کے بوجھ کے ہے، جس (محصل) نے باج لیا اُس نے زیادہ ستانی کی۔

وائل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے لئے اُس زمین (کی معافی) کے متعلق بھی تحریر فرما دیجئے جو زمانۂ جاہلیت میں میری تھی، رؤسائے قبیلۂ حمیرو رؤسائے حضر موت نے وائل کے موافق شہادت دی۔ (کہ یہ زمین ان کی تھی)۔

آپ نے اُن کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے وائل بن حجر رئیس حضر موت کے لئے ہے یہ اس لئے ہے کہ تم اسلام لے آئے، جو زمینیں اور قلعے تمھارے قبضے میں ہیں وہ میں نے تمھارے ہی لیے مخصوص کر دیئے تم سے (بطور زکوٰۃ) ہر دس میں سے ایک لیا جائے گا جس میں دو صاحب عدل غور کریں گے، میں نے تمھارے لئے یہ بھی کر دیا کہ اس میں تم پر ظلم نہ کیا جائے گا جب تک یہ دین قائم ہے اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مومنین اس پر مددگار ہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ قبیلۂ کندہ کے اشعث وغیرہ نے حضر موت کی ایک وادی کے بارے میں وائل بن حجر سے جھگڑا کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس اس کا دعویٰ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فیصلہ وائل بن حجر کے موافق تحریر فرمایا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے اہل نجران کے لئے ہے کہ ان لوگوں پر (حسب ذیل طریقے پر) آپ کے حکم کی پابندی لازم ہوگی

ہر زرد یا سفید یا سیاہ پھل میں یا غلام کے باب میں حکم نبوی پر عمل کریں گے، لیکن آنحضرت نے اُن پر یہ کرمت کی کہ:

یہ سب محصول دو ہزار حلے کے عوض میں چھوڑ دیا جائے گا جو اوقیہ کے حساب سے ہوں گے۔

۳۶ ہر رجب میں ایک ہزار حلے واجب الادا ہوں گے، اسی طرح ہر صفر میں ایک ہزار واجب الادا ہوں گے، ہر حُلّہ اوقیہ کے حساب سے ہوگا جو زائد ہوں یا اوقیہ سے کم ہوں وہ حساب سے لیے جائیں گے۔

اُن کے قبضے کی جو زرہیں یا گھوڑے یا اونٹ یا اسباب اُن سے لے لیے جائیں گے وہ بھی حساب سے ہوگا اور نجران کے ذمے بیس روز تک اور اس سے کم کی میرے قاصدوں کی مہمانداری ہے۔ اور میرے قاصدوں کو ایک ماہ سے زیادہ نہ روکا جائے (یعنی جب وہ وصول کرنے جائیں تو اُنھیں ایک ماہ کے اندر اندر خراج دیکے رخصت کرنا ہوگا)۔

جب یمن میں جنگ ہو تو اہل نجران کے ذمے میرے قاصدوں کو تیس زرہ، تیس گھوڑے اور تیس اونٹ بطور عاریت دینے ہوں گے۔

میرے قاصد جو زرہ گھوڑے اور اونٹ بطور عاریت لیں اُس میں سے جو چیز فنا ہو جائے اُس کا تاوان میرے قاصد پر ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ اُسے ان لوگوں کو ادا کردے،

اہل نجران اور ان کے قرب وجوار کے لئے ان کی جان، مذہب، ملک، مال، حاضر وغائب، ان کے معابد وعبادات، اللہ کی پناہ اور محمد نبی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری میں ہیں نہ تو ان کے کسی اسقف کو تبدیل

کیا جائے گا، نہ کسی راہب (عیسائی تارک دنیا) کو اس کی رہبانیت سے اور نہ کسی واقف (تارک جنگ) کو اُس کی وقفانیت سے،

اس قلیل یا کثیر مقدار میں کوئی تبدل و تغیر نہ کیا جائے گا جو ان لوگوں کے قبضے میں ہے، سود کے لین دین کا کوئی حق نہ ہوگا نہ زمانۂ جاہلیت کے خون کے انتقام کا، ان میں سے جو کوئی حق کا مطالبہ کرے گا تو ان کے درمیان انصاف کیا جائے گا، نہ تو ظلم کیا جائے گا اور نہ بخشر انیوں پر ظلم سہا جائے گا، جس نے سابق میں سود کھایا تو میں اُس سے بری الذمہ ہوں، دوسرے کے ظلم میں ان لوگوں سے مواخذہ نہ ہوگا۔

جو کچھ اس فرمان میں مذکور ہے اُس پر ہمیشہ کے لئے اللہ کی پناہ اور محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہے، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے، بشرطیکہ یہ لوگ بلا جبر و اکراہ اپنی ذمہ داری میں نیکی و خیر خواہی کریں۔

گواہ شد۔ ابو سفیان بن حرب و غیلان بن عمرو و مالک بن عوف النصری و اقرع ابن حابس و مستورد بن عمرو برادر بلی و مغیرہ بن شعبہ و عامر مولائے ابی بکرؓ۔

اہل دومہ کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیدر کے لئے جو تحریر فرمایا وہ یہی ہے۔ محمد بن عمرؓ نے کہا کہ شیخ فرمان لائے تو میں نے اُسے پڑھا، ان سے لے لیا، مضمون یہ تھا، آپ نے یہ فرمان اُس وقت تحریر فرمایا تھا جب اکیدر نے اسلام کو قبول کر لیا اور سیف اللہ خالدؓ بن الولید کے ہمراہ دومۃ الجندل اور اُس کے اطراف میں بتوں اور اصنام کو اکھیڑ پھینکا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے یہ فرمان اکیدر کے لئے ہے چھوٹے تالابوں کے کنارے کی زمین، غیر مزروعہ زمین، وہ زمین جس کی حد بندی ہے، وہ زمین جس کی حد بندی نہیں کی گئی ہے، زرہ، ہتھیار، باؤلی اور قلعۂ اکیدر کے لئے ہے، تم لوگوں کے لئے کھجور کے تنے، آبادی کا جاری پانی ہے۔

خمس ادا کرنے کے بعد تمہارے مواشی کو چراگاہ سے نہ ہٹایا جائے گا، نہ تمہارے اُن مواشی کو شمار کیا جائے گا جن میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ تمہیں گھاس سے

نہ روکا جائے گا، تم سے سوائے ان کھجور کے درختوں کے جو اچھی طرح جڑ پکڑ چکے ہیں اور کسی سے عشر (یعنی پیداوار کا دسواں حصہ) نہیں لیا جائے گا۔ نماز کو اُس کے وقت پر ادا کرنا ہوگا اور زکوٰۃ کو اُس کے حق کے مطابق ادا کرنا ہوگا۔

تم پر اس عہد و پیمان کی پابندی لازم ہوگی اس سے تمہاری سچائی اور وفاداری کا ثبوت ملے گا، اللہ اور حاضرین مسلمین اس پر گواہ ہیں۔

۳۷ محمدؐ بن عمرؓ نے کہا کہ دومہ وایلہ وتیماء کے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ تمام عرب اسلام لے آیا تو انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوف پیدا ہوا (اس پر ان کی تسلی کے لئے یہ فرمان تحریر فرمایا)۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ یحنہ بن روبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، یہ ایلہ کے بادشاہ تھے، انھیں اندیشہ ہوا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بھی (لشکر) نہ بھیج دیں جس طرح آپ نے اکیدر کے پاس بھیجا تھا، یحنہ آئے تو ان کے ہمراہ اہل شام، اہل یمن و اہل بحر بھی تھے، کچھ لوگ جرباء و اذرح کے بھی تھے۔

آپ نے ان لوگوں سے مصالحت فرمائی ایک معینہ جزیہ مقرر فرمادیا اور ان کے لئے یہ فرمان تحریر فرمادیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ امن نامہ اللہ اور محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے یحنہ بن روبہ اور اہل ایلہ کے لئے ان کی کشتیوں اور قافلوں کے لئے ہے جو بحر و بر میں ہیں، ان لوگوں کے لئے اور اُن اہل شام واہل یمن و اہل بحر کے لئے جو ان کے ہمراہ ہیں اللہ اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہے، جو کوئی (اس عہد کے خلاف) نئی بات کرے گا تو اس کا مال اُس کی جان کو نہ بچا سکے گا، وہ اُس شخص کے لئے حلال ہوگا جو اس کو لے لے (یعنی اس پر عمل کرے)، یہ بھی حلال نہ ہوگا کہ یہ لوگ جس پانی (کے کنویں) پر اترتے ہیں اُسے روکیں (کہ اور کوئی نہ بھرے) اور نہ خشکی و تری کے اُس راستے کو جس کا وہ لوگ ارادہ کرتے ہیں۔

یہ فرمان جہیم بن الصلت و شرجبیل بن حسنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے حکم سے لکھا۔

عبدالرحمٰن بن جابر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس روز یحنہ بن روبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے اُن کے بدن پر سونے کی صلیب دیکھی جوان کی پیشانی پر بندھی ہوئی تھی، جب اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ دست بستہ کھڑے ہو گئے اور اپنے سر سے (تعظیم وسلام کا) اشارہ کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے فرمایا کہ اپنا سر اُٹھاؤ، آپ نے اُسی روز اُن سے مصالحت کر لی!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں ایک یمنی چادر اڑھائی اور بلال کے پاس ٹھیرانے کا حکم دیا، جس روز اکیدر کو خالد لائے تو میں نے اُنھیں بھی اس کیفیت سے دیکھا تھا کہ اُن کے بدن پر سونے کی صلیب تھی اور وہ ریشمی لباس پہنے تھے۔

اس کے بعد پھر اول مضمون کی طرف عود کیا جاتا ہے کہ محمد بن عمرؓ نے کہا، میں نے اہل اذرح کا فرمان لکھ لیا، اُس میں یہ مضمون تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ فرمان محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے اہل اذرح کے لئے ہے کہ یہ لوگ اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امان میں ہیں، ان پر ہر رجب میں سو دینار کھرے پورے پورے واجب الادا ہوں گے، مومنین کے ساتھ خیر خواہی و احسان کرنے سے اللہ ان لوگوں کا کفیل ہوگا، مومنین میں سے جو شخص خوف و تعزیر کی وجہ سے ان لوگوں کے پاس پناہ لے جب کہ ان لوگوں کو مومنین پر اندیشہ ہو (تو اس حالت میں پناہ دینے اور احسان کرنے سے بھی اللہ کفیل ہوگا)۔ یہ لوگ اُس وقت تک امان میں ہیں جب تک کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (بغرض جنگ) روانگی سے پہلے تک ان سے بیان نکر دیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایلہ پر جو تین سو تھے تین سو دینار سالانہ جزیہ مقرر فرمایا تھا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جربا و اہل اذرح

کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کیجانب سے اہل جرباد اذرح کے لئے ہے کہ یہ لوگ اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امان میں ہیں، ان کے ذمے ہر رجب میں (بطور جزیہ) سو دینار ہیں جو اچھے اور پورے ہوں، اللہ
ان کا کفیل ہے۔ ۳۸

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مقنا کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ لوگ اللہ و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امان میں ہیں، ان پر (بطور جزیہ) ان کے کاتے ہوئے سوت اور کپڑے کا اور ان کے پھلوں کا چوتھائی حصہ ہے۔

صالح مولائے توءمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مقنا سے اُن کے چوتھائی کتے ہوئے سوت اور چوتھائی پھلوں کے لینے پر صلح فرمائی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اہل مقنا یہودی تھے جو ساحل بحر پر رہتے تھے اور اہل جرباد اذرح بھی یہودی تھے۔

وفود عرب

وفد مزینہ

کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ قبیلۂ مُضَر کا سب سے پہلا وفد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا مُزَینہ کے چار سو آدمیوں پر مشتمل تھا، یہ وفد رجب ۵ھ میں حاضر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے مکانوں میں رہنے ہی کو

ہجرت قرار دیا کہ تم لوگ جہاں رہو مہاجر ہو، لہٰذا تم لوگ اپنے مال و متاع کی جانب واپس جاؤ، وہ لوگ اپنے وطن واپس گئے۔

ابو عبدالرحمٰن العجلانی سے مروی ہے کہ قبیلۂ مزینہ کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جن میں خزاعی بن عبد نہم بھی تھے، انھوں نے اپنی قوم مزینہ پر آپ سے بیعت کی، ان میں سے دس آدمی ساتھ آئے جن میں بلال بن الحارث، نعمان بن مقرن، ابو اسماء، اسامہ، عبیداللہ بن بردہ، عبداللہ بن درّہ وبشر بن المحتفز بھی تھے۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ ایک دوسرے راوی نے بیان کیا کہ ان میں دُکین ابن سعید و عمرو بن عوف بھی تھے۔

ہشام نے کہا کہ پھر خزاعی اپنی قوم کی جانب روانہ ہو گئے مگر انھوں نے اُن لوگوں کی وہ کیفیت نہیں پائی جیسا اُن کا خیال تھا، وہ مقیم ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسّان بن ثابت کو بلایا اور فرمایا کہ خزاعی کا ذکر کرو اور اُن کی ہجو نکرو، حسّان بن ثابت نے کہا۔

الا ابلغ خزاعیا رسولا | بان الذم یغسله الوفاء

خبردار۔ خزاعی کے پاس قاصد بھیجدے | کہ وفاداری مذمت کو دھو دیتی ہے۔

وانك خير عثمان بن عمرو | واسناها اذا ذكر السناء

تم عثمان بن عمرو (کی اولاد) میں سب سے بہتر ہو، جب خوبی و بلندی کا ذکر کیا جائے تو اُن سب میں زیادہ بلند و خوبتر ہو۔

وبايعت الرسول وكان خيرا | الى خير واداك الثراء

تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور وہ خیر تھی جو خیر کی طرف پہنچ گئی اور تمھیں ثروت نے پہنچا دیا۔

فما يعجزك اوما لا تطقه | من الاشياء لا تعجز عداء

٣٩ تم کو عاجز نہ کرے یا جن اشیاء کی تم کو طاقت نہیں ہے اُس سے قوم عداء عاجز نہو۔
خزاعی اُٹھ کھڑے ہوئے، اور کہا کہ اے قوم، ان بزرگ کے شاعر نے
تم کو خاص کیا، لہذا میں تمھیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں، ان لوگوں نے کہا کہ
ہم تم پر اعتراض نہ کریں گے، وہ سب لوگ اسلام لائے اور بطور وفد نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔
فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ مزینہ کا جھنڈا
خزاعی کو دیا، اُس روز وہ ایک ہزار آدمی تھے۔ وہ (خزاعی) عبداللہ بن المغفل
کے والد مُغفّل کے بھائی اور عبداللہ ذی البجادین کے بھائی تھے۔

(۲) وفد اسد

ہشام بن محمد الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابتدائے ۹ھ میں
بنی اسد بن خزیمہ کے دس گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر
ہوئے۔ جن میں حضرمی بن عامر، ضرار ابن الازور، وابصہ بن معبد، قتادہ بن القائف
سلمہ بن حُبیش، طلحہ بن خویلد، نقادہ بن عبداللہ بن خلف بھی تھے۔
حضرمی بن عامر نے کہا کہ ہم لوگ سخت تاریک شب اور سخت خشک سالی
میں سفر کر کے آپ کے پاس آئے ہیں حالانکہ آپ نے ہمارے پاس کوئی لشکر
نہیں بھیجا، انھیں لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "یمنون علیك
ان اسلموا" (کہ یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان جتاتے ہیں آپ
کہد یجئے کہ اللہ احسان جتاتا ہے کہ اُس نے تمھیں اسلام کی ہدایت کردی)۔
ان لوگوں کے ہمراہ بنی الزینہ کی بھی ایک قوم تھی جو مالک بن مالک بن
ثعلبہ بن دودان بن اسد کی اولاد تھے ان لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تم لوگ الرشدہ کی اولاد ہو۔۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ ہم مثل اولاد
محوّلہ کے نہیں ہیں یعنی مثل عبداللہ بن غطفان کے نہیں ہیں۔

بنی مالک بن مالک کے ایک شخص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقادہ بن عبد اللہ بن خلف بن عمیرہ بن مُرّی بن سعد بن مالک الاسدی سے فرمایا کہ اے نقادہ میرے لئے ایک ایسی اونٹنی تلاش کرو جو دودھ بھی دے اور سواری کا کام بھی دے اُسے بچے سے جدا نکرنا۔

انھوں نے اپنے جانوروں میں تلاش کی مگر کوئی نہ ملی، البتہ اپنے چچازاد بھائی کے پاس پائی جن کا نام سنان بن ظفیر تھا، وہ اونٹنی منگائی اور نقادہ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔

آنحضرتؐ نے اُس کے تھن چھوئے اور نقادہ کو بلایا، اُنھوں نے اُس کا دودھ دوہ لیا اور کچھ حصہ چھوڑ دیا فرمایا کہ اے نقادہ دودھ کا وہ حصہ چھوڑ دو جس سے دوبارہ دودھ اُترے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نوش فرمایا، اصحاب کو پلایا، نقادہ کو اپنا بچا ہوا دیا، اور فرمایا کہ "اے اللہ اس اونٹنی کو اور اس شخص کو جس نے اُسے دیا ہے برکت دے"۔

نقادہ نے کہا "یا نبی اللہ اور اس شخص کو جو اُسے لایا ہے"۔

فرمایا "اور اس شخص کو جو اُسے لایا ہے"۔

(۳) وفد تمیم ۴۰

سعید بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر بن سفیان کو جن کو نحّام العدوی بھی کہا جاتا تھا خزاعہ کے بنی کعب کے صدقات (وصول کرنے) پر (مامور فرما کر) بھیجا، بنی عمرو بن جندب بن العنبر ابن عمرو بن تمیم جوان (بنی کعب) کے اطراف میں اُترے ہوئے تھے آئے۔

خزاعہ نے اپنے مواشی زکوٰۃ کے لئے جمع کئے تو اس امر کو بنی تمیم نے

براجانا اور (زکوٰۃ سے) انکار کیا، کمانوں کی طرف بڑھے اور تلواریں نکال لیں محصّل زکوٰۃ (یعنی بشر بن سفیان) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور خبر دی فرمایا کہ ان لوگوں (کی سرکوبی) کے لئے ہے کوئی؟ عیینہ بن بدر الفزاری طیار ہو گئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پچاس عرب سواروں کے ہمراہ، جن میں نہ کوئی مہاجر تھا نہ انصاری، بھیجدیا۔

ان لوگوں نے حملہ کیا، گیارہ مرد، گیارہ عورتیں اور تیس بچے گرفتار کر لئے۔ اور انھیں مدینے گھسیٹ لائے۔

روسائے بنی تمیم کی ایک جماعت جو عطارد بن حاجب، زبرقان بن بدر، قیس ابن عاصم، قیس بن الحارث، نعیم بن سعد، اقرع بن حابس، رباح بن الحارث، عمرو ابن الاہتم پر مشتمل تھی آئی، کہا جاتا ہے کہ ہمراہ اسّی یا نوّے آدمی تھے۔

یہ لوگ مسجد میں ایسے وقت داخل ہوئے کہ بلال ظہر کی اذان کہہ چکے تھے اور لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برآمد ہونے کے منتظر تھے۔

ان لوگوں نے عجلت کی اور آپ کی آمد میں دیر سمجھے تو پکارا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے پاس تشریف لائیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے، بلال نے اقامت کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھائی۔

لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے، اقرع نے کہا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اجازت دیجئے کیونکہ واللہ میری سعی موجب زینت ہے اور میری مذمّت عیب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جواب دیا کہ تم نے جھوٹ کہا۔ یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور بیٹھ گئے، ان لوگوں کے خطیب عطارد بن حاجب نے تقریر کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا کہ تم ان کو جواب دو، انھوں نے جواب دیا۔

ان لوگوں نے عرض کی کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے شاعر کو اجازت دیجئے۔ آپ نے انھیں (شعر سنانے کی) اجازت دی، زبرقان بن بدر اٹھے اور شعر پڑھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا کہ تم ان کو جواب دو، انھوں نے ان کو انھیں کے سے اشعار میں جواب دیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ واللہ آنحضرت کا خطیب (مقرر) ہمارے خطیب سے زیادہ فصیح و بلیغ اور آپ کا شاعر ہمارے شاعر سے بڑھا ہوا ہے اور یہ سب لوگ ہم سے زیادہ بردبار و حلیم ہیں۔

انھیں لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "ان الذین ینادونك من وراء الحجرات اکثرهم لایعقلون" (جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن عاصم کے بارے میں فرمایا کہ یہ اونٹ کے اون والوں کے سردار ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو واپس کر دیا اور ان لوگوں کے لئے بھی اسی طرح انعامات کا حکم دیا جس طرح آپ وفد کو انعام دیا کرتے تھے۔

بنی النجار کی ایک خاتون سے مروی ہے کہ میں اس روز اس وفد کو دیکھ رہی تھی جو بلال سے اپنے انعامات کی ساڑھے بارہ بارہ اوقیہ (چاندی) لے رہے تھے، میں نے ایک بچے کو دیکھا جس کو اس روز انھوں نے پانچ اوقیہ دیئے، وہ ان میں سب سے چھوٹا تھا اور وہ عمرو بن الاہتم تھا۔ ۱۴۱

محمد بن جناح برادر بنی کعب بن عمرو بن تمیم سے مروی ہے کہ سفیان بن الھذیل بن الحارث بن مصاد بن مازن بن ذویب بن کعب بن عمرو بن تمیم بطور وفد کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔

ان کے بیٹے قیس نے کہا کہ اے میرے باپ مجھے بھی اپنے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے دیجئے انھوں نے کہا کہ ہم عنقریب واپس آجائیں گے (تو پھر دوبارہ چلنا)۔

غنیم بن قیس بن سفیان نے بیان کیا کہ ہمیں ایک شتر سوار نظر آیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر وفات سنائی، ہم لوگ جھونپڑیوں سے

نکل پڑے اور کہا کہ ہمارے ماں باپ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان ہوں، میں نے یہ اشعار کہے۔ ؎

الا لی الویل علی محمد　　قد کنت فی حیاتہ بمقعد

(خبردار۔ میری تباہی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعے پر کہ میں آپ کی حیات میں بیٹھا رہا (اور آپکی زیارت نہ کی)

وفی امان من عدو معتدی

(میں ظالم دشمن سے بھی امن میں تھا)۔

راوی نے کہا کہ قیس ابن سفیان بن العذیل کی وفات (ابو بکرؓ صدیق کے زمانے میں علاء بن الحضرمی کے ہمراہ بحرین میں ہوئی ایک شاعر نے یہ شعر کہا ہے۔ ؎

فان یک قیس قد مضی لسبیلہ　　فقد طاف قیس بالرسول وسلما

(اگر قیس اپنی راہ چلے گئے تو کیا مضایقہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بھی تو قیس پھرے اور آنحضرتؐ کو سلام بھی تو کیا)

(۴) وفد عبس

ابو الشغب عکرشہ بن اربد العبسی وغیرہ سے مروی ہے کہ بنی عبس کے نو شخص بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، یہ لوگ مہاجرین اولین میں سے تھے جن میں میسرہ بن مسروق، حارث[۱] ابن الربیع، قنان بن دارم، بشر بن الحارث بن عبادہ، ہدم بن مسعدہ، سباع بن زید

[۱] یہی (حارث) کامل (بھی کہلاتے) تھے۔

ابو الحسن بن لقمان، عبداللہ بن مالک، فروہ بن الحصین بن فضالہ تھے۔

یہ لوگ اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی، اور فرمایا کہ میرے لئے ایسے شخص کو تلاش کرو جو تم لوگوں سے عشر (دسواں حصہ بطور زکوٰۃ) وصول کرے تاکہ میں تمہارے لئے جھنڈا باندھ دوں۔ طلحہ بن عبید اللہ آئے، آپ نے ان کے لئے جھنڈا باندھ دیا، اور ان لوگوں کا شعار "یا عشر" مقرر فرمایا (شعار چند مخصوص الفاظ پہلے سے مقرر کر دیے جاتے ہیں، کہ میدان جنگ میں ان کے ذریعے سے اپنی فوج کے لوگ پہچان لئے جائیں)۔

عروہ بن اذینۃ اللیثی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ قریش کا ایک قافلہ ملک شام سے آیا ہے۔ آپ نے ایک سریہ (لشکر) کے ہمراہ بنی عبس کو بھیجا اور ان کے لئے جھنڈا باندھا۔

ان لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ اگر ہم لوگ مال غنیمت پائیں تو اسے کس طرح تقسیم کریں، ہم نو آدمی ہیں، فرمایا کہ تمہارا دسواں میں ہوں میں نے سب سے بڑا جھنڈا جماعت و امام کا جھنڈا کر دیا۔ بنی عبس کے لئے چھوٹا جھنڈا نہیں ہے۔ ۴۲

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ بنی عبس کے تین شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، اور عرض کی، ہمارے پاس قاری (حافظ قرآن ومعلم) آئے، انھوں نے ہمیں خبر دی کہ جو ہجرت نہ کرے اس کا اسلام نہیں ہمارے پاس مال (زمین) اور مواشی ہیں جو ہمارا ذریعۂ معاش ہیں۔ اگر اس کا اسلام نہ ہو جو ہجرت نہ کرے تو ہم اس کو فروخت کر دیں اور ہجرت کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں کہیں رہو اللہ سے ڈرتے رہو (تقویٰ اختیار کرو) اگر تم صمد و جازان میں رہو جب بھی وہ ہرگز تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہ کرے گا۔

آپ نے ان لوگوں سے خالد بن سنان کو دریافت فرمایا، ان لوگوں نے کہا کہ ان کا کوئی پس ماندہ نہیں ہے، فرمایا ایسے نبی جن کو ان کی قوم نے ضائع کر دیا، اور اصحاب سے خالد بن سنان کا ذکر شروع کر دیا۔

(۵) وفد فزارہ

ابو وجزة السعدی سے مروی ہے کہ جب ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے تو بنی فزارہ کے اُنیس آدمیوں کا ایک وفد دُبلے اونٹوں پر آیا جس میں خارجہ بن حصن، حُر بن قیس بن حصن بھی تھے، یہ (حر بن قیس) ان سب میں چھوٹے تھے یہ لوگ اسلام کا اقرار کرتے ہوئے آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے وطن کا حال دریافت فرمایا تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے وطن میں قحط سالی ہے مواشی ہلاک ہو گئے، اطراف خشک ہو گئے اور ہمارے عیال بھوکے مر گئے لہذا اپنے پروردگار سے ہمارے لئے دعا فرمائیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ اپنے شہر اور جانوروں کو سیراب کر دے اپنی رحمت کو پھیلا دے اور مردہ شہر کو زندہ کر دے، اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب کر دے جو مدد کرنے والی مبارک، سرسبز شبانہ روز وسیع، فوری، غیر تاخیر کنندہ، مفید و غیر مضر ہو۔ اے اللہ ہمیں باران رحمت سے سیراب کر دے نہ کہ بارانِ عذاب سے یا منہدم اور غرق کرنے اور مٹانے والی بارش سے، اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب کر اور ہمارے دشمنوں کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔

(اس دعا کے بعد) اتنی بارش ہوئی کہ لوگوں کو چھ روز تک آسمان نظر نہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے اوپر نہ ہو ہمارے اطراف ٹیلوں پر زمین سے ابھرے ہوئے پتھروں پر وادیوں پر اور جھاڑیوں پر ہو۔

ابر مدینے سے اس طرح پھٹ گیا جس طرح کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

(۶) وفد مرہ

عبدالرحمٰن بن ابراہیم المزنی نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ وفد مرہ

۴۳ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سنہ ۹ھ میں غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت حاضر ہوا، یہ تیرہ آدمی تھے جن کے رئیس حارث بن عوف تھے۔

ان لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ ہم لوگ آپ ہی کی قوم و خاندان کے ہیں، ہم لوگ لوئیؓ بن غالب کی قوم سے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، (رئیس وفد حارث بن عوف سے) فرمایا کہ تم نے اپنے متعلقین کو کہاں چھوڑا؟ عرض کی کہ سلاح اور اس کے قرب و جوار میں۔ فرمایا کہ تمہارے دیس کی کیا حالت ہے۔ عرض کی واللہ ہم لوگ قحط زدہ ہیں، آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا فرمائیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ ان لوگوں کو بارش سے سیراب کر، بلال کو حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کو انعام دیں۔ چنانچہ انھوں نے ان لوگوں کو دس دس اوقیہ چاندی دی اور حارث بن عوف کو زیادہ دی ان کو بارہ اوقیہ دی۔ لوگ اپنے وطن واپس گئے تو معلوم ہوا کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی اسی روز بارش ہوئی۔

(۷) وفد ثعلبہ

بنی ثعلبہ کے ایک شخص نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنہ ۸ھ میں جعرّانہ سے تشریف لائے تو ہم چار آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم اپنی قوم کے پسماندہ لوگوں کے قاصد ہیں، ہم اور وہ اسلام کا اقرار کرتے ہیں، آپ نے ہماری مہمانداری کا حکم دیا، ہم لوگ چند روز مقیم رہے، پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ رخصت ہوں۔

آپ نے بلال سے فرمایا کہ ان کو بھی اسی طرح انعام دو جس طرح تم وفد کو دیتے ہو، وہ چند ٹکڑے چاندی کے لائے اور ہر شخص کو پانچ اوقیہ دیئے،

ہمارے پاس درہم (روپیہ) نہ تھا، اور ہم اپنے وطن واپس گئے۔

(۸) وفد محارب

ابی وجزۃ السعدی سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع ۱۰ھ میں وفد محارب آیا، وہ لوگ دس آدمی تھے جن میں سواء بن الحارث اور ان کے بیٹے خزیمہ بن سواء بھی تھے، یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان میں اتارے گئے، بلال صبح و شام کھانا ان لوگوں کے پاس لایا کرتے تھے،

یہ لوگ اسلام لے آئے اور عرض کی کہ ہم لوگ اپنے پس ماندہ لوگوں کے قائم مقام ہیں، اس زمانے میں ان لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ور شت خو و سخت نہ تھا، اس وفد میں انھیں کی قوم کے ایک شخص تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا تو انھوں نے عرض کی کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اتنا زندہ رکھا کہ میں نے آپ کی تصدیق کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قلوب اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

آپ نے خزیمہ بن سواء کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو ان کی پیشانی سفید (و منور) ہوگئی، آپ نے انھیں انعام دیا جس طرح وفد کو دیا کرتے تھے، یہ لوگ اپنے متعلقین کے پاس واپس گئے۔

(۹) وفد سعد بن بکر

ابن عباس سے مروی ہے کہ بنی سعد بن بکر نے رجب ۵ھ میں ضمام ابن ثعلبہ کو جو بہادر، بہت بال اور زلفوں والے تھے بطور وفد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے پاس بھیجا، وہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۴۴

ٹھیر گئے، آپ سے سوال کیا اور سوال کرنے میں بہت سختی کی،
پوچھا کہ آپ کو کس نے رسول بنایا، اور کن امور کا رسول بنایا؟ آپ سے شرائع اسلام بھی دریافت کئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ان تمام امور کا جواب دیا۔

وہ ایسے مسلمان ہو کر اپنی قوم کی جانب واپس گئے کہ بتوں کو اکھاڑ پھینکا، لوگوں کو اُن امور سے آگاہ کیا جس کا آپ نے حکم دیا تھا یا منع فرمایا تھا۔

اُس روز شام نہ ہونے پائی کہ تمام عورت مرد مسلمان ہو گئے ان لوگوں نے مساجد تعمیر کیں اور نمازوں کی اذانیں کہیں۔

(۱۰) وفد کلاب

خارجہ بن عبداللہ بن کعب سے مروی ہے کہ بنی کلاب کے تیرہ آدمیوں کا ایک وفد ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا جن میں لبید بن ربیعہ وجبار بن سُلمیٰ بھی تھے، آپ نے ان لوگوں کو رملہ بنت الحارث کے مکان میں اتارا۔

جبار وکعب بن مالک میں دوستی تھی، جب کعب کو ان لوگوں کا آنا معلوم ہوا تو انھوں نے ان لوگوں کو مرحبا کہا، جبار کو ہدیہ دیا اور ان کی خاطر کی۔

یہ لوگ کعب کے ہمراہ نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے آپ کو اسلامی سلام کیا اور عرض کی کہ ضحاک بن سفیان ہمارے یہاں کتاب اللہ اور آپ کی وہ سنت لائے جس کا آپ نے انھیں حکم دیا تھا انھوں نے ہمیں اللہ کی طرف دعوت دی ہم نے اللہ ورسول کے لئے قبول کر لیا انھوں نے ہمارے امراء سے زکوٰۃ وصول کی اور ہمارے فقراء کو واپس کر دی۔

(۱۱) وفد رؤاس بن کلاب

ابی نفیع طارق بن علقمۃ الرؤاسی سے مروی ہے کہ ہم میں سے ایک شخص

جن کا نام عمرو بن مالک بن قیس بن خُجَید بن رؤاس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے، وہ اپنی قوم کے پاس آئے انھیں اسلام کی دعوت دی تو اُن لوگوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک اسلام نہ لائیں گے جب تک بنی عقیل بن کعب پر اُسی طرح مصیبت نہ نازل کریں جس طرح انھوں نے ہم پر کی۔

وہ لوگ ان کے ارادے سے نکلے، ہمراہ عمرو بن مالک بھی تھے، اُن لوگوں نے اُن پر مصیبت نازل کی، اور مواشی کو ہنکاتے ہوئے نکلے
۴۵ تو بنی عقیل کے ایک سوار نے جس کا نام ربیعہ بن المنتفق بن عامر بن عقیل تھا اِن کو پالیا، وہ یہ شعر کہہ رہا تھا۔

اقسمت لا اطعن الا فارسا اذا الکماۃ لبسوا القوانسا

(میں نے قسم کھائی ہے کہ سوائے سوار کے کسی کو نیزہ نہ ماروں گا، جبکہ مسلح لوگ خود پہنیں گے)۔

ابو نفیع نے کہا کہ اے گروہ پیادہ آج کے دن تو تم لوگ بچ گئے (کیونکہ تم پیادہ ہو اور یہ سوار کے قتل کی قسم کھاتا ہے۔ اُس عقیلی نے بنی عبید بن رؤاس کے ایک شخص کو جس کا نام محرس بن عبداللہ بن عمرو بن عبید بن رؤاس تھا پالیا اُس کے بازو میں نیزہ مار کر اُسے بیکار کر دیا۔

محرس اپنے گھوڑے کی گردن سے لپٹ گئے اور کہا کہ اے رؤاس والو ربیعہ نے کہا کہ گھوڑوں کے رؤاس کو پکارتے ہو یا آدمیوں کے؟ عمرو بن مالک ربیعہ کی طرف پلٹ پڑے، انھوں نے نیزہ مار کر اُسے قتل کر دیا۔

ابی نفیع نے کہا کہ ہم لوگ مواشی کو ہنکاتے ہوئے نکلے بنی عُقیل ہماری تلاش میں آگئے یہاں تک کہ ہم لوگ تُرَبہ پہنچ گئے وادی تربہ نے ہمارے اور ان کے درمیان سلسلہ منقطع کر دیا، بنی عقیل ہماری طرف دیکھ رہے تھے اور کوئی چیز پا نہ سکتے تھے ہم لوگ چلدیئے۔

عمرو بن مالک نے کہا کہ میں حیران تھا کہ ایک خون کر دیا حالانکہ میں اسلام لا یا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ گردن سے

باندھ لیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے سے نکلا، آپ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو فرمایا کہ اگر یہ (عمرو بن مالک) میرے پاس آئیں گے تو میں طوق کے اوپر ضرور مارونگا۔
میں نے اپنا ہاتھ کھول دیا، آپ کے پاس حاضر ہوا اور سلام کیا، آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا، میں داہنی طرف سے آیا تو دوبارہ منہ پھیر لیا، بائیں طرف سے آیا تب بھی مجھ سے منہ پھیر لیا آخر روئے مبارک کی جانب سے آپ کے پاس آیا اور عرض کی: یارسول اللہ پروردگار کو راضی کیا جاتا ہے تو وہ راضی ہو جاتا ہے، خدا آپ سے راضی ہو آپ بھی مجھ سے راضی ہو جائیے۔
فرمایا کہ میں تم سے راضی ہو گیا۔

(۱۲) وفد عقیل بن کعب

بنی عقیل کے ایک شخص نے اپنی قوم کے شیوخ سے روایت کی کہ ہم بنی عقیل میں سے ربیع بن معاویہ بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل و مُطرّف بن عبداللہ بن الاعلم بن عمرو ابن ربیعہ بن عقیل وانس بن قیس بن المنتفق بن عامر بن عقیل بطور وفد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان لوگوں نے بیعت کی اور اسلام لائے، اپنی قوم کے پسماندہ لوگوں کی طرف سے بھی بیعت لی۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو (مقام) عقیق بنی عقیل عطا فرمایا۔
یہ ایک زمین تھی جس میں چشمے اور کھجور کے باغ تھے، اس کے متعلق ان لوگوں کے لئے سرخ چمڑے پر ایک فرمان تحریر فرما دیا جس کا مضمون یہ تھا۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ سند ہے جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ربیع و مطرف وانس کو عطا فرمائی ہے آپ نے ان لوگوں کو اس وقت تک کے لئے عقیق عطا فرمایا ہے جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں، زکوٰۃ ادا کرتے رہیں، اطاعت وفرماں برداری کرتے رہیں۔
آپ نے ان کو کسی مسلمان کا کوئی حق نہیں دیا۔ یہ فرمان مطرف کے قبضے میں تھا۔

لقیط بن عامر بن المنتفق بن عامر بن عقیل جو رزین کے والد تھے بطور وفد آپ کی
۴۶ خدمت میں آئے، آپ نے انھیں ایک پانی (کا مقام) جس کا نام نظیم تھا
عطا فرمایا، انھوں نے آپ سے اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی۔

آپ کی خدمت میں ابو حرب بن خویلد بن عامر بن عقیل آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں قرآن پڑھکر سنایا ان کے سامنے اسلام پیش کیا، انھوں نے عرض کی بیشک آپ اللہ سے ملے ہیں یا اس سے ملے ہیں جو اللہ سے ملا ہے بیشک آپ ایسی بات فرماتے ہیں جس کے برابر اچھی بات ہم نہیں جانتے، لیکن میں اس دین پر جس کی آپ مجھے دعوت دیتے ہیں اور اس دین پر جس پر میں (پہلے سے) ہوں اپنے یہ تیر گھماؤں گا (یعنی قرعہ ڈالوں گا)۔

انھوں نے تیروں کو گھمایا تو کفر کا تیر ان کے خلاف نکلا دوبارہ سہ بارہ بھی ان کے خلاف نکلا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یہ تو اسی کو قبول کرتا ہے جو آپ کی رائے ہے۔

وہ اپنے بھائی عقال بن خویلد کے پاس گئے اُن سے کہا کہ تمھاری خیر کم ہے، کیا تمھیں محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دلچسپی ہے جو دین اسلام کی دعوت دیتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں انھوں نے میرے اسلام لانے پر مجھے موضع عقیق عطا فرمادیا ہے۔

عقال نے جواب دیا کہ واللہ میں تمھیں اس سے زیادہ زمین دوں گا جتنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمھیں دیتے ہیں، وہ (ابو حرب) اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے نیزہ لیکر اسفل عقیق کو گئے، اس کا حصہ اسفل مع اُس چشمے کے جو اُس میں تھا لے لیا،

عقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپ نے ان کے سامنے بھی اسلام پیش کیا اور فرمایا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہبیرہ بن النفاضہ موضع لبان کے دونوں پہاڑیوں کی لڑائی کے دن بہت اچھے سوار تھے، آپ نے پھر فرمایا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خالص (دودھ یا شراب)

جھاگ اور پھین کے نیچے ہوتی ہے۔ آپ نے سہ بارہ اُن سے فرمایا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو، اُنھوں نے شہادت دی اور اسلام لے آئے۔

اہل علم نے کہا کہ حصین بن المُعلّی بن ربیعہ بن عُقیل اور ذوالجوشن بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں اسلام لائے۔

(۱۳) وفد جعدہ

بنی عُقیل کے ایک شخص سے مروی ہے کہ الرقاد بن عمرو بن ربیعہ بن جعدہ ابن کعب بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مقام) فلج میں اُنھیں ایک جائداد عطا فرمائی اور ایک فرمان تحریر فرما دیا جو اُن لوگوں کے پاس ہے۔

(۱۴) وفد قشیر بن کعب

علی بن محمد القرشی سے مروی ہے کہ بنی قشیر کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں ثور بن عروہ بن عبد اللہ بن سلمہ بن قشیر بھی تھے، یہ اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک قطعہ زمین کا عطا فرمایا اور ایک فرمان تحریر فرما دیا، اس وفد میں حَیدہ بن معاویہ بن قشیر بھی تھے۔
یہ واقعہ حجۃ الوداع سے پہلے اور غزوۂ حنین کے بعد ہوا، اس وفد میں ۴۷
قرہ بن ہبیرہ بن سلمۃ الخیر بن قشیر بھی تھے۔ اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں (بھی کچھ) عطا فرمایا، ایک چادر اڑھائی، اور حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے محصل زکوٰۃ بن جائیں

قُرہ جب واپس ہوئے تو انھوں نے یہ اشعار کہے ؎

حبا ہا رسول اللہ اذ نزلت بہ   وامکنہا من نائل غیر منفد

(وفد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہوا تو آپ نے یہ عنایت کی کہ وفد کو ایسا فیض بخشا جو کبھی ختم ہونے والا نہیں)۔

فاضحت بروض الخضر وہی حثیثۃ   وقد انجحت حاجاتہا من محمدؐ

(وفد کی جماعت جو بہت گرم رو تھی سرسبز مرغزار میں ٹھہر گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف و کرم سے اس کی حاجتیں پوری ہو گئیں۔

علیہا فتیً لا یردف الذم رحلہ   نزوك لامر العاجز المتردد

(اس جماعت کا سرگروہ وہ جوان ہے کہ اس کے کجاوے کے ساتھ عیب کا گزر نہیں، جو لوگ عاجز و مذبذب ہیں ان کے معاملات کو وہی درست کرتا ہے)

(۱۵) وفد بنی البکّاء

جعد بن عبداللہ بن عامر البکّائی نے جو بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھے اپنے والد سے روایت کی کہ سنہ ۹ھ میں بنی البکاء کے تین آدمی کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جن میں معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء تھے جو اس زمانے میں سو برس کے تھے، ان کے ہمراہ ان کے ایک بیٹے بھی تھے جن کا نام بشر تھا، اور فجیع بن عبداللہ بن جُندح بن البکاء تھے، ان لوگوں کے ہمراہ عبد عمرو البکائی بھی تھے جو بہرے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ٹھیرانے اور مہمان رکھنے کا حکم دیا، ان کو انعامات عطا فرمائے اور یہ لوگ اپنی قوم میں واپس گئے، معاویہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں آپ کے مس (چھونے) سے

برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں، میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور میرا یہ لڑکا میرے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ لہٰذا اس کے چہرے پر (دست مبارک سے) مسح فرما دیجئے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر بن معاویہ کے چہرے پر دست مبارک پھیر دیا، انھیں سفید رنگ کی بھیڑیں عطا فرمائیں، اور برکت کی دعا دی۔

جعد (راوی) نے کہا کہ اکثر بنی البکاء پر قحط سالی کی مصیبت آئی مگر ان لوگوں پر نہیں آئی،

محمد بن بشر بن معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء نے اشعار ذیل کہے ہیں،

وابی الذی مسح الرسول برأسه ؛ ودعا له بالخیر والبرکات

میرے باپ وہ ہیں جن کے سر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک پھیرا ہے اور ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی ہے۔

اعطاه احمد اذ اتاه اعنزاً عفراً نواجل لیس باللجبات

میرے والد کو جب وہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے چند سفید اچھی نسل والی بھیڑیں عطا فرمائیں جو کم دودھ والی نہ تھیں۔

یملأن وفد الحی کل عشیة ویعود ذاک الملأ بالغدوات

جو ہر شب کو قبیلے کے وفد کو (دودھ سے) بھر دیتی تھیں، اور یہ بھرنا پھر صبح کو دوبارہ بھی ہوتا تھا۔

بورکن من منح وبورک مانحا وعلیه منی ما حییت صلاتی

جو عطا کی وجہ سے بابرکت تھیں۔ اور عطا کرنے والے بھی بابرکت تھے، اور جب تک میں زندہ رہوں میری طرف سے آپ پر میرا درود پہنچتا رہے۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجیع کے لئے ایک فرمان تحریر فرمایا۔ کہ "محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

کی جانب سے فجیع اور ان کے تابعین کے لئے ؛ جو اسلام لائے، نماز قایم کرے، زکوٰۃ دے، اللہ و رسول کی اطاعت کرے، مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس دے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی مدد کرے، اپنے اسلام پر گواہی دے اور مشرکین کو چھوڑ دے تو وہ اللہ عزوجل و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امان میں ہے۔"

۴۸ ہشام نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد عمرو الاصم کا نام عبدالرحمٰن رکھا، ان کے لئے اُس پانی (یعنی کنویں کی معافی) کے لئے جس کا نام ذی القصہ تھا تحریر فرما دیا، عبدالرحمٰن اصحاب صُفّہ میں سے تھے۔

(۱۶) وفد کنانہ

ابو قلابہ وغیرہ سے مروی ہے کہ واثلہ بن الاسقع اللیثی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطور وفد آئے یہ ایسے وقت مدینے آئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی تیاری فرما رہے تھے، چنانچہ انھوں نے آپ کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھی۔

آپ نے فرمایا کہ تم کون ہو، تمھیں کیا چیز لائی ہے اور تمہاری حاجت کیا ہے؟ انھوں نے آپ کو اپنا نسب بتایا اور کہا کہ میں اس لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ اللہ و رسول پر ایمان لاؤں۔ لہٰذا میں جو پسند کروں اور جو ناپسند کروں سب پر مجھ سے بیعت لے لیجئے، آپ نے اُن سے بیعت لے لی۔

وہ اپنے اعزہ میں واپس گئے، اُنھیں خبر دی تو اُن کے والد نے کہا کہ بخدا میں تم سے کبھی کوئی بات نہ کروں گا، بہن نے گفتگو سنی تو وہ اسلام لے آئیں اور ان کا سامان سفر درست کر دیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کو روانہ ہوئے کہ معلوم ہوا آپ تبوک جا چکے،

اُنھوں نے کہا کہ ہے کوئی جو مجھے باری باری سوار کرے اور میرا مال غنیمت کا حصہ اُسی کا ہو؟ کعب بن عجرہ نے سوار کر لیا یہاں تک کہ

انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تبوک حاضر ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خالد بن الولید کے ہمراہ اکیدر کی جانب بھیجدیا، مال غنیمت حاصل ہوا تو اپنا حصہ کعب بن عجرہ کے پاس لائے لیکن انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا اور انھیں کے لیے جائز کردیا، یہ کہکر کہ میں نے تو محض اللہ کے لئے تمھیں سواری دی تھی۔

اہل علم نے کہا کہ وفد بنی عبد بن عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جو مشتمل بر حارث بن اہبان، عویمر بن الاخرم، حبیب بن ملة، ربیعہ بن ملة تھا، ان کے ہمراہ قوم کی ایک جماعت بھی تھی۔

ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم لوگ ساکن حرم واہل حرم ہیں، جو لوگ اس میں ہیں ان میں سب سے زیادہ طاقتور ہیں، ہم آپ سے جنگ کرنا نہیں چاہتے، اگر آپ غیر قریش سے جنگ کریں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ (ہوکر) جنگ کریں گے۔ لیکن ہم قریش سے جنگ نکریں گے، ہم لوگ بیشک آپ سے اور آپ کے خاندان سے محبت کرتے ہیں، اگر غلطی سے ہم میں سے کسی کا آپ سے خون ہو جائے تو اس کا خون بہا آپ کے ذمے ہوگا اور اگر غلطی سے آپ کے اصحاب میں سے کسی کا ہم سے خون ہو جائے تو اس کا خون بہا ہمارے ذمے ہوگا، آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

پھر وہ لوگ اسلام لے آئے۔

(۱۷) وفد اشجع

اہل علم نے کہا کہ قبیلۂ اشجع کے لوگ غزوۂ خندق والے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، وہ سو آدمی تھے جن کے رئیس مسعود بن ۴۹
رخیلہ تھے، یہ لوگ (محلۂ) شعب سلع میں اترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان کے پاس تشریف لے گئے، آپ نے اُن کے لئے کھجوروں کا حکم دیا،
اُن لوگوں نے عرض کیا: یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اپنی قوم میں سے
کسی کو نہیں جانتے جس کا مکان ہم سے زیادہ آپ سے قریب ہو اور جس کی تعداد
ہم سے زیادہ قلیل ہو، ہم لوگ آپ کی اور آپ کی قوم کی جنگ سے تنگ آگئے ہیں
لہذا آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں کہ صلح کریں، آپ نے اُن سے صلح کرلی۔

کہا جاتا ہے کہ اشجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی قریظہ سے فارغ
ہونے کے بعد آئے وہ سات سو آدمی تھے، آپ نے اُن سے صلح کرلی۔ اس کے
بعد وہ اسلام لے آئے۔

(۱۸) وفد باہلہ

اہل علم نے کہا کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں مُطَرِّف بن الکاہن الباہلی اپنی قوم کے قاصد بنکر آئے اور اسلام لائے اپنی
قوم کے لئے امن حاصل کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے ایک
فرمان تحریر فرمادیا جس میں صدقات کے فرائض تھے۔

اس کے بعد نہشل بن مالک الوائلی جو قبیلۂ باہلہ سے تھے اپنی قوم کے
قاصد بنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اور اُن کی قوم کے مسلمین کے لئے ایک
فرمان تحریر فرمادیا جس میں شرائع اسلام تھے۔
اسے عثمانؓ بن عفان نے لکھا تھا۔

(۱۹) وفد سلیم

اہل علم نے کہا کہ بنی سلیم کے ایک شخص جن کا نام قیس بن نُسَیبہ تھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کا کلام سنا، چند باتیں دریافت کیں،

آپ نے اُنھیں جواب دیا اور اُنھوں نے ان سب کو حفظ کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں اسلام کی دعوت دی تو وہ اسلام لے آئے، اپنی قوم بنی سلیم کی جانب واپس گئے اور کہا کہ میں نے روم کا ترجمہ (سیرت) فارس کا غیر مفہوم کلام، عرب کے اشعار، کاہن کی پیشینگوئی اور قبیلۂ حمیر کے مقرر کی تقریر سُنی، مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام ان میں سے کسی کے بھی مشابہ نہیں۔ لہٰذا تم لوگ میری پیروی کرو اور آنحضرت سے اپنا حصہ لیلو۔

جب فتح مکہ کا سال ہوا تو بنی سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہوئے، آپ سے قدید میں ملے، یہ سات سو آدمی تھے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک ہزار تھے، جن میں عباس بن مرداس، انس بن عباس بن رِعل، راشد بن عبد ربہ بھی تھے، یہ سب لوگ اسلام لائے۔ اور عرض کی: آپ ہم لوگوں کو اپنے مقدمۃ الجیش میں کر دیجئے، ہمارا جھنڈا سُرخ رکھئے اور ہمارا شعار "مقدم" مقرر فرمائیے۔ آپ نے ان کے ساتھ یہی کیا۔

وہ لوگ آپ کے ساتھ فتح مکہ وحنین وطائف میں حاضر ہوئے آپ نے راشد بن عبد ربہ کو (مقام) رہاط عطا فرمایا، اس میں ایک چشمہ تھا جس کا نام عین الرسول تھا،

راشد بنی سلیم کے بت کے مجاور تھے، ایک روز دو لومڑیوں کو اس پر پیشاب کرتے دیکھ کر یہ شعر کہا۔

اربٌ یبول الثعلبان برأسه لقد ذل من بالت علیه الثعالب

(کیا وہ رب ہو سکتا ہے جس کے سر پر لومڑیاں موتتی ہوں، بیشک وہ ذلیل ہے جس پر لومڑیاں موتیں)

اُنھوں نے اس پر حملہ کیا اور اُسے پارہ پارہ کر دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے نام پوچھا۔ اُنھوں نے کہا کہ غاوی بن عبد العزی۔ فرمایا کہ تم راشد بن عبد ربہ ہو۔ (غاوی کے معنی گمراہ اور راشد کے معنی ہدایت یافتہ ہیں)

وہ اسلام لائے، ان کا اسلام خالص تھا، فتح مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ۵۰
ہمراہ حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرب کے دیہات میں

سب سے بہتر خیبر ہے اور بنی سلیم میں سب سے بہتر راشد ہیں، آپ نے انھیں اپنی قوم کا علم بردار بنایا۔

بنی سلیم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ہم میں سے ایک شخص، جن کا نام قدر بن عمار تھا بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اسلام لائے اور عہد کیا کہ اپنی قوم کے ایک ہزار شہسواروں کو آپ کی خدمت میں لائیں گے، اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

شددت یمینی اذ اتیت محمدا بخیر ید شدت بحجزۃ مُزد

(میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہوا تو اپنے داہنے ہاتھ کو ایک بہترین ہاتھ سے وابستہ کرلیا)

وذاک امرؤ قاسمتہ نصف دینہ واعطیتہ الف امرئٍ غیر اعسر

(وہ ایسے ہیں کہ میں نے تقسیم کر کے اپنا آدھا دین ان کو دیدیا، اور ایسے شخص کی الفت و محبت ان کو پیش کی جو تنگدست نہیں ہے)

قوم کے پاس آئے، اس واقعے کی خبر کی تو ان کے ہمراہ نو سو آدمی روانہ ہوئے۔ سو آدمی قبیلے میں چھوڑ دیئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان لوگوں کو لیچلے، انھیں موت آگئی۔

قوم کے تین آدمیوں کو وصیت کی۔ ایک عباس بن مرداس کو اور انھیں تین سو پر امیر بنایا، دوسرے جبار بن الحکم کو اور یہی فرار الشریدی تھے، ان کو بھی تین سو پر امیر بنایا، تیسرے اخنس بن یزید کو، ان کو بھی تین سو پر امیر بنایا،

ان لوگوں سے کہا کہ آنحضرتؐ کے پاس جاؤ، تاکہ وہ عہد پورا ہو جو میری گردن پر ہے، پھر ان کی وفات ہوگئی۔

یہ لوگ روانہ ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ وہ خوبصورت، بہت بولنے والا سچا مومن کہاں ہے۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ انھیں اللہ نے دعوت دی تو اس کو انھوں نے قبول کرلیا،

ان لوگوں نے آپ کو واقعہ بتایا، آپ نے فرمایا کہ وہ ہزار کے بقیہ کہاں ہیں جن کا اُنھوں نے مجھ سے عہد کیا تھا، لوگوں نے عرض کی کہ اُس جنگ کے خوف سے جو ہمارے اور بنی کنانہ کے درمیان ہے سو آدمیوں کو قبیلے میں چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اُن کو بھی بلا بھیجو کیونکہ اس سال تمھیں کوئی ناگوار حادثہ پیش نہیں آئے گا۔

ان لوگوں نے اُنھیں بھی بلا بھیجا، جو (مقام) ہَدہ میں آپ کے پاس آگئے، یہ وہی سو آدمی تھے جن پر مُنقّع بن مالک بن امیہ بن عبد العزی بن عَمَل بن کعب بن الحارث ابن بہثہ بن سُلیم امیر تھے۔

جب ان لوگوں نے لشکر کا شور سنا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ حاضر کر دیے گئے، آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تمھارے نفع کے لئے نہ کہ تمھارے ضرر کے لئے، یہ (قبیلہ) سلیم بن منصور ہے جو آیا ہے، یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ و حنین میں حاضر ہوئے۔

مقنع ہی کے لئے امیر لشکر عباس بن مرداس نے یہ شعر کہا ہے۔

القائد المائة التی وفّیٰ بھا — تسع المئین فتم الف اقرع

(اُن سو آدمیوں کے امیر لشکر جن سے اُنھوں نے نو سو کو پورا کر دیا اور وہ مکمل سخت و بہادر ہزار ہو گئے)

(۲۰) وفد ہلال بن عامر

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بنی ہلال کی ایک جماعت حاضر ہوئی جن میں عبد عوف بن اصرم بن عمرو بن شُعیبۃ بن الہُزم بھی تھے جو قبیلۂ رُوَیبہ سے تھے، آپ نے نام دریافت فرمایا تو اُنھوں نے بتایا۔ آپ نے فرمایا کہ تم عبد اللہ ہو اُن کی اولاد میں سے ایک شخص نے یہ شعر کہا ہے۔

۵۱ جدی الذی اختارت ھوازن کلھا — الی النبی عبد عوف وافدا

(وہ میرے ہی دادا ہیں جن کو تمام قبیلۂ ہوازن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور وفد بھیجنے کے لئے منتخب کیا)۔

ان میں سے قبیصہ بن المخارق نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ میں نے (ادائے قرض میں) اپنی قوم کی ضمانت کی ہے لہٰذا اس میں میری مدد فرما دیجئے۔ فرمایا: جب صدقات آئیں گے تو اس میں سے تمہیں دیا جائے گا۔

اشیاخ بنی عامر سے مروی ہے کہ زیاد بن عبد اللہ بن مالک بن بجیر بن الہزم ابن رویبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے جب وہ مدینۂ شریفہ میں داخل ہوئے تو میمونہ بنت الحارث زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر چلے گئے جو زیاد کی خالہ تھیں جن کی والدہ غرہ بنت الحارث تھیں اور وہ اُس زمانے میں جوان تھے۔

اُسی حالت میں کہ وہ میمونہ کے پاس تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوکر واپس تشریف لے گئے، میمونہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تو میرے بھانجے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے آئے، آپ مسجد کو تشریف لے گئے، ہمراہ زیاد بھی تھے، نماز ظہر پڑھی، زیاد کو نزدیک کیا اور ان کے لئے دعا فرمائی، اپنا ہاتھ اُن کے سر پر رکھا پھر اُن کی ناک کے کنارے تک اُتارا۔

بنی ہلال کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ برابر زیاد کے چہرے پر برکت مشاہدہ کرتے تھے، ایک شاعر نے علی بن زیاد کے لئے کہا ہے۔

یا ابن الذی مسح النبی برأسه — ودعا له بالخیر عند المسجد

اے اُس شخص کے بیٹے جس کے سر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا اور مسجد میں اُس کے لئے دعائے خیر فرمائی

اعنی زیادا لا ارید سواءه — من غائر او متهم او منجد

(میری مراد زیاد سے ہے، ان کے علاوہ اور کوئی مراد نہیں، چاہے وہ غور کا ہو یا تہامہ کا یا نجد کا)

مازال ذالك النور فی عرنینه حتی تبوّأ بیته فی الملحد

(یہ نور ان کے بشرے میں چمکتا رہا یہاں تک کہ خانہ نشین ہو کے آخر قبر میں چلے گئے)

(۲۱) وفد عامر بن صعصعہ

اہل علم نے کہا کہ عامر بن الطفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب و اربد بن ربیعہ بن مالک بن جعفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، عامر نے کہا، یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں اسلام لاؤں تو میرے کیا حقوق ہوں گے، آپ نے فرمایا کہ تمھارے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور تم پر وہی امور لازم ہوں گے جو مسلمانوں پر لازم ہیں۔

انھوں نے کہا کہ کیا آپ اپنے بعد خلافت میرے لئے کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خلافت نہ تمھارے لئے ہوگی نہ تمھاری قوم کے لئے، عرض کی اچھا تو کیا آپ یہ کرتے ہیں کہ دیہات میرے لئے ہوں اور شہر آپ کے لئے، آپ نے فرمایا نہیں لیکن میں گھوڑوں کی باگیں تمھارے لئے کردوں گا کیونکہ تم شہ سوار ہو۔ اس نے کہا کہ کیا مجھے یہ طاقت نہیں ہے کہ میں پیادہ و سوار لشکر سے آپ پر عافیت تنگ کردوں۔ پھر یہ دونوں واپس گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ ان دونوں سے مجھے کفایت کر اے اللہ بنی عامر کو ہدایت کر اور اے اللہ اسلام کو عامر بن الطفیل سے بے نیاز کر۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے عامر کی گردن پر ایک بیماری مسلط کر دی جس سے اس کی زبان اس کے حلق میں بکری کے تھن کی طرح سوج کر لٹک پڑی وہ بنی سلول کی ایک عورت کے گھر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ گھینگا بیل کے کوہان کی طرح کا ہے اور سلولیہ کے گھر میں موت ہے، اربد پر اللہ نے ایک بجلی بھیجی جس نے اسے قتل کر دیا، اس پر لبید بن ربیعہ رو دئیے۔

۵۲ اس وفد میں مطرف کے والد عبداللہ الشخیر بھی تھے اُنھوں نے عرض کیا،
یارسول اللہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم پر مہربان و کرم فرما ہیں، آپ نے فرمایا کہ سردار
تو اللہ ہی ہے۔ شیطان تم کو بہکا نہ دے۔

اہل علم نے کہا کہ علقمہ بن عُلاثہ بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب، ہوذہ بن
خالد بن ربیعہ اور ان کے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے عمرؓ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اُن سے فرمایا کہ علقمہ کے لئے جگہ کر دو، انہوں نے علقمہ کے لئے جگہ کردی اور وہ آنحضرت
کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرائع اسلام بیان فرمائے قرآن پڑھکر سنایا،
تو اُنھوں نے عرض کیا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک آپ کا رب کریم ہے اور میں
آپ پر ایمان لاتا ہوں، میں عکرمہ بن خصفہ برادر قیس کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں،
ہوذہ، ان کے بیٹے اور بھتیجے بھی اسلام لائے اور ہوذہ نے بھی عکرمہ کی طرف
سے بیعت کی۔

عون بن ابی جُحَیفہ السُوائی نے اپنے والد سے روایت کی کہ وفد بنی عامر آیا،
اُن لوگوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عریضہ بھی تھا۔ ہم لوگوں
نے آنحضرت کو (مقام) ابطح میں ایک سرخ خیمے میں پایا۔

آپ کو سلام کیا تو پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ ہم نے عرض کی کہ بنی عامر بن صعصعہ،
آپ نے فرمایا کہ تمھیں مرحبا۔ (انتم منی وانا منکم) تم میرے اور میں تمھارا ہوں،
نماز کا وقت آگیا تو بلال اُٹھے، اذاں کہی اور اذاں میں گھومنے لگے (تاکہ سب طرف
آواز جائے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ ایک برتن لائے جس میں
پانی تھا، آپ نے وضو کیا، زائد پانی بچ گیا، ہم لوگ آپ کے وضو سے بچے ہوئے
پانی سے وضو کرنے کی کوشش کرنے لگے، بلال نے اقامت کہی، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی، عصر کا وقت آگیا تو بلال اُٹھے
اور اذاں کہی، اذاں میں گھومنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی،

(۲۲) وفد ثقیف

عبد اللہ بن ابی یحییٰ الاسلمی سے مروی ہے کہ عروہ بن مسعود و غیلان بن سلمہ طائف کے محاصرے میں موجود نہ تھے، یہ دونوں جُرش میں سنگ اندازی، قلعے کی نقب زنی، گوپھن وغیرہ آلات حرب کی صنعت سیکھ رہے تھے۔

یہ دونوں اُس وقت آئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہو چکے تھے، ان لوگوں نے آلات سنگ اندازی، نقب زنی و منجنیق (گوپھن) نصب کئے اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

اللہ نے عروہ کے قلب میں اسلام ڈالدیا، انھیں اُس حالت سے بدل دیا جس پر وہ تھے، وہ نکلکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کے پاس جانے کی اجازت چاہی کہ اُنھیں بھی اسلام کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ تم سے جنگ کریں گے۔ عروہ نے کہا کہ میں اُن کے نزدیک ان کے اکلوتے بیٹوں سے زیادہ محبوب ہوں، پھر عروہ نے دوبارہ اور سہ بارہ آپ سے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو جاؤ۔

وہ نکلے، اور پانچ دن طائف کی طرف چلے پھر عشاء کے وقت آئے اور اپنے مکان میں گئے، اُن کی قوم آئی اور شرک ۵۴ کا سلام کیا، عروہ نے کہا کہ تمھیں اہل جنت کا سلام اختیار کرنا چاہئے جو "السلام" ہے، ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ تو وہ لوگ نکلکر اُن کے متعلق مشورہ کرنے لگے۔

صبح ہوئی تو عروہ اپنی کھڑکی (کے بالاخانے) پر آئے اور اذان کہی، ثقیف ہر طرف سے نکل پڑے، بنی مالک کے ایک شخص نے جس کا نام اوس بن عوف تھا عروہ کو تیر مارا جو اُن کی رگ ہفت اندام پر (جو کلائی میں ہوتی ہے اور اسی میں فصد کھولی جاتی ہے) لگا، اُن کا خون بند نہوا۔

غیلان بن سلمہ و کنانہ بن عبدیالیل و حکم بن عمرو بن وہب اور حلفاء کے معززین اُٹھ کھڑے ہوئے، اُنھوں نے ہتھیار پہن لیئے اور سب کے سب (انتقام کے لئے) جمع ہو گئے۔

عروہ نے یہ کیفیت دیکھی تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے اپنا خون، خون کرنے والے کو معاف کر دیا تاکہ اس کے ذریعے سے میں تمھارے درمیان صلح کرا دوں، یہ تو ایک بزرگی ہے جس کے سبب سے اللہ نے میرا اکرام کیا، اور شہادت ہے جس کو اللہ نے میرے پاس بھیجدیا مجھے اُن شہداء کے ساتھ دفن کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شہید ہوئے،

اُن کی وفات ہو گئی تو لوگوں نے ان کو اُنھیں شہداء کے ساتھ دفن کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان کی مثال صاحب یاسین کی سی ہے جنھوں نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تو ان لوگوں نے اُنھیں قتل کر دیا۔

ابوالملیح بن عروہ و قارب بن الاسود بن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور اسلام لے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن عوف کو پوچھا تو ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم نے اُنھیں طائف میں چھوڑا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اُنھیں خبر دو کہ وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئیں تو میں اُن کے اعزہ و مال اُنھیں واپس کر دونگا اور مزید سو اونٹ دونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے اُنھیں یہ سب عطا فرمایا اُنھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ثقیف کے لئے تو میں کافی ہوں، میں ان کے مویشی لوٹتا رہوں گا تاوقتیکہ وہ مسلمان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر نہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں ان کی قوم کے مسلمین اور قبائل پر عامل بنا دیا، وہ ثقیف کے مواشی کو لوٹتے اور لوگوں سے جنگ کرتے رہے، جب ثقیف نے یہ حالت دیکھی تو وہ لوگ عبدیالیل کے پاس گئے اور باہم یہ مشورہ کیا کہ اپنی قوم سے چند آدمی بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کریں،

عبدیالیل اور اُن کے دو بیٹے کنانہ و ربیعہ اور شرحبیل بن غیلان بن سلمہ اور حکم بن عمرو بن وہب بن معتب و عثمان بن ابی العاص و اوس بن عوف و نمیر بن خرشہ

ابن ربیعہ نکلے اور ستر آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے، یہ چھ آدمی ان کے رئیس ہوئے،

بعض اہل علم نے کہا کہ یہ سب اُنیس آدمی تھے، یہی زیادہ ٹھیک ہے۔

مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں مسلمانوں کے ہمراہ ذی حرض میں تھا کہ اتفاق سے عثمان بن ابی العاص مجھ سے ملکر حالات دریافت کرنے لگے۔ جب میں نے (ثقیف کے) ان لوگوں کو دیکھا تو بہت تیزی سے نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی آمد کی بشارت دوں۔

میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور انھیں ان لوگوں کی آمد کی خبر دی، اُنھوں نے کہا کہ میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ تم مجھ سے پہلے ان لوگوں کی آمد کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دینا، وہ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی آمد سے مسرور ہوئے۔

اُن میں جو لوگ حلیف تھے وہ مغیرہ بن شعبہ کے پاس اترے، مغیرہ نے اُن لوگوں کا اکرام کیا، جو لوگ بنی مالک میں سے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے مسجد میں خیمہ نصب فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب کو بعد عشاء اُن لوگوں کے پاس تشریف لاتے تھے، اور ان کے پاس کھڑے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کبھی ایک قدم پر کھڑے ہوتے تھے اور کبھی دوسرے قدم پر، آپ قریش کی شکایت کرتے تھے اور اُس جنگ کا ذکر فرماتے تھے جو آپ کے اور قریش کے درمیان ہوئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فیصلے پر ثقیف سے صلح کر لی، ان لوگوں کو ۵۴
قرآن سکھایا گیا، ان پر عثمان بن ابی العاص کو عامل بنایا گیا۔ ثقیف نے لات وعزیٰ کے منہدم کرنے سے معافی چاہی آپ نے انھیں معاف فرما دیا۔

مغیرہ نے کہا کہ میں نے ان کو منہدم کیا، یہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔

مغیرہ نے کہا کہ میں عرب کے کسی خاندان یا قبیلے کی کسی قوم کو نہیں جانتا جن کا اسلام ان لوگوں سے زیادہ صحیح ہوا اور جو اس سے بہت بعید ہوں کہ ان میں اللہ اور اس کی کتاب کے لئے کوئی دغا پائی جائے۔

وفود قبیلۂ ربیعہ

(۲۲۳) وفد عبدالقیس

عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بحرین کو تحریر فرمایا کہ اُن میں سے بیس آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، بیس آدمی حاضر ہوئے جن کے رئیس عبداللہ بن عوف الاشج تھے؛ ان لوگوں میں جارود اور اشج کے بھانجے مُنقِذ بن حیّان بھی تھے ان کی آمد فتح مکہ والے سال ہوئی۔

عرض کیا گیا کہ یہ عبدالقیس کا وفد ہے، آپ نے فرمایا کہ ان کو مرحبا ہے، عبدالقیس بھی کیسی اچھی قوم ہے۔

جس شب کو یہ لوگ آئے اُس کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُفق کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ضرور ضرور مشرقین کی ایک جماعت آئے گی جن کو اسلام پر مجبور نہیں کیا گیا ہے جنھوں نے اونٹوں کو (چلاتے چلاتے تھکا کر) دبلا کر دیا ہے اور زادراہ کو ختم کر دیا ہے، اُن کے ہمراہی میں ایک علامت بھی ہے؛ اے اللہ عبدالقیس کی مغفرت کر جو میرے پاس مال مانگنے نہیں آئے ہیں، جو اہل مشرق میں سب سے بہتر ہیں۔

یہ لوگ اپنے کپڑوں میں آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے، ان لوگوں نے آپ کو سلام کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم میں عبداللہ الاشج کون ہیں۔ عبداللہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں ہوں، وہ کریہ منظر (بدشکل) آدمی تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف دیکھکر فرمایا کہ انسان کی کھال کی مشک نہیں بنائی جاتی، البتہ آدمی کی دو سب سے چھوٹی چیزوں کی

حاجت ہوتی ہے، ایک اُس کی زبان اور ایک اُس کا دل۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے عبداللہ) تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ پسند کرتا ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ وہ کونسی، آپ نے فرمایا کہ حلم اور وقار، انھوں نے عرض کیا کہ یہ چیز پیدا ہو گئی ہے یا میری خلقت اسی پر ہوئی ہے، آپ نے فرمایا کہ تمھاری خلقت اسی پر ہوئی ہے۔
جارود نصرانی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اسلام کی دعوت دی، وہ اسلام لے آئے اور ان کا اسلام اچھا تھا۔
آپ نے وفد عبدالقیس کو رملہ بنت الحارث کے مکان پر ٹھیرایا ان لوگوں کی مہمانداری فرمائی، یہ لوگ دس روز مقیم رہے، عبداللہ الاشج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فقہ و قرآن دریافت کیا کرتے تھے۔
آپ نے ان لوگوں کے لئے انعامات کا حکم دیا، عبداللہ الاشج کو سب سے زیادہ دلایا۔ انھیں ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی، اور منقذ بن حیان کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔

(۲۴) وفد بکر بن وائل ۵۵

اہل علم نے کہا کہ بکر بن وائل کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، ان میں سے ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ کیا آپ قس بن ساعدہ کو پہچانتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تم میں سے نہیں ہے۔ یہ تو قبیلۂ ایاد کا ایک شخص ہے جو زمانۂ جاہلیت میں حنفی (یعنی پیرو دین ابراہیمؑ) بن گیا، اس وقت عکاظ پہنچا کہ لوگ جمع تھے، وہ ان لوگوں سے وہ باتیں کرنے لگا جو اُس سے یاد کر لی گئی ہیں۔
اس وفد میں بشیر بن الخصاصیہ و عبداللہ بن مرثد و حسان بن حوط بھی تھے، حسان کی اولاد میں سے کسی نے یہ شعر کہا ہے۔

انا ابن حسان بن حوط وابی رسول بکر کلها الی النبیؐ

(میں حسان بن حوط کا بیٹا ہوں، میرے والد تمام قبیلۂ بکر کی طرف سے قاصد بنکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تھے)۔

انھیں لوگوں کے ہمراہ عبداللہ بن اسود بن شہاب بن عوف بن عمرو بن الحارث بن سدوس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے یہ یمامہ میں رہا کرتے تھے، وہاں جو مال تھا اُسے فروخت کر کے ہجرت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کا ایک توشہ دان لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔

(۲۵) وفد تغلب

یعقوب بن زید بن طلحہ سے مروی ہے کہ بنی تغلب کے سولہ مسلمانوں کا اور نصاریٰ کا جو سونے کی صلیبیں پہنے ہوئے تھے ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان میں اُترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ آپ انھیں نصرانیت پر رہنے دیں گے اور وہ لوگ اپنی اولاد کو نصرانیت میں نہ رنگیں گے، اُن میں سے مسلمانوں کو آپ نے انعامات عطا فرمائے۔

(۲۶) وفد حنیفہ

اہل علم نے کہا ہے کہ بنی حنیفہ کے اُنیس آدمیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ جن میں رحّال بن عُنفُوہ، سلمی بن حنظلہ السحیمی، طلق بن علی بن قیس

اور بنی شمر میں سے صرف حمران بن جابر، علی بن سنان، اقعس بن مسلمہ، زید بن عمرو، مسیلمہ
بن حبیب تھے، اس وفد کے رئیس سلمی بن حنظلہ تھے۔ ۵۶

یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان پر ٹھیرائے گئے اور مہمانداری کی گئی،
ان لوگوں کو دونوں وقت کھانا دیا جاتا تھا، کبھی گوشت روٹی کبھی دودھ روٹی
کبھی گھی روٹی، اور کبھی کھجور جو اُن کے لئے پھیلادی جاتی تھی،

یہ لوگ مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے
سلام کیا اور حق کی شہادت دی آتے ہوئے مسیلمہ کو اپنے کجاوے میں چھوڑ
گئے تھے، چند روز مقیم رہکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
آمد و رفت کرتے رہے، رحال ابن عنفوہ اُبی بن کعب سے قرآن کا درس لیتے رہے

واپسی کا جب ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے
ہر شخص کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی انعام دینے کا حکم دیا، ان لوگوں نے عرض کی
یارسول اللہ ہم نے اپنے ایک ساتھی کو کجاوے میں چھوڑ دیا ہے
جو نگرانی کرتا ہے، وہ ہماری ہمراہی میں ہے اور ہمارے اونٹوں کی حفاظت کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بھی اُتنے ہی انعام کا حکم دیا
جتنا اُس کے ساتھیوں کو دلایا تھا، اور فرمایا کہ وہ تمھارے اونٹ اور کجاوے کی نگرانی
کی وجہ سے تم میں سب سے بڑے درجے کا آدمی نہیں ہے، یہ بات مسیلمہ سے
کہی گئی تو اُس نے کہا کہ آنحضرتؐ سمجھ گئے کہ آپ کے بعد نبوت کا معاملہ میرے
سپرد ہوگا۔

لوگ یمامہ واپس گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پانی
کا ایک مشکیزہ عطا فرمایا جس میں آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی تھا اور فرمایا کہ جب تم
اپنے وطن جانا تو گرجا توڑ ڈالنا، اس کی جگہ کو اس پانی سے دھو ڈالنا
اور وہاں مسجد بنا دینا،

ان لوگوں نے یہی کیا، یہ مشکیزہ اقعس بن مسلمہ کے پاس رہا، طلق بن علی
مؤذن ہوئے، انھوں نے اذان کہی تو اس کو گرجا کے راہب نے سنا اور کہا کہ
حق کی دعوت ہے۔ اور بھاگ گیا، یہ اُس کا آخری زمانہ تھا۔

میسلمہ لعنۃ اللہ علیہ نے نبوت کا دعویٰ کیا، رحال بن عنفوہ نے شہادت دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شریک کار بنایا ہے، لوگ اس سے فتنے میں مبتلا ہوئے۔

(۲۷) وفد شیبان

عبداللہ بن حسان برادر بنی کعب سے جو بنی العنبر میں سے تھے مروی ہے کہ اُن سے اُن کی دونوں دادیوں صفیہ بنت عُلیبہ و دحیبہ بنت علیبہ نے قیلہ بنت مخرمہ کی حدیث بیان کی، یہ دونوں دادیاں قیلہ کی پروردہ تھیں۔ اور قیلہ صفیہ اور دحیبہ کے والد کی نانی تھیں۔ انھوں نے کہا کہ قیلہ حبیب بن ازہر برادر بنی جناب کے عقد میں تھیں، ان کے یہاں اُن سے لڑکیاں پیدا ہوئیں، ابتدائے اسلام میں حبیب بن ازہر کی وفات ہوگئی قیلہ سے ان کی لڑکیوں کو لڑکیوں کے چچا اثواب بن ازہر نے چھین لیا۔

قیلہ اول اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی تلاش میں نکلیں، ان لڑکیوں میں سے ایک لڑکی حُدیباء رونے لگی، اس لڑکی کو فرصہ نے لے لیا تھا، اس کے بدن پر سیاہ اون کا کمبل تھا، قیلہ اس لڑکی کو اپنے ہمراہ لے چلیں۔

جس وقت یہ دونوں اونٹ کو دوڑا رہی تھیں تو یکایک ایک خرگوش سوراخ سے نکلا، شریف حدیباء نے کہا اس بارے میں تمہارا ٹخنہ اثوب کے ٹخنے سے ہمیشہ بلند رہے گا (یعنی یہ تمہارے لئے فال نیک ہے) لومڑی نظر آئی تو اس پر بھی حدیباء نے کچھ کہا جس کو عبداللہ بن حسان بھول گئے، اس کے بارہ میں بھی حدیباء نے اسی طرح کہا جو خرگوش کے بارے میں کہا تھا۔ ۵۷

جس وقت یہ دونوں اونٹ کو بھگا رہی تھیں یکایک اونٹ بھڑکا اس پر لرزہ چڑھ گیا، حدیباء نے کہا کہ امانت کی قسم تجھ پر اثوب کے سحر کا اثر پڑ گیا، میں نے (یعنی قیلہ نے) گھبرا کر حدیباء سے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے، اونٹ نے کیا کیا۔ حدیباء نے کہا کہ اپنے کپڑوں کو الٹ لو، استر کا رخ ابرہ کی طرف کر لو شکم کو پشت کی طرف

پھر لو' اونٹ کے گدے کو پلٹ دو۔ پھر لڑکی نے اپنا کمبل اتارا' اُسے الٹ لیا اپنے شکم کو پشت کی طرف گھما دیا (یعنی رُخ بدلکر بیٹھ گئی۔)'

جب میں نے بھی وہی کیا جس کا مشورہ حدیباء نے دیا تھا تو اونٹ نے پیشاب کیا' پھر کھڑا ہو گیا' پیر پھیلائے اور پیشاب کیا' حدیباء نے کہا کہ اپنے سامان کو دوبارہ اپنے اوپر کر لو' میں نے کر لیا۔

ہم لوگ اونٹ کو دوڑاتے ہوئے روانہ ہوئے' اتفاق سے اثوب تیز چمکدار تلوار لئے ہوئے ہمارے پیچھے دوڑ رہا تھا' ہم نے مکانوں کی ایک گھنی صف کی پناہ لی' اس نے اونٹ کو ایک فرمانبردار اونٹ کی طرح درمیانی مکان کے چھجے تک پہنچا دیا' میں مکان کے اندر گھس چکی تھی'۔

اُس نے مجھے تلوار سے روک لیا' اُس کی دھار میری پیشانی کے ایک حصے پر لگی' اور کہا او لونڈی میری بھتیجی کو میرے آگے ڈالدے' میں نے لڑکی کو اس کے آگے پھینکدیا' خود نکلکر اپنی ایک بہن کے پاس چلی جس کی شادی بنی شیبان میں ہوئی تھی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تلاش کروں'

ایک شب کو بہن کے یہاں تھی' وہ مجھے سوتا ہوا سمجھتی تھی' یکایک اُس کے شوہر مجلس سے آئے اور کہا کہ تمھارے والد کی قسم میں نے قیلہ کے لئے ایک سچے آدمی کو پا لیا' میری بہن نے کہا کہ وہ کون ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ وہ حُریث ابن حسان الشیبانی ہیں جو صبح کو بکر بن وائل کے وفد کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جایا کرتے ہیں۔

میں اپنے اونٹ کے پاس گئی' ان دونوں کی گفتگو سن چکی تھی' اس پر کجاوہ کس دیا' حریث کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ دور نہیں ہیں اُن سے ہمراہ لے چلنے کی درخواست کی تو اُنھوں نے کہا کہ ہاں بسر و چشم۔

اونٹ طیار تھے میں ان صاحب صدق کے ہمراہ روانہ ہوئی' یہاں تک کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے' آپ لوگوں کو نماز صبح پڑھا رہے تھے' نماز اُس وقت شروع کی گئی تھی جب پو پھٹ گئی تھی اور ستارے آسمان میں جھلملا رہے تھے' لوگ رات کی تاریکی کی وجہ سے باہم پہچان نہ سکتے تھے۔

میں مردوں کی صف میں کھڑی ہوگئی، میں ایک ایسی عورت تھی جس کا زمانہ زمانۂ جاہلیت سے قریب تھا مجھ سے ایک مرد نے جو صف میں میرے متصل تھے کہا کہ تم عورت ہو یا مرد؟ میں نے کہا کہ عورت، انھوں نے کہا کہ تم نے تو مجھے فتنے میں ڈالدیا تھا، تم عورتوں کے ساتھ نماز پڑھو جو تمھارے پیچھے ہیں اتفاق سے حجروں کے پاس عورتوں کی صف قائم ہوگئی تھی جس کو میں نے داخل ہونے کے وقت نہیں دیکھا تھا کہ انھیں میں ہو جاتی، آفتاب نکل آیا تو میں نزدیک گئی، میں یہ کرنے لگی کہ جب کسی شخص کو ترو تازہ سرخ و سفید دیکھتی تو اس کی طرف نظر اٹھاتی تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے اوپر دیکھوں،

آفتاب بلند ہو چکا تھا کہ ایک شخص آئے انھوں نے کہا "السلام علیک یا رسول اللہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر پیوند دار دو پرانی چادریں تھیں جن سے زعفران کا رنگ دور کیا ہوا تھا، آپ کے پاس کھجور کی ایک چھڑی تھی جس کا چھلکا اترا ہوا تھا، اوپر کی چھال نہیں اتری تھی، آپ ہاتھ پاؤں سمیٹے ہوئے بیٹھے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نشست میں فروتنی و عاجزی کرتے دیکھا تو میں خوف سے کانپنے لگی، ہمنشین نے عرض کی یا رسول اللہ یہ مسکینہ کانپ رہی ہے، آپ نے مجھے دیکھا نہ تھا حالانکہ میں آپ کی پشت کے پاس تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسکینہ اطمینان سے رہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو اللہ نے جو رعب میرے قلب میں ڈالدیا تھا اسے دور کر دیا۔

میرے ہمراہی آگے بڑھے، انھوں نے اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے سب سے پہلے آپ سے بیعت کی، پھر عرض کی یا رسول اللہ (مقام) دہناء کے متعلق آپ ہمارے اور بنی تمیم کے درمیان یہ تحریر فرما دیجئے کہ ان لوگوں میں سے سوائے مسافر یا ہمسائے کے اور کوئی شخص اس مقام سے ہماری طرف نہ بڑھے فرمایا کہ اے لڑکے ان کو دہناء کے متعلق لکھ دو۔

جب میں نے دیکھا کہ آپ نے ان کے لئے حکم دیدیا کہ دہناء کے متعلق لکھدیا جائے تو مجھ سے نہ رہا گیا، یہ میرا وطن اور میرا مکان تھا۔ میں نے عرض کی یارسولؐ اللہ جب انھوں نے آپ سے یہ درخواست کی تو زمین کے متعلق انصاف نہیں کیا، یہی دہنا، آپ کے نزدیک بھی اونٹوں کے روکنے کی جگہ اور بکریوں کی چراگاہ ہے، بنی تمیم کی عورتیں اور ان کے بچے اس کے پیچھے ہیں،

فرمایا کہ اسے لڑکے ابھی رک جا (یعنی نہ لکھو) یہ مسکینہ سچ کہتی ہے، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، پانی اور درخت دونوں کے لیے ہیں دونوں فتنہ انگیز کے مقابلے میں باہم مدد کرتے ہیں،

جب حُریث نے دیکھا کہ ان کے فرمان میں رکاوٹ پڑگئی تو انھوں نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور (مجھ سے) کہا کہ میں اور تم اس طرح تھے جس طرح کہا گیا ہے کہ "بھیڑ کی موت اس میں ہے کہ دوسری بھیڑ کو اس کے سُم پکڑ کے اٹھائے" میں نے کہا کہ واللہ تم تاریکی میں رہبر تھے، مسافر کے ساتھ سخی اور اپنی رفیقہ کے ساتھ پاکدامن تھے، یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگئی۔ لیکن جب تم نے اپنے حصے کی درخواست کی تو میرے حصے پر مجھے ملامت نکرو۔

اُنھوں نے کہا کہ تمھارا باپ نہ رہے دہناء میں تمھارا کیا حصہ ہے؟ میں نے کہا کہ میرے اونٹ کے روکنے کی جگہ ہے جس کو تم اپنی عورت کے اونٹ کے لئے مانگتے ہو، انھوں نے کہا کہ لامحالہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤنگا کہ جب تک زندہ ہوں تمھارا بھائی ہوں۔ اس لئے کہ تم نے آنحضرت کے سامنے میری مدح کی ہے، میں نے کہا کہ جب تم نے اس کو شروع کیا ہے تو میں ہرگز اسے ضائع نکروں گی (یعنی برادری کو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ان (عورت) کے بیٹے کو اس پر ملامت کی جا سکتی ہے کہ وہ حجرے کے اندر سے کام کا فیصلہ کرے۔

میں رونی اور کہا: یارسول اللہ بخدا وہ میرے یہاں عقلمند ہی پیدا ہوا تھا

جنگ رَبَذہ میں آپ کے ہمراہ تھا، وہ میرے لئے غلہ لانے خیبر گیا، وہاں خیبر کا بخار آگیا، اور میرے پاس لڑکیاں چھوڑ گیا،
آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، اگر تم مسکینہ نہ ہوتیں تو ہم تم کو تمہارے منہ کے بل گھسیٹتے، کیا تم میں سے کوئی شخص اس پر مغلوب ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کے ساتھ دنیا میں اچھا برتاؤ کرے۔ (مطلب یہ ہے کہ بظاہر قیلہ کے کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ میرا لڑکا میرے لئے غذا لانے گیا، یہی اس کی موت کا باعث ہوا۔ اس پر آنحضرتؐ ناخوش ہوئے اور آپ کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ نیکی سے مصیبت نہیں آتی۔)
جب اس کے اور اُس کے درمیان وہ شخص حائل ہو گیا جو اُس سے زیادہ اُس کے قریب تھا تو اُس نے واپس لے لیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے اللہ تو نے جو گذار دیا اُس کو مجھ سے بھلا دے، اور جو تو نے باقی رکھا ہے اس پر میری مدد کر، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، تم میں سے ایک شخص روتا ہے، پھر اُس کے پاس اُس کا ساتھی روتا ہے، لہذا اے بندگان خدا اپنے بھائیوں پر عذاب نہ کرو۔
آپ نے سُرخ چمڑے کے ایک ٹکڑے پر قیلہ اور دختران قیلہ کے لئے تحریر فرمایا کہ ان کے حق میں ظلم نہ کیا جائے، نہ انھیں نکاح پر مجبور کیا جائے، ہر مومن مسلم ان کا مددگار رہے، تم (عورتیں) بھی اچھا کرو، برائی نکرو۔
59 صفیہ و دُعیبہ دختران علیبہ سے جن کے دادا حَرملہ تھے مروی ہے کہ حرملہ نکلے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، آپ کے پاس رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں عارف بنا دیا تب اُنھوں نے کوچ کیا۔
حرملہ نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو ملامت کی، قصد کیا کہ اب نہ جاؤں گا تاوقتیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (رہکر) اپنے علم میں اضافہ نکروں، میں آیا، کھڑا ہو گیا، اور عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے کیا عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ اے حرملہ نیکی پر عمل کرو، اور بدی سے پرہیز کرو۔

میں روانہ کے اپنی سواری کے پاس آگیا واپسی میں اپنے مقام پر یا اُس کے قریب کھڑا ہو گیا، عرض کی: یا رسول اللہ آپ مجھے کیا عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں؟
فرمایا
اے حرملہ نیکی کرو اور بدی سے بچو، دیکھو کہ جب تم قوم کے پاس سے اُٹھو تو تمہاری سماعت کیا پسند کرتی ہے کہ قوم تمہاری نسبت کیا کہے، بس وہی کرو اور جب تم اپنی قوم کے پاس سے اُٹھو تو سوچو کہ تم اپنے حق میں قوم کے کیا کہنے کو ناپسند کرتے ہو، بس اُسی سے پرہیز کرو۔

وفود اہل یمن

(۲۸) وفد طے

عبادۃ الطائی نے اپنے مشائخ سے روایت کی کہ قبیلۂ طے کے پندرہ آدمیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جن کے رئیس و سردار زید خیر تھے، یہی زید خیر زید خیل بن مہلہل تھے جو بنی نبہان میں سے تھے۔ ان لوگوں میں وَزَر بن جابر بن سدوس بن اصمع النبہانی و قبیصہ بن الاسود ابن عامر تھے جو طے کی شاخ جَرْم سے تھے۔ بنی معن میں سے مالک بن عبداللہ ابن خیبری اور قعین بن خلیف بن جدیلہ تھے، بنی بولان میں سے بھی ایک شخص تھے، جب مدینے میں داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد ہی میں تھے، ان لوگوں نے اپنی سواریوں کو مسجد کے سامنے والے میدان میں باندھ دیا، اندر گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہوئے۔
آپ نے ان لوگوں کے سامنے اسلام پیش کیا، سب مسلمان ہوئے،

ہر شخص کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی انعام میں دی زید خیل کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے عرب کے کسی شخص کا تذکرہ نہیں کیا گیا جس کو میں نے اس سے کم نہ پایا ہو جیسا کہ ذکر کیا گیا بجز زید کے کہ ان کی جتنی خوبیاں بیان کی گئیں اُس سے زیادہ ہی پائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زید خیل رکھا، آپ نے انھیں فید اور دو زمینوں کی جاگیر عطا فرمائی، اس کے متعلق انھیں ایک فرمان لکھ دیا، وہ
اپنی قوم کے ساتھ واپس ہوئے، مقام فردہ پہنچے تو فوت کر گئے ان کی بیوی نے ٦٠
تمام فرامین پر قبضہ کر لیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو لکھے تھے اور چاک کر ڈالا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ طے کے بت فُلس کی جانب علی بن ابی طالبؓ کو روانہ فرمایا تھا کہ اُسے منہدم کر دیں اور ہر طرف سے گھیر لیں، وہ دو سو سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے، انھوں نے خاندان حاتم کے حاضرین پر چھاپہ مارا، دختر حاتم ان لوگوں کے ہاتھ لگیں، یہ لوگ انھیں بھی قبیلۂ طے کے قیدیوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔

ہشام بن محمد کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں سے جن صاحب نے قبیلۂ طے پر چھاپہ مارا اور حاتم کی دختر کو گرفتار کیا وہ خالد بن الولید تھے (علی بن ابی طالب نہ تھے)۔

(اس گرفتاری کے وقت) عدی بن حاتم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر سے بچ کر بھاگ نکلے، اور ملک شام پہنچ گئے۔ وہ دین نصرانیت پر تھے، اپنی قوم کے ہمراہ (مقام) مرباغ جایا کرتے تھے۔

حاتم کی دختر کو مسجد نبوی کے دروازے کے ایک سائبان میں کر دیا گیا، وہ خوبصورت اور شیریں کلام تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذرے تو اُٹھ کر آپ کے پاس آئیں اور عرض کی والد مر گئے وافد (بطور وفد آنے والے) کھو گئے، لہٰذا مجھ پر احسان فرمائیے، اللہ آپ پر احسان فرمائے گا۔

آپ نے فرمایا کہ تمہارا وافد کون ہے؟ انھوں نے کہا کہ عدی بن حاتم فرمایا: وہ تو اللہ و رسول سے بھاگنے والے ہیں"

ایک وفد قبیلۂ قضاعہ کا شام سے آیا ہوا تھا، دختر حاتم کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لباس عطا فرمایا، خرچ دیا اور سواری عطا فرمائی، ہم میں انھیں (قبیلۂ قضاعہ) کے ہمراہ روانہ ہوئی، ملک شام میں عدی کے پاس آئی، ان سے کہا کہ اے قطع رحم کرنے والے ظالم تم نے اپنے بیوی بچوں کو تو سوار کرلیا اور والد کے پسماندگان کو چھوڑ دیا،

چند روز وہ عدی کے پاس مقیم رہیں، انھوں نے عدی سے کہا، میری رائے یہ ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملو، عدی روانہ ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کو سلام کیا، اس وقت آپ مسجد میں تھے۔ آپ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے عرض کی کہ عدی بن حاتم،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اپنے مکان پر لے گئے، ایک گدہ بچھا دیا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور فرمایا کہ اس پر بیٹھو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے، آپ نے اُن کے سامنے اسلام پیش کیا، عدی اسلام لے آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اُن کی قوم کے صدقات (محاصل) پر عامل بنا دیا۔

جمیل بن مرثد الطائی نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ عمرو بن المُسبّح بن کعب بن عمرو بن عَصَر بن غَنْم بن حارثہ بن ثوب بن معن الطائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ اُس زمانے میں ڈیڑھ سو برس کے تھے۔

انھوں نے آنحضرت سے شکار کو دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ جس کو تم قتل کرو اور اس کو خود مرتے دیکھ لو تو کھاؤ، جو شکار زخمی ہوکر بھاگ جائے اور تمہاری نظر سے اوجھل ہوکر مر جائے تو اُسے چھوڑ دو،

یہ عرب میں سب سے بڑے تیر انداز تھے، یہی وہ شخص ہیں جن کے بارے میں شاعر امرؤ القیس بن حجر یہ شعر کہتا ہے۔

رب رام من بنی ثعل مخرج کفیه من سترہ

(قبیلۂ بنی ثعل میں ایسے تیر انداز بھی ہیں کہ چھپے ہوئے مقام سے اپنی دونوں ہتیلیاں نکال کے تیر چلاتے ہیں)۔

٦١

(۲۹) وفد تجیب

ابو الحویرث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ھ میں وفد تجیب آیا، یہ لوگ تیرہ آدمی تھے اپنے ہمراہ وہ صدقات بھی لیتے آئے جو اللہ نے ان پر فرض کئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو مرحبا فرمایا، اچھی جگہ ٹھیرایا اور مقرب بنایا، بلال کو حکم دیا کہ ان کی مہمانداری اچھی طرح کریں اور اچھی طرح انعامات دیں،

آپ (معمولاً) وفد کو جتنا عطا فرمایا کرتے تھے ان لوگوں کو اس سے زائد دیا اور فرمایا کہ اب تم میں کوئی نہیں رہا (جس کو انعام نہ ملا ہو)، ان لوگوں نے عرض کی کہ ایک لڑکا ہے جس کو ہم اپنے کجاووں پر چھوڑ آئے ہیں، وہ ہم سب سے کم سن ہے، فرمایا کہ اسے بھی ہمارے پاس لاؤ،

لڑکا حاضر خدمت ہوا، اور عرض کی کہ میں بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتا ہوں، جو ابھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، آپ نے ان کی حوائج پوری کردی ہیں، میری حاجت بھی پوری فرما دیجئے۔

فرمایا تمہاری حاجت کیا ہے۔ عرض کی: اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میری مغفرت کرے، مجھ پر رحمت نازل کرے، اور میری امیری میرے دل میں کر دے۔ فرمایا کہ اے اللہ اس کی مغفرت کر، اس پر رحمت نازل کر اور اس کی امیری اس کے دل میں کر دے۔

آپ نے اُس کے لئے بھی اُتنے ہی انعام کا حکم دیا جتنا اُس کے ساتھیوں میں سے ہر ایک کو دلایا تھا، یہ لوگ اپنے متعلقین کے پاس روانہ ہو گئے۔

سولہ آدمی بزمانہ حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منا میں ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے اُس لڑکے کو دریافت فرمایا۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ اُسے جو کچھ اللہ دیدے اُس پر اس سے زیادہ قناعت کرنے والا ہم نے کسی کو نہیں دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ سے آرزو کرتا ہوں کہ ہم سب کا خاتمہ اسی طرح ہو۔

(۳۰) وفد خولان

متعدد اہل علم سے مروی ہے کہ وفد خولان، جو دس آدمیوں پر مشتمل تھا، شعبان سنہ ۱۰ھ میں آیا، ان لوگون نے عرض کی: یارسول اللہ ہم لوگ اللہ پر ایمان رکھنے والے، اُس کے رسول کی تصدیق کرنے والے اور اپنی قوم کے رہ جانے والوں کے قائم مقام ہیں، اور ہم نے آپ کی جانب اونٹوں کو تھکا کر سفر کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمّ انس جوان لوگوں کا بت تھا کیا ہوا؟ ان لوگوں نے عرض کی کہ وہ تو خراب اور بری حالت میں ہے ہم نے اُسے اُس اللہ سے بدل لیا جس کو آپ لائے ہیں، اگر ہم اُس کی جانب واپس ہوں گے تو منہدم کردیں گے۔

ان لوگوں نے امور دین کے متعلق چند باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیں تو آپ اُن کے متعلق بتانے لگے، آپ نے کسی کو حکم دیا کہ انھیں قرآن و حدیث کی تعلیم دے، یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان میں ٹھیرائے گئے اور ان کی مہمانداری کی گئی

چند روز کے بعد جب رخصت ہونے آئے تو آپ نے ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی

انعام دینے کا حکم دیا، یہ لوگ اپنی قوم میں واپس گئے (اپنے اسباب کی) گرہ تک نہ کھولی جب تک عم انس بت کو منہدم نہ کردیا، ان لوگوں نے ان چیزوں کو حرام کرلیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حرام کردی تھیں اور انھیں حلال کرلیا جو آپ نے ان کے لئے حلال کردی تھیں۔

(۳۱) وفد جُعفی

۶۲ ابی بکر بن قیس الجعفی سے مروی ہے کہ قبیلۂ جعفی کے لوگ، زمانۂ جاہلیت میں دل کو حرام سمجھتے تھے، ان میں سے دو آدمی قیس بن سلمہ بن شراحیل بنی مرّان بن جعفی میں سے اور سلمہ بن یزید بن مشجعہ بن المُجمّع بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

یہ دونوں اخیافی بھائی تھے، ان کی والدہ ملیکہ بنت الحلو بن مالک بن حریم بن جعفی میں سے تھی)، اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ دل نہیں کھاتے۔ ان دونوں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کہ بغیر اس کے کھائے ہوئے تمہارا اسلام مکمل نہیں ہو سکتا؛ آپ نے ان کے لئے دل منگایا، وہ بھونا گیا، آپ نے سلمہ بن یزید کو دیا؛ جب اس نے لیا تو اس کا ہاتھ کانپنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کھالو، اس نے کھالیا اور یہ شعر کہا۔

على انى اكلت القلب كرها　　وترعد حين مسته بنانى

(اس بات پر کہ میں نے جبراً دل کو کھایا۔ جب میری انگلیوں نے اسے چھوا تو وہ کانپتی تھیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن سلمہ کو ایک فرمان لکھدیا جس کا مضمون یہ تھا کہ "یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے قیس بن سلمہ بن شراحیل کے لئے ہے کہ میں نے تم کو قوم مرّان اور ان کے موالی حریم اور ان کے

موالی اور کُلاب اوران کے موالی میں سے اُن لوگوں پر عامل بنایا جو نماز کو قائم کریں، زکوٰۃ دیں، اپنے مال کا صدقہ دیں، اُسے پاک و صاف کریں۔

راوی نے کہا کہ قبیلۂ کُلاب میں او د و زُبید و جزء بن سعد العشیرہ و زید اللہ ابن سعد و عائذ اللہ بن سعد و بنی صلاءہ تھے جو بنی الحارث بن کعب میں سے تھے۔

راوی نے کہا کہ ان دونوں (قیس بن سلمہ و سلمہ بن یزید) نے کہا کہ یارسول اللہ ہماری والدہ ملیکہ بنت الحُلو قیدی کو رہا کراتی تھی، فقیر کو کھلاتی تھی، مسکین پر رحم کرتی تھی، وہ مرگئی ہے، اس نے اپنی ایک بہت چھوٹی لڑکی کو زندہ درگور کردیا تھا، اُس کا کیا حال ہے۔

فرمایا کہ جس نے زندہ درگور کیا (وہ بطور عذاب کے) اور جس کو زندہ درگور کیا گیا (وہ بطور انتقام یا شہادت) دوزخ میں ہیں، (یہ سنکر) دونوں ناراض ہوکر اُٹھ کھڑے ہوئے۔

فرمایا کہ میرے پاس آؤ، دونوں واپس آئے تو آپ نے فرمایا کہ میری والدہ بھی تمھاری والدہ کے ساتھ ہیں، مگر ان دونوں نے نہ مانا اور چلے گئے، دونوں کہتے جاتے تھے کہ واللہ جس شخص نے ہمیں دل کھلایا اور یہ دعویٰ کیا کہ ہماری ماں دوزخ میں ہے وہ اس کا اہل ہے کہ ہرگز اُس کی پیروی نہ کی جائے۔

یہ دونوں چلے گئے، راستے میں کسی مقام پر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی ملے جن کے ہمراہ زکوٰۃ کے کچھ اونٹ تھے، صحابی کو ان دونوں نے رسّی سے جکڑ دیا اور اونٹ ہنکالے گئے۔

یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے دوسرے ملعونین کے ساتھ ان دونوں پر بھی لعنت فرمائی کہ رِعْل و ذَکوان و عُصَیّہ و لحیان اور ملیکہ کے دونوں بیٹوں پر جو حریم و مران کے خاندان سے ہیں اللہ لعنت کرے۔

ولید بن عبداللہ الجعفی نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ ابو سبرہ جن کا نام یزید بن مالک بن عبداللہ بن الذؤیب بن سلمہ بن عمرو بن ذُہل بن مُران بن جعفی تھا بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہمراہ ان کے دو بیٹے سبرہ و عزیز بھی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عزیز سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ عزیز۔ (غلبہ و عزت والا۔) فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی عزیز نہیں، تم عبد الرحمٰن ہو، یہ لوگ اسلام لے آئے۔

ابو سبرہ نے عرض کی یا رسول اللہ میری ہتیلی کی پشت میں ایک بتوڑی ہے جو مجھے اپنی سواری کی نکیل پکڑنے سے روکتی ہے۔

۶۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگایا، اس سے بتوڑی پر مارنے لگے اور ہاتھ سے چھونے لگے۔ چنانچہ وہ جاتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور ان کے دونوں بیٹوں کے لئے دعا فرمائی۔

ابو سبرہ نے عرض کی: یا رسول اللہ مجھے میری قوم کی وادئ یمن بطور جاگیر عطا فرمائیے، آپ نے عطا فرمادی، اس وادی کا نام حردان تھا۔ یہی عبد الرحمٰن خیثمہ بن عبد الرحمٰن کے والد تھے۔

(۳۲) وفد صداء

بنی المصطلق کے ایک شیخ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸ھ میں جب جعرانہ سے واپس ہوئے تو قیس بن سعد بن عبادہ کو نواح یمن میں بھیجا اور حکم دیا کہ قبیلۂ صداء کو روند ڈالیں۔

وہ چار سو مسلمانوں کے ہمراہ قناۃ کے نواح میں لشکر انداز ہوئے قبیلۂ صداء کا ایک شخص آیا، اس لشکر کو دریافت کیا تو اسے ان لوگوں کے متعلق بتایا گیا۔

وہ تیزی سے روانہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وارد ہوا اور عرض کی کہ میں آپ کی خدمت میں اپنے پس پشت والوں کے وفد کے طور پر حاضر ہوا ہوں، آپ لشکر کو واپس بلا لیجئے، میں مع اپنی قوم کے آپ ہی کا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو واپس بلا لیا۔

اس کے بعد ان (صداء کے) لوگوں میں سے پندرہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہوئے، اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کے پس ماندہ لوگوں کی طرف سے بیعت کی اور اپنے وطن واپس گئے۔

اسلام ان لوگوں میں پھیل گیا ان میں سے سو آدمی حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

زیاد بن الحارث الصدائی سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ میری قوم کی جانب لشکر بھیج رہے ہیں لشکر کو واپس بلا لیجئے، میں مع اپنی قوم کے آپ ہی کا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کو واپس بلا لیا،

میری قوم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ نے (مجھے) فرمایا کہ اے برادر صُدا، بیشک تمھاری قوم میں تمھاری اطاعت کی جاتی ہے، عرض کی: یہ اللہ ورسولؐ کے طفیل میں ہے۔

راوی نے کہا کہ یہی (زیاد) وہ شخص ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں اذاں کہنے کا حکم دیا تو انھوں نے اذاں کہی، بلال آئے کہ اقامت کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برادر صداء نے اذان کہی ہے اور جس نے اذان کہی ہے وہی اقامت کہے گا۔

(۳۳) وفد مراد

محمد بن عُمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ فروہ بن مسیک المرادی شاہانِ کندہ کو چھوڑ کر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع بنکر بطور وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سعد بن عبادہ کے یہاں ٹھیرے، وہ قرآن اور فرائض و شرائع اسلام سیکھا کرتے تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بارہ اوقیہ چاندی انعام فرمائی ایک اچھی نسل کا اونٹ سواری کے لئے، اور عمان کا بنا ہوا ایک جوڑہ پہننے کے لئے

عنایت فرمایا۔
انھیں قبیلۂ مراد و مذحج و زبید پر عامل بنایا، ان کے ہمراہ خالد بن سعید ابن العاص کو صدقات پر (مامور فرما کر) بھیجا، ایک فرمان تحریر فرما دیا جس میں فرائض صدقہ تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک برابر وہ عامل صدقہ رہے۔

(۳۴) وفد زبید

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ عمر بن معدی کرب الزبیدی قبیلۂ زبید کے دس آدمیوں کے ہمراہ مدینہ آئے، پوچھا کہ اس سرسبز جگہ میں رہنے والے بنی عمرو بن عامر کا سردار کون ہے؟ ان سے کہا گیا کہ سعد بن عبادہ ہیں، اپنی سواری کو گھسیٹتے ہوئے روانہ ہوئے تاآں کہ سعد کے دروازے پر پہنچے، سعد نکل کر ان کے پاس آئے، انھیں مرحبا کہا، کجاوے کے اتارنے کا حکم دیا۔ اور ان کی خاطر مدارات کی،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے وہ اور ان کے ہمراہی اسلام لائے چند روز مقیم رہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں انعام دیا اور اپنے وطن کو واپس گئے، اپنی قوم کے ساتھ اسلام پر قائم رہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی وفات ہوگئی تو مرتد ہو گئے، اس کے بعد پھر اسلام کی طرف رجوع کیا، جنگ قادسیہ وغیرہ میں خوب شجاعت ظاہر کی۔

(۳۵) وفد کندہ

زہری سے مروی ہے کہ اشعث بن قیس قبیلۂ کندہ کے انیس ستر سواروں کے

ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں آئے، وضع یہ تھی کہ کاکل بڑھے ہوئے تھے، سرمہ لگا تھا، حبرہ کے جبے پہنے ہوئے تھے۔ جن کا حاشیہ حریر کا تھا اور اوپر سے ریشمی کپڑے تھے جن پر سونے کے پتر چڑھے ہوئے تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم لوگ اسلام نہیں لائے؟ ان لوگوں نے عرض کی کیوں نہیں، فرمایا یہ کیا حال ہے جو اپنا بنا رکھا ہے؟ ان لوگوں نے اسے ڈال دیا،

جب وطن کی واپسی کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دس دس اوقیہ انعام دیا اور اشعث کو بارہ اوقیہ عطا فرمایا۔

(۳۶) وفد صدف

شرحبیل بن عبدالعزیز الصدفی نے اپنے بزرگوں سے روایت کی کہ ہمارا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، کل انیس آدمی تھے جو اونٹنیوں پر سوار تھے، تہمد اور چادر لباس تھا،

یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے مکان اور منبر کے درمیان پہنچے اور بیٹھ گئے، سلام نہیں کیا۔ فرمایا: کیا تم لوگ مسلمان ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ جی ہاں فرمایا: پھر سلام کیوں نہیں کیا؟

وہ لوگ کھڑے ہوئے اور کہا کہ "السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ"

۶۵ آپ نے فرمایا وعلیکم السلام، بیٹھ جاؤ، لوگ بیٹھ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقات نماز دریافت کئے آپ نے انہیں بتائے۔

(۳۷) وفد خشین

مجحن بن وہب سے مروی ہے کہ ابو ثعلبۃ الخشنی اس وقت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب آپ خیبر کی طیاری فرما رہے تھے وہ اسلام لائے آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور خیبر میں حاضر ہوئے، اس کے بعد خشین کے سات آدمی آئے اور ابو ثعلبۃ کے پاس اُترے، اسلام لائے، بیعت کی اور اپنی قوم میں واپس گئے۔

(۳۸) وفد سعد ہذیم

ابو النعمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم لوگ مدینے کے نواح میں اُترے، مسجد نبوی کے ارادے سے نکلے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں جنازے کی نماز پڑھاتے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم کون لوگ ہو؟ عرض کی، ہم بنی سعد ہذیم میں سے ہیں، ہم اسلام لائے، بیعت کی، اور اپنی سواریوں کی طرف واپس ہوئے،

آپ نے ہمارے متعلق حکم دیا تو ہم ٹھیرائے گئے، ہماری مہمانداری کی گئی، تین دن تک مقیم رہے، اس کے بعد آپ کی خدمت میں آئے کہ رخصت ہوں، آپ نے فرمایا کہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنالو،

بلال کو حکم ہوا تو انھوں نے ہمیں چند اوقیہ چاندی انعام دی، ہم لوگ اپنی قوم کی طرف واپس آئے، اللہ نے انھیں بھی اسلام عطا فرمایا۔

(۳۹) وفد بلیّ

رویفع بن ثابت البلوی سے مروی ہے کہ میری قوم کا وفد ربیع الاول ۹ھ میں

آیا، میں نے اِن لوگوں کو اپنے مکان (واقع محلہ) بنی جدیلہ میں اتارا، میں ان لوگوں کو لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

آپ صبح کے وقت اصحاب کے ہمراہ اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے، شیخ وفد ابو الضباب آگے بڑھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے، اور گفتگو کی، یہ قوم اسلام سے آئی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضیافت اور اپنے دینی امور میں چند باتیں دریافت کیں، آپ نے جواب دیا، میں ان لوگوں کو اپنے مکان واپس لایا۔ ٦٦

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوجھ کھجور لاکر فرمانے لگے کہ اس کھجور کو استعمال کرو، یہ لوگ کھجور وغیرہ کھایا کرتے تھے، تین دن تک رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ سے رخصت ہوں، آنحضرتؐ نے ان لوگوں کو بھی انعام دیا جیساکہ ان کے قبل والوں کو دیا تھا، یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے۔

(۴۰) وفد بہراء

ضُباعہ بنت الزبیر بن عبد المطلب سے مروی ہے کہ وفد بہراء یمن سے آیا جو تیرہ آدمی تھے، یہ لوگ اپنی سواریوں کو گھسیٹتے ہوئے آئے (محلۂ) بنی جدیلہ میں مقداد ابن عمرو کے دروازے پر پہنچے، مقداد نکلکر ان لوگوں کے پاس آئے ان کو مرحبا کہا اور مکان کے ایک حصے میں ٹھیرایا، یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اسلام لائے، فرائض سیکھے اور چند روز قیام کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ آپ سے رخصت ہوں، آپ نے اُن کو انعام کا حکم دیا، یہ لوگ اپنے متعلقین کے پاس واپس گئے۔

(۴۱) وفد عذرہ

ابی عمرو بن حُریث العذری سے مروی ہے کہ میں نے اپنے بزرگوں کے

خط میں پایا کہ بارہ آدمیوں کا وفد صفر ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، جن میں حمزہ بن النعمان العذری وسُلیم وسعد فرزندان مالک ومالک بن ابی رباح بھی تھے،

یہ لوگ رملہ بنت الحارث النجاریہ کے مکان میں اُترے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ایام جاہلیت کا سلام کیا اور کہا کہ ہم لوگ قصی کے اخیافی بھائی ہیں، ہمیں لوگوں نے خزاعہ وبنی بکر کو مکے سے ہٹایا تھا، ہماری قرابتیں اور رشتہ داریاں ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مرحبا و اہلاً" مجھ سے کسی نے تمھارا تعارف نہیں کرایا، تمھیں اسلامی سلام سے کس نے روکا ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنی قوم کی فکر میں آئے ہیں،

امور دین کے متعلق چند باتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیں، آپ نے جواب دیا، سب مشرف بہ اسلام ہوئے چند روز قیام کیا، پھر اپنے متعلقین میں واپس گئے، آپ نے اُنھیں اُسی طرح انعامات دیئے جس طرح آپ ۶۷ وفود کو دیا کرتے تھے، اُن میں سے ایک کو آپ نے چادر بھی اُڑھائی۔

ابوزفر الکلبی سے مروی ہے کہ زمل بن عمرو العذری بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، انھوں نے عذرہ کے بت سے (تصدیق رسالت کے متعلق) جو کچھ سنا تھا بیان کیا، فرمایا کہ یہ (کہنے والا) کوئی مومن جن تھا۔ (بت نہ تھا) زمل اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کے لئے قوم کی سرداری کا جھنڈا باندھ دیا، صفین میں معاویہ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ انھیں کے ساتھ مرج میں تھے کہ قتل کر دیے گئے۔

جس وقت وہ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو یہ اشعار زبان پر تھے۔

الیک رسول اللہ اعملت نصها اکلفها حزنا وقوزا من الرمل

(یا رسول اللہ، میں نے آپ ہی کی جانب سواری کا رخ پھیر رہا ہے، ناہموار و دشوار گزار ریگستان طے کر نیکی

میں اُسے تکلیف دے رہا ہوں)

لانصر خیر الناس نصرا مؤزرا واعقد حبلا من حبالك فی حبلی

(غرض یہ ہے کہ بہترین انسان کی محکم و استوار امداد کروں، اور آپ کے رشتۂ مبارک کی ایک رسی بھی خود میں باندھ لوں)

واشهد ان الله لا شئی غیره ادین له ما اثقلت قدمی نعلی

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز نہیں۔ میں اُس وقت تک اُسی کے دین پر رہونگا جب تک میرا جوتہ میرے قدم کو بھاری رکھے)

(۴۲) وفد سلامان

محمد بن یحییٰ بن سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کے خطوط میں پایا کہ حبیب بن عمرو السلامانی بیان کرتے تھے کہ ہم لوگ، وفد سلامان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہم سات آدمی تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ مسجد سے نکلکر ایک جنازے کی طرف جس کی آپ نے دعوت دی تھی جا رہے تھے، ہم نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ۔ فرمایا، وعلیکم، تم لوگ کون ہو؟ عرض کی ہم سلامان سے ہیں، اور اس لئے آئے ہیں کہ آپ سے اسلام پر بیعت کریں، ہم اپنی قوم کے پسماندہ لوگوں کے بھی قائم مقام ہیں۔

آپ اپنے غلام ثوبان کی طرف مڑے، اور فرمایا کہ اس وفد کو بھی وہیں اُتارو جہاں وفد اترتے ہیں نماز ظہر پڑھ لی تو اپنے مکان اور منبر کے درمیان بیٹھ گئے، ہم لوگ آپ کے پاس گئے، نماز شرائع اسلام اور جھاڑ پھونک کو دریافت کیا،

آپ نے ہم میں سے ہر شخص کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی عطا فرمائی، ہم لوگ وطن واپس گئے۔ یہ واقعہ شوال سنہ ۱۰ھ کا ہے۔

(۴۳) وفد جہینہ

ابو عبد الرحمٰن المدنی سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے

تشریف لائے تو آپ کے پاس عبدالعزیٰ بن بدر بن زید بن معاویۃ الجہنی جو بنی الربعہ ابن رشدان بن قیس بن جہینہ میں سے تھے بطور وفد آئے، ہمراہ اُن کے اخیافی اور چچازاد بھائی ابو روعہ بھی تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالعزیٰ سے فرمایا کہ تم عبداللہ ہو، ابو روعہ سے فرمایا کہ انشاء اللہ تم دشمن کو دھکا دو گے،

آنحضرت نے فرمایا تم لوگ کون ہو، انھوں نے کہا کہ ہم بنی غیان ہیں (غیان کے معنی سرکشی کے ہیں)، فرمایا کہ تم بنی رشدان ہو۔ (رشدان کے معنی ہدایت پانے کے ہیں)۔

۶۸ ان لوگوں کی وادی کا نام غوی تھا (جس کے معنی گمراہی و سرکشی کے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام رُشد رکھا آپ نے جہینہ کے کوہ اشعر و کوہ اجرد کے لئے فرمایا کہ یہ دونوں جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں جن کو کوئی فتنہ نہ روند سکیگا، فتح مکہ کے دن جھنڈا عبداللہ بن بدر کو دیا، ان لوگوں کو مسجد کے لئے زمین عطا فرمائی، یہ مدینے کی سب سے پہلی مسجد تھی جس کے لئے زمین دیگئی۔

عمرو بن مرۃ الجہنی سے مروی ہے کہ ہمارا ایک بت تھا، جس کی سب تعظیم کیا کرتے تھے، میں اُس کا مجاور تھا، جب میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سنا تو اُسے توڑ ڈالا، وہاں سے روانہ ہوا، مدینۂ شریفہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، مسلمان ہوا، کلمۂ شہادت ادا کیا، حلال و حرام کے متعلق جو احکام تھے سب پر ایمان لایا۔

اسی مضمون کو میں ان اشعار میں کہتا ہوں۔

شهدت بان الله حق وانني ... لآلهة الاحجار اول تارك

(میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ حق ہے، بیشک میں پتھروں کے معبودوں کا سب سے پہلے چھوڑنے والا ہوں۔)

وشمرت عن ساقي الازار مهاجرا ... اليك اجوب الوعث بعد الكوارك

(میں نے اپنی پنڈلی سے تہمد چڑھا کر آپ کی طرف اس طرح ہجرت کی کہ میں سخت و دشوار گذار راہ و زمین کو قطع کرتا ہوں)۔

لاصحب خیر الناس نفسا و والدا رسول ملیك الناس فوق الحبائك

(تاکہ میں ایسے شخص کی صحبت اُٹھاؤں جو اپنی ذات و خاندان کے اعتبار سے سب سے بہترین اور لوگوں کے اُس مالک کے رسول ہیں جو آسمانوں کے اوپر ہے)۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قوم کی جانب بھیجا کہ انھیں اسلام کی دعوت دیں۔ اُن سب نے اس کو قبول کیا، سوائے ایک شخص کے جس نے اُن کی بات کو رد کیا۔

عمرو بن مرہ نے اُس پر بددعا کی جس سے اُس کا منہ ٹوٹ گیا، وہ بات کرنے پر قادر نہ رہا، نابینا اور محتاج ہو گیا۔

(۴۴) وفد کلب

عبد عمرو بن جبلہ بن وائل بن الجُلاح الکلبی سے مروی ہے کہ میں اور ایک شخص عاصم جو بنی عامر کے بنی رقاش میں سے تھے روانہ ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا، ہم اسلام لائے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نبی امی، صادق و پاکیزہ ہوں، خرابی اور پوری خرابی اُس شخص کی ہے جو میری تکذیب کرے مجھ سے روگرداں ہوا ور جنگ کرے، بہتری اور پوری بہتری اُس شخص کی ہے جو مجھے جگہ دے، میری مدد کرے، مجھ پر ایمان لائے، میرے قول کی تصدیق کرے اور میرے ہمراہ جہاد کرے۔

ہم دونوں نے عرض کی کہ ہم تو آپ پر ایمان لاتے ہیں، آپ کے قول کی تصدیق کرتے ہیں؛ دونوں اسلام لے آئے، عبد عمرو یہ شعر پڑھنے لگے۔

اجبت رسول اللہ اذ جاء بالھدی واصبحت بعد الجحد باللہ اوجرا

(میں نے رسول اللہ کو مان لیا جب آپ ہدایت لائے پہلے میں اللہ کا منکر تھا، اب مومن ہوں اور اس کا مجھے اجر ملیگا)۔

وودعت لذات القداح وقد أرىٰ بها سدِ کا عمری ولھوا مسورا

(تیروں کے ذریعے سے فال وشگون لینے کے مزے میں نے ترک کر دیئے حال آں کہ ایسے ہی لہو ولعب میں میری عمر گزری تھی)۔

وامنت باللّٰہ العلی مکانہٗ واصبحت للاوثان ماعشت منکرا

(میں اللہ پر ایمان لایا جس کی منزلت برتر ہے۔ میں جب تک زندہ ہوں بتوں کا منکر رہوں گا)

۶۹ ربیعہ بن ابراہیم الدمشقی سے مروی ہے کہ حارثہ بن قطن بن زائر بن حصن بن کعب بن عُلیم الکلبی اور حمل بن سعدانہ بن حارثہ بن مُعَقّل بن کعب بن عُلیم بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے،

حمل بن سعدانہ کے لئے جھنڈا باندھا، وہ اُس جھنڈے کو لیکر معاویہ کے ہمراہ صفّین میں تھے۔

حارثہ بن قطن کے لئے ایک فرمان تحریر فرما دیا جس میں یہ مضمون تھا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے دومۃ الجندل اور اس کے نواح کے ان باشندگان کے لئے ہے جو قبیلہ کلب کے حارثہ بن قطن کے ساتھ ہیں بارش سے سیراب ہونے والی صحرائی کھجور کے درخت ہمارے ہیں، شہر کے کھجور کے درخت تمہارے ہیں جس زمین پر چشمہ وغیرہ کا پانی جاری ہو اس پر محصول عشر (دسواں حصہ) ہے اور جو بارش سے سیراب ہو اس پر محصول نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے، نہ تمہارے اونٹوں کی جمعیت کو جمع کیا جائے گا اور نہ ایک دو مواشی ہوں تو اُن کو برابر کیا جائیگا تمھیں نماز کو وقت پر ادا کرنا ہوگا اور زکوٰۃ اس کے حق کے موافق ادا کرنا ہوگی تم سے گھاس نہیں روکی جائے گی، اور نہ سامان خانہ داری کا عشر (دسواں حصہ) لیا جائے گا، تم سے اس کا عہد و میثاق ہے تمہارے ذمے ہماری خیر خواہی و وفاداری اور اللہ و رسول کی ذمہ داری ہے۔ اللہ اور مومنین حاضرین گواہ ہیں۔

(۴۵) وفد جرم

سعد بن مرۃ الجرمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہمارے دو آدمی بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک کا نام اصقع ابن شریح بن صریم بن عمرو بن ریاح بن عوف بن عمیرۃ بن الہون بن اعجب بن قدامہ بن جرم ابن ریان بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھا اور دوسرے ہودہ بن عمرو بن یزید بن عمرو بن ریاح تھے۔

دونوں اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک فرمان تحریر فرما دیا۔

مجھے بعض جرمیین نے وہ شعر سنائے جو اصقع یعنی عامر بن عصمہ بن شریح نے کہے تھے۔

وکان ابو شریح الخیر عمی فتی الفتیان حمال الغرامہ

(ابو شریح الخیر میرے چچا تھے۔ جو بڑے بہادر اور ذمہ داری کے برداشت کرنے والے تھے)

عمید الحی من جرم اذا ما ذوو الآکال ساموناظلامہ

(ایسی حالت میں بھی وہ قبیلۂ جرم کے سردار تھے جبکہ مال و متاع پر دست درازی کرنے والوں نے ہمیں مصیبت میں ڈال رکھا تھا)

وسابق قومہ لما دعاهم الی الاسلام احمد من تہامہ

(جبکہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکے سے اُن کی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو وہ اس دعوتِ حق کے قبول کرنے میں اپنی تمام قوم سے سبقت لے گئے)

فلباہ وکان لہ ظہیرا فرقّلہ علی حتی قدامہ

(انھوں نے آپ کو لبیک کہا اور آپ کے مددگار ہو گئے۔ آپ نے انھیں قدامہ کے دونوں قبیلوں پر سردار بنا دیا)۔

عمرو بن سلمہ بن قیس الجرمی سے مروی ہے کہ جب یہ لوگ اسلام لائے تو ان کے والد اور قوم کے چند آدمی بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، قرآن سیکھا، حوائج دینی پوری کیں۔

ان لوگوں نے آنحضرت سے عرض کیا کہ ہمیں نماز کون پڑھائے، آپ نے فرمایا کہ تم میں سے نماز وہ پڑھائے جس نے سب سے زیادہ قرآن یاد کیا یا سیکھا ہو، یہ لوگ اپنی قوم میں آئے دریافت کیا مگر کوئی ایسا شخص نہ ملا جو مجھ سے زیادہ قرآن کا جاننے والا ہو، حالانکہ میں اُس زمانے میں اتنا چھوٹا تھا کہ میرے بدن پر صرف ایک چادر تھی، ان لوگوں نے مجھے امام بنایا اور میں نے انھیں نماز پڑھائی آج تک قبیلۂ جرم کا کوئی مجمع ایسا نہ ہوا جس میں میں موجود ہوں اور امام نہ ہوں۔

راوی نے کہا کہ عمرو بن سلمہ اپنی وفات تک برابر لوگوں کی نماز جنازہ پڑھاتے اور مسجد میں امامت کرتے،

ابو یزید عمرو بن سلمہ الجرمی سے مروی ہے کہ ہم لوگ ایک ایسے پانی (کے کنوئیں) کے سامنے رہا کرتے تھے جس پر لوگوں کا راستہ تھا، لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ یہ امر (اسلام) کیا ہے، وہ کہتے تھے کہ ایک شخص نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ نبی ہیں، اللہ نے انھیں رسول بنایا ہے، اور یہ یہ وحی بھیجی ہے۔

میں یہ کرنے لگا کہ اس میں سے جو کچھ سنتا تھا اُسے اس طرح یاد کر لیتا تھا کہ گویا میرے سینے پر رنگ چڑھا دیا گیا ہے، یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں بہت سا قرآن جمع کر لیا عرب قبول اسلام کے لیے فتح مکہ کے منتظر تھے کہتے تھے کہ دیکھتے رہو، اگر آنحضرت ان لوگوں پر غالب آ جائیں تو آپ صادق و نبی ہیں،

جب فتح مکہ کی خبر آئی تو ہر قوم نے اسلام لانے میں سبقت کی میرے والد ہمارے ہمسایہ لوگوں کے اسلام کی خبر (آنحضرت کے پاس) لے گئے، جب تک اللہ کو ان کا قیام منظور ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقیم رہے۔

اس کے بعد آئے، جب وہ ہمارے نزدیک آ گئے تو ہم نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا

انھوں نے کہا: بخدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے تمہارے پاس آیا ہوں، آنحضرتؐ تمھیں اس بات کا حکم دیتے ہیں اور اس اس بات سے منع فرماتے ہیں؛ فلاں نماز فلاں وقت پڑھو، اور فلاں نماز فلاں وقت، جب نماز کا وقت آئے تو کوئی تم میں سے اذان کہے، تمہاری امامت وہ شخص کرے جو تم میں سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو۔

ہمارے ہمسایہ نے غور کیا تو اُن لوگوں نے کوئی شخص مجھ سے زیادہ قرآن جاننے والا نہ پایا، اس لئے کہ میں شتر سواروں سے یاد کیا کرتا تھا، ان لوگوں نے مجھے اپنا امام بنایا، میں اُنھیں نماز پڑھایا کرتا تھا حالانکہ میں چھ برس کا تھا میرے بدن پر ایک چادر تھی کہ جب میں سجدہ کرتا تھا تو وہ بدن سے ہٹ جاتی تھی،

قبیلۂ کی ایک عورت نے کہا کہ تم لوگ اپنے قاری کے سُرین کو ہم سے کیوں نہیں چھپاتے اُن لوگوں نے مجھے بحرین کا ایک گرہ درگرہ کرتہ پہنایا جتنی مسرت مجھے اس کرتے سے ہوئی اتنی کسی چیز سے نہیں ہوئی۔

عمرو بن سلمہ الجرمی سے مروی ہے کہ میں شتر سواروں سے ملتا تھا، وہ مجھے آیتیں پڑھاتے تھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں امامت کیا کرتا تھا۔

عمرو بن سلمہ سے مروی ہے کہ میرے والد اپنی قوم کے اسلام کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ آپ نے ان لوگوں کے لئے جو کچھ فرمایا اُس میں یہ بھی تھا کہ تمہاری امامت وہ شخص کرے جو تم میں سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو۔

میں اُن سب میں چھوٹا تھا اور امامت کیا کرتا تھا، ایک عورت نے کہا کہ اپنے قاری کے سُرین تو ہم سے چھپاؤ۔ پھر ان لوگوں نے میرے لئے کرتہ بنایا میں جتنا اس کرتے سے خوش ہوا کسی چیز سے خوش نہیں ہوا۔

عمرو بن سلمہ سے مروی ہے کہ جب میری قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آئی تو ان لوگوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ تمہاری امامت وہ شخص کرے جو تم میں سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو۔

ان لوگوں نے مجھے بلایا، رکوع وسجود سکھایا، میں اُنھیں نماز پڑھایا کرتا تھا، میرے بدن پر ایک پھٹی ہوئی چادر تھی، لوگ میرے والد سے کہا کرتے تھے کہ

تم ہم سے اپنے بیٹے کے سُرین کیوں نہیں چھپاتے۔

(۴۶) وفد ازد

منیر بن عبد اللہ الازدی سے مروی ہے کہ صُرد بن عبد اللہ الازدی اپنی قوم کے اُنیس آدمیوں کے ہمراہ بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، فردہ بن عمرو کے پاس اُترے، فردہ نے ان لوگوں کو سلام کیا اور ان کا اکرام کیا۔

یہ لوگ انُ کے یہاں دس روز رہے، صَرد ان سب میں افضل تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنی قوم کے مسلمانوں پر امیر بنایا اور حکم دیا کہ وہ انِ مسلمانوں کے ساتھ انُ مشرک قبائل یمن سے جہاد کریں جو قرب وجوار میں ہیں۔

یہ نکلے اور جُرش میں پڑاؤ کیا جو ایک محفوظ شہر تھا، اسی میں قبائل یمن تھے جو قلعہ بند ہوگئے تھے صرد نے پہلے اسلام کی دعوت دی انکار کیا تو ایک مہینے تک محاصرہ رکھا، ان کے مویشی حملہ کرکے لوٹ لیا کرتے تھے،

وہ محاصرہ اٹھاکر کوہ شکر کی طرف چلے گئے یہ سمجھے کہ بھاگ گئے، لوگ ان کی تلاش میں نکلے صرد نے اپنی صفیں آراستہ کیں اور حملہ کردیا، جس طرح چاہا ان لوگوں کو تہ تیغ کیا، بیں گھوڑے پکڑ لئے دوپہر تک طویل جنگ ہوئی،

اہل جُرش نے دو آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا جو متلاشی و منتظر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لوگوں کے مغلوب ہونے اور صَرد کی فتح کی خبر دی،

یہ دونوں اپنی قوم کے پاس آئے اور کل حال بیان کیا۔ ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا ارکان وفد اسلام لائے، آپ نے اُنھیں مرحبا فرمایا اور فرمایا کہ تم لوگ صورت کے اچھے، ملاقات میں سچے، کلام میں پاکیزہ اور امانت میں بڑے ہو، تم میرے ہو اور میں تمھارا ہوں۔

آپ نے ان لوگوں کا (میدان جنگ میں) شعار (لفظ) مبرور مقرر فرمایا، اور اُن کے گاؤں کو خاص نشانوں سے محفوظ و محدود فرما دیا۔

(۴۷) وفد غسان

محمد بن بکیر الغسانی نے اپنی قوم غسان سے روایت کی کہ ہم لوگ رمضان سنہ ۱۰ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینے آئے، کل تیرہ آدمی تھے ۷۲
رملہ بنت الحارث کے مکان میں اُترے، دیکھا کہ تمام وفود عرب سب کے سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر رہے تھے کہ ہم نے آپس میں کہا کہ عرب کے اہل بصیرت کیا اس نظر سے دیکھیں گے کہ عرب بھی ہیں، ہم ہی بُرے ہیں۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اسلام لائے، تصدیق کی، اور گواہی دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں سب حق ہے، ہم جانتے نہ تھے کہ قوم ہماری پیروی کرے گی یا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں انعامات دیئے۔

یہ لوگ واپس ہوئے، قوم کے پاس آئے تو ان لوگوں نے ان کی بات نہیں مانی، ان لوگوں نے اپنا اسلام پوشیدہ رکھا، اُن میں سے دو مسلمان مر گئے اور ایک نے جنگ یرموک میں عمر بن الخطاب کو پایا، وہ ابو عبیدہ سے ملے، اپنے اسلام کی خبر دی، وہ انکا اکرام کیا کرتے تھے۔

(۴۸) وفد حارث بن کعب

عبداللہ بن عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ ربیع الاول سنہ ۱۰ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو چار سو مسلمانوں کے ساتھ نجران بھیجا اور حکم دیا کہ جہاد کرنے سے پہلے تین مرتبہ اسلام کی

دعوت دیں۔

خالد نے یہی کیا۔ جو بنی الحارث بن کعب وہاں تھے اُنھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور اُس مذہب میں داخل ہوگئے جس کی اُنھیں خالد نے دعوت دی تھی، خالد اُنھیں لوگوں کے پاس ٹھیر گئے، اُنھیں اسلام و شرائع اسلام، کتاب اللہ و سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم دی،

یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا اور بلال بن الحارث المزنی کے ہمراہ بھیجکر آپ کو مسلمانوں کے غلبے اور بنی الحارث کے اسلام کی طرف تیزی سے سبقت کرنے کی خبر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو خوشخبری دو اور ڈراؤ بھی، آؤ جب تو اس طرح کہ تمھارے ہمراہ اُن کا وفد بھی ہو، خالد اسی طرح آئے کہ ہمراہ اُن لوگوں کا وفد بھی تھا، جن میں قیس بن الحصین ذو الغصہ، یزید بن عبد المدان، عبد اللہ بن عبد المدان، یزید بن المحجل، عبد اللہ بن قراد شداد بن عبد اللہ القنانی و عمرو بن عبد اللہ بھی تھے،

خالد نے ان لوگوں کو اپنے پاس ٹھیرایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ لوگ بھی ہمراہ تھے آپ نے فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں جو ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یہ بنی الحارث بن کعب ہیں۔

اُن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، کلمۂ شہادت "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دس دس اوقیہ چاندی انعام عطا فرمائی، قیس بن الحصین کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی، اُنھیں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الحارث بن کعب پر امیر بنایا۔

یہ لوگ بقیہ ایام شوال میں اپنی قوم کی جانب واپس گئے، اس کے چار ماہ بعد رسول اللہ صلوات اللہ علیہ ورحمتہ وبرکاتہ کثیراً دائماً کی وفات ہوگئی۔

۷۳ شعبی سے مروی ہے کہ عبدہ بن مُسہر الحارثی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ سے وہ چیزیں دریافت کیں جن کو وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے

اور اپنے سفر میں اُنھوں نے دیکھی تھیں،
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنھیں وہ چیزیں بتانے لگے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ اے ابن مسہر اسلام لے آؤ اور اپنے دین کو دنیا کے عوض فروخت نہ کرو، وہ اسلام لے آئے۔

(۴۹) وفد ہمدان

حبّان بن ہانی بن مسلم بن قیس بن عمرو بن مالک بن لائی الہمدانی ثم الارحبی نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ قیس بن مالک بن لائی الارحبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ مکے میں تھے، انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ میں اس لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ پر ایمان لاؤں اور آپ کی مدد کروں۔
فرمایا، مرحبا، اے گروہ ہمدان کیا تم لوگ وہ اختیار کروگے جو مجھ میں ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جی ہاں، فرمایا: اچھا تم اپنی قوم کے پاس جاؤ، اگر اُنھوں نے بھی یہی کیا تو واپس آنا میں تمھارے ساتھ چلوں گا،
قیس اپنی قوم کی جانب روانہ ہوئے، وہ لوگ اسلام لائے، غسل کے لئے اندر گئے، قبلے کی طرف رخ کیا، قیس بن مالک ان لوگوں کے اسلام کی خبر لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ ہوئے۔ عرض کی کہ میری قوم اسلام لے آئی ہے، انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے اخذ کروں،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیس کیسے اچھے قاصد قوم ہیں۔ اور فرمایا کہ تم نے وفا کی اللہ تمھارے ساتھ وفا کرے۔
آپ نے ان کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا، ان کی قوم ہمدان کے (قبایل) جو خالص و نجیب تھے، جو بیرونی تھے، جو لاحق تھے اور جو ان کے موالی تھے سب پر اُن کی امارت کے لیے تحریر فرمایا کہ وہ لوگ اُن کی باتیں سنیں، طاعت کریں اور یہ کہ ان کے لیے اللہ و رسول کی ذمہ داری ہے، جب تک تم اگ

نماز کو قائم رکھو اور زکوۃ ادا کرو۔
آپ نے قیس کو تین سو فرق (پیمانۂ یمن) بیت المال میں سے ہمیشہ کے لئے جاری فرمایا، دو سو فرق کشمش اور جوار نصف نصف اور ایک سو فرق گیہوں۔
ابو اسحاق نے اپنی قوم کے شیوخ سے روایت کی کہ ایام حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو قبائل عرب کے سامنے پیش کیا، قبیلۂ ارحب کے ایک شخص جن کا نام عبد اللہ بن قیس بن ام غزال تھا آپ کے پاس سے گذرے، فرمایا: کیا تمہاری قوم کے پاس مدافعت کی قوت ہے؟ عرض کی: جی ہاں،
آپ نے اُن کے سامنے اسلام پیش کیا، وہ مسلمان ہو گئے، مگر یہ اندیشہ ہوا کہ اُن کی قوم آپ کے ساتھ بدعہدی کرے گی، اس لئے آپ سے آئندہ حج کا وعدہ کیا۔
آپ نے ان ہمدانی کو ان کی قوم کے ارادے سے روانہ فرمایا، بنی زبید کے ایک شخص ذباب نے انھیں قتل کر دیا۔ اس کے بعد قبیلۂ ارحب کے چند نوجوانوں نے عبد اللہ بن قیس کے عوض ذباب الزبیدی کو قتل کر دیا۔
۴۴ اہل علم سے مروی ہے کہ وفد ہمدان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کیفیت سے آیا کہ ان کے بدن پر حبرہ کے بنے ہوئے کپڑے تھے جن کی گوٹ دیباج (ریشم) کی تھی، ان لوگوں میں ذی مشعار کے حمزہ بن مالک بھی تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمدان کیا اچھا قبیلہ ہے کہ مدد پر سبقت کرنے والا اور مصیبت پر صبر کرنے والا ہے انھیں میں سے اسلام کے رُوسا و ابدال ہوں گے۔
یہ لوگ اسلام لے آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے متعلق تحریر فرمایا کہ ہمدان کے خارف و یام شاکر کے علاقے، اہل الہضب وحقاف الرمل مسلمانوں کے لئے ہیں۔

(۵۰) وفد سعد العشیرہ

عبد الرحمن بن ابی سبرۃ الجعفی سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

روانگی کی خبر سنی تو بنی انس اللہ بن سعد العشیرہ کے ایک شخص ذباب نے سعد العشیرہ کے بت پر جس کا نام فراض تھا حملہ کیا اور اُسے ریزہ ریزہ کر دیا۔

اس کے بعد وہ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اسلام لائے۔ اور یہ شعر کہے۔

تبعت رسول الله اذ جاء بالهدى　　وخلفت فراضا بدار هوان

(میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرلی جب آپ ہدایت لائے۔ اور فراض کو میں نے مقام ذلت میں چھوڑ دیا۔)

شددت عليه شدة فتركته　　كان لم يكن والدهر ذو حدثان

(میں نے اُس پر حملہ کیا اور اُسے اس حالت میں چھوڑا کہ گویا وہ تھا ہی نہیں، زمانہ تو انقلاب والا ہے ہی)

فلما رأيت الله اظهر دينه　　اجبت رسول الله حين دعاني

(جب میں نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا، تو جب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی میں نے قبول کر لی۔)

فاصبحت للاسلام ماعشت ناصرا　　والقيت فيها كلكلي وجراني

(میں جب تک زندہ رہوں گا اسلام کا مددگار رہوں گا۔ اور اسی میں میں اپنا تمام زور لگاؤں گا۔)

فمن مبلغ سعد العشيره انني　　شريت الذي يبقى بآخر فان

(ہے کوئی جو سعد العشیرہ کو یہ خبر پہنچا دے کہ میں نے فانی چیز کے عوض باقی رہنے والی چیز خریدی ہے)

مسلم بن عبداللہ بن شریک النخعی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبداللہ ابن ذباب الانسی جنگ صفین میں علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ تھے، وہ اُن کے لئے کافی تھے۔

(۵۱) وفد عنس

مذحج کے عنس بن مالک کے قبیلے کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ہم میں ایک شخص تھے جو بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم کے پاس گئے، وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرتؐ شام کا کھانا نوش فرما رہے تھے' آپ نے انھیں کھانے کے لئے بلایا تو یہ بیٹھ گئے۔

جب آپ کھانا نوش فرما چکے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب آئے اور فرمایا کہ کیا تم شہادت دیتے ہو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندہ و رسول ہیں' اُنھوں نے کہا کہ "اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ"۔

۵ے فرمایا: تم طمع سے آئے ہو یا خوف سے' عرض کی: طمع کے متعلق یہ عرض ہے کہ بخدا آپ کے قبضے میں کوئی مال نہیں (جس کا کوئی لالچ کرے) اور خوف کے متعلق یہ گزارش ہے کہ بخدا میں ایسے شہر میں رہتا ہوں جہاں آپ کے لشکر نہیں پہنچ سکتے (کہ کوئی خوف کرے) لیکن مجھے (عذاب آخرت کا) خوف دلایا گیا تو میں ڈر گیا' مجھ سے کہا گیا کہ اللہ پر ایمان لاؤ میں ایمان لے آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ قبیلۂ عنس کے اکثر لوگ مقرر ہیں چند روزہ قیام میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آمد و رفت کرتے رہے' آخر آپ سے رخصت ہوتے آئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روانہ ہو جاؤ۔

آپ نے انھیں زادراہ دیا' اور فرمایا کہ اگر تمھیں کوئی چیز (مرض وغیرہ) محسوس ہو تو کسی قریب کے گاؤں میں پناہ لے لینا۔ وہ روانہ ہوئے راستے میں شدید بخار آ گیا' اُنھوں نے کسی قریب کے گاؤں میں پناہ لی اور وہیں وفات پائی' اللہ ان پر رحمت کرے۔ اُن کا نام ربیعہ تھا۔

(۵۲) وفد داریین

عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ وغیرہ سے مروی ہے کہ داریین کا وفد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی تبوک سے واپسی کے وقت آیا یہ دس آدمی تھے جن میں تمیم ونعیم فرزندان اوس بن خارجہ بن سواد بن جذیمہ بن درّاع بن عدی بن الدار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن لخم، یزید بن قیس بن خارجہ، الفاکہ بن النعمان بن جبلہ بن صفارہ یا صفاّر بن ربیعہ بن درّاع بن عدی بن الدار، جبلہ بن مالک بن صفارہ، ابو ہند وطیب فرزندان ذر، یہی ذر عبداللہ بن رزین بن عمیت بن ربیعہ بن درّاع تھے، ہانی بن حبیب، عزیز ومرہ فرزندان مالک بن سواد بن جذیمہ تھے،

یہ لوگ اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طیب کا نام عبداللہ اور عزیز کا نام عبدالرحمٰن رکھا، ہانی بن حبیب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شراب کی مشک، چند گھوڑے اور ایک ریشمی قباء جس میں سونے کے پتر لگے ہوئے تھے بطور ہدیہ پیش کی۔

آپ نے گھوڑوں اور قباء کو قبول فرمالیا (اور مشک کو قبول نہیں فرمایا) یہ قباء عباس بن عبدالمطلب کو عطا فرمائی عباس نے عرض کی کہ میں اسے کیا کروں گا (کیونکہ اس کا پہننا جائز نہیں، فرمایا: سونا نکال کر اپنی عورتوں کے لئے اس کا زیور بنوالو یا اسے (فروخت کر کے) خرچ کرلو، قباء کے ریشم کو فروخت کر ڈالو اور اس کی قیمت لے لو۔

عباس نے اسے ایک یہودی کے ہاتھ آٹھ ہزار درم کو فروخت کر دیا تمیم نے عرض کی: ہمارے نواح میں روم کی ایک قوم ہے جن کے دو گاؤں ہیں ایک کا نام حبری اور دوسرے کا بیت عینون ہے اگر اللہ آپ کو ملک شام پر فتح عطا فرمائے تو یہ دونوں گاؤں مجھے ہبہ فرما دیجئے فرمایا: وہ تمہارے ہی ہوں گے۔

جب ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے تو انھوں نے ان کو یہ گاؤں دیدیئے انھیں ایک فرمان لکھدیا، داریین کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مقیم رہا آپ نے ان لوگوں کے لئے ایک سو وسق (پیمانۂ غلہ) وصیت فرمائی۔

(۵۳) وفد الرہاویین از قبیلۂ مذحج

زید بن طلحۃ التیمی سے مروی ہے کہ سنہ ۱۰ھ میں پندرہ آدمی رہاویین کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، یہ لوگ قبیلۂ مذحج کے تھے، رملہ بنت الحارث کے مکان پر اترے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس تشریف لائے، بڑی دیر تک باتیں کرتے رہے، ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند ہدایا پیش کئے جن میں ایک گھوڑا بھی مرواح نام کا تھا، آپ نے اس کے متعلق حکم دیا تو آپ کے سامنے پھیرا گیا، آپ نے اسے پسند فرمایا،

یہ لوگ اسلام لائے، قرآن و فرائض سیکھے، آپ نے ان لوگوں کو بھی اسی طرح انعام دیا جس طرح آپ وفد کو دیا کرتے تھے کہ ان کے بڑے درجے والے کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی اور کم درجے والے کو پانچ اوقیہ، یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے۔

ان میں سے چند آدمی آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے سے حج کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مقیم رہے، آپ نے خیبر کی پیداوار سے لشکر کی مد میں ان لوگوں کے لئے ایک سو وسق جاری کرنے کی وصیت فرمائی، اور فرمان لکھدیا،

ان لوگوں نے اس کو زمانۂ معاویہ میں فروخت کر ڈالا۔

عمرو بن ہزان بن سعد الرہادی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم میں سے ایک آدمی جن کا نام عمرو بن سبیع تھا بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ایک جھنڈا باندھ دیا، یہی جھنڈا لیکر انھوں نے معاویہ کے ہمراہ جنگ صفین میں (حضرت علیؓ کے لشکر سے) جنگ کی۔ بارگاہ رسالت میں اپنی حاضری کے متعلق یہ اشعار کہے۔

الیک رسول اللہ اعملت نصہا تجوب الفیافی سملقا بعد سملق

(یا رسول اللہ، میں نے سواری کا رخ آپ کی جانب کر دیا ہے جو یکے بعد دیگرے دشت و بیاباں کی صحرانوردی کر رہی ہے)

علی ذات الواح اُکلفھا السری تخبّ برحلی مرۃ ثم تعنق

(وہ سواری جس پر لکڑی کی زین ہے میں اس کو شب نوردی کی تکلیف دے رہا ہوں میرا سامان اُٹھائے ہوئے کبھی تو جھک جاتی ہے اور کبھی گردن اونچی کر لیتی ہے)۔

فمالک عندی راحۃ او تلجلجی بباب النبی الھاشمی الموفق

(اے سواری میرے ہاں تجھے اس وقت تک آرام ملنے کا نہیں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے تک تو نہ پہنچ جائے)۔

عتقت اذا من رحلۃ ثم رحلۃ وقطع دیامیم وھمّ مؤرق

(وہاں پہنچنے کے بعد پھر تو ہر ایک سفر سے رہا و آزاد ہو جائے گی، نہ تجھے کہیں جانا پڑے گا نہ ایسی زحمت ہو گی کہ شب بھر بیدار رہے)۔

تیسرے شعر میں "تلجلجی" کا لفظ ہے، اس کے معنی بتاتے ہوئے ہشام کہتے ہیں کہ تلجلج اونٹنی کے ایسے بیٹھ جانے کو کہتے ہیں کہ پھر نہ اُٹھے۔

شاعر کہتا ہے:

فمن مبلغ الحسناء ان حلیلھا مصاد بن مذعور تلجلج غادرا

(محبوبہ سے کون ہے کہ جا کے کہہ دے کہ اس کا شوہر غداری کے باعث تذبذب میں پڑ گیا ہے)

(۵۴) وفد غامد

متعدد اہل علم سے مروی ہے کہ وفد غامد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رمضان میں آیا، یہ دس آدمی تھے، جو بقیع الغرقد میں اُترے۔ اپنے اچھے کپڑے پہنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے آپ کو سلام کیا اور

اسلام کا اقرار کیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک فرمان تحریر فرما دیا جس میں شرائع اسلام تھے، یہ لوگ ابی بن کعب کے پاس آئے تو انھوں نے ان لوگوں کو قرآن سکھایا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اسی طرح انعام دیا جس طرح وفد کو دیتے تھے اور یہ واپس گئے۔

(۵۵) وفد النخع

شیوخ نخع سے مروی ہے کہ قبیلۂ نخع نے اپنے دو آدمیوں کو جن میں سے ایک کا نام ارطاۃ بن شراحیل بن کعب تھا کہ بنی حارثہ بن سعد بن مالک بن النخع میں سے تھے، دوسرے جہیش کو جن کا نام ارقم تھا کہ بنی بکر بن عوف بن النخع میں سے تھے بطور وفد اپنے اسلام کی خبر کے ساتھ رسول اللہ کے پاس بھیجا یہ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔
آپ نے ان دونوں کے سامنے اسلام پیش کیا، دونوں نے قبول کیا اور اپنی قوم کی جانب سے بیعت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی حالت اور حسن ہیئت پسند آئی، فرمایا کیا تمھارے پیچھے تمھاری قوم میں سے کوئی تم دونوں کے مثل ہے، انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ہم اپنی قوم کے ایسے ستر آدمی چھوڑ آئے ہیں جو سب کے سب ہم دونوں سے افضل ہیں ان میں سے ہر ایک معاملات کا فیصلہ کرتا ہے اور کاموں کو پورا کرتا ہے، جب کوئی کام ہوتا ہے تو لوگ ہمارے شریک و سہیم نہیں ہوتے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور ان کی قوم کے لئے دعائے خیر فرمائی، اور فرمایا کہ اے اللہ نخع کو برکت دے، ارطاۃ کو امیر قوم بنا کے ایک جھنڈا عطا فرمایا جو فتح مکہ میں ان کے ہاتھ میں تھا، وہ اسے قادسیہ میں بھی لائے تھے اسی روز (یعنی جنگ قادسیہ میں) وہ شہید ہو گئے، ان کے

بھائی دُرید نے اسے لیلیا اور وہ بھی شہید ہو گئے، دونوں پر اللہ رحمت نازل کرے، پھر اُسے بنی جذیمہ کے سیف بن الحارث نے لیلیا اور کوفہ لے گئے۔

محمد بن عمر الاسلمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو سب سے آخری وفد آیا وہ وفد نخع تھا، یہ لوگ یمن سے وسط محرم سنہ ۱۱ھ میں آئے، یہ دو سو آدمی تھے جو رملہ بنت الحارث کے مکان پر اترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسلام کا اقرار کرتے ہوئے آئے۔

ان لوگوں نے یمن میں معاذ بن جبل سے بیعت کی تھی، ان میں زرارہ بن عمرو بھی تھے۔

ہشام بن محمد نے کہا کہ یہ زُرارہ بن قیس بن الحارث بن عدّاء تھے اور یہ نصرانی تھے۔

(۵۶) وفد بجیلہ

عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جریر بن عبداللہ البجلی سنہ ۱۰ھ میں مدینہ آئے ہمراہ ان کی قوم کے ڈیڑھ سو آدمی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان لوگوں کی آمد سے پہلے بطور پیشینگوئی حاضرین سے) فرمادیا تھا کہ اس وسیع راہ سے تمہیں ایک بہترین بابرکت شخص نظر آئے گا جس کی پیشانی پر سلطنت کا نشان ہوگا،

جریر اپنی سواری پر نظر آئے، ہمراہ اُن کی قوم بھی تھی، یہ لوگ اسلام لائے اور بیعت کی۔

جریر نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیلایا اور مجھے ۷۸
بیعت کیا اور فرمایا کہ (یہ بیعت) اس پر ہے کہ تم شہادت دو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، مسلمانوں کی خیر خواہی کرو والی کی اطاعت کرو اگرچہ وہ حبشی غلام ہی ہو۔
عرض کی جی ہاں۔ آپ نے انھیں بیعت کرلیا۔

قیس بن عزرۃ الاحمسی قبیلۂ احمس کے ڈھائی سو آدمیوں کے ہمراہ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم لوگ احمسُ اللہ (اللہ کے بہادر) ہیں زمانۂ جاہلیت میں اُن لوگوں کو یہی کہا جاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج سے تم لوگ احمسُ للہ (اللہ کے لئے بہادر) ہو۔ بلال کو حکم دیا کہ بجیلہ کے شتر سواروں کو انعام دو اور احمسیین سے شروع کرو، انھوں نے یہی کیا،

جریر بن عبد اللہ کا قیام فروہ بن عمرو البیاضی کے پاس تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اُن کے پس پشت والوں کا حال دریافت فرمایا، عرض کی: یا رسول اللہ اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا، اذان کو مساجد اور صحنوں میں غالب کر دیا، قبائل نے اپنے وہ بت توڑ ڈالے جن کی وہ پوجا کرتے تھے، فرمایا: اچھا ذو الخلصہ (بت) کیا ہوا۔ عرض کی کہ ابھی تو اپنی حالت پر باقی ہے، انشاء اللہ اُس سے بھی راحت مل جائیگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذو الخلصہ کو توڑنے کے لئے بھیجا، ان کے لئے جھنڈا باندھا تو عرض کی کہ میں (سواری نہ جاننے سے) گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اے اللہ ان کو ہادی (ہدایت کرنے والا) اور مہدی (ہدایت یافتہ) بنا دے،

وہ اپنی قوم کے ہمراہ جو تقریباً دو سو تھے روانہ ہوئے، زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ واپس آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اُسے توڑ ڈالا؟ عرض کی: قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، جی ہاں (توڑ ڈالا) اُس پر جو کچھ تھا میں نے لیلیا، اُسے آگ میں جلا دیا، ایسی گت بنا دی کہ جو اس سے محبت کرتا ہے اسے ناگوار ہوگا ہمیں اُس کے توڑنے سے کسی نے نہیں روکا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس روز قبیلۂ احمس کے پیادہ اور سواروں کے لئے دعائے برکت کی،

(۵۷) وفد خثعم

یزید و دیگر اہل علم سے مروی ہے کہ جریر بن عبد اللہ کے ذو الخلصہ کو منہدم کرنے

اور قبیلۂ خثعم کے کچھ لوگوں کو قتل کرنے کے بعد وفدِ عثعث بن زحر وانس بن مُدرک قبیلۂ خثعم کے چند آدمیوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ پر جو کچھ وہ اللہ کے پاس سے لائے ایمان لاتے ہیں، آپ ہمیں ایک فرمان لکھدیجئے کہ جو کچھ اس میں ہو ہم اس کی پیروی کریں۔

آپ نے ان لوگوں کو ایک فرمان لکھدیا جس میں جریر بن عبداللہ و حاضرین کی گواہی تھی۔

(۵۸) وفد الاشعرین ۷۹

اہل علم نے کہا ہے کہ اشعرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، وہ پچاس آدمی تھے۔ جن میں ابو موسیٰ الاشعری، ان کے بھائی اور ان کے ہمراہ قبیلۂ عک کے دو آدمی تھے، یہ لوگ کشتی میں بحری راستے سے آئے اور جدے میں اُترے۔

جب مدینے کے نزدیک پہنچ گئے تو کہنے لگے کہ "غداً نلقی الاحبہ محمداً وحزبہ" (کل ہم احباب سے ملیں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ سے)۔

یہ لوگ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر خیبر میں پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدمبوس ہوئے بیعت کی اور اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشعرین لوگوں میں ایسے ہیں جیسے تھیلی میں مشک ہو۔

(۵۹) وفد حضرموت

اہل علم نے کہا ہے کہ وفد حضرموت وفد کندہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، یہ لوگ بنی ولیعہ شاہان حضرموت حمدہ ومخوس ومشرح والبضعہ تھے یہ لوگ اسلام لائے۔

مخوس نے کہا، یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میری زبان سے میرے اس ہکلے پن کو دور کر دے، آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور انھیں کچھ غلہ (سالانہ) حضر موت کی پیداوار سے عطا فرمایا۔

وائل بن حُجر الحضرمی بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، عرض کیا کہ میں اسلام و ہجرت کے شوق میں آیا ہوں، آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

وائل بن حُجر کی آمد کی خوشی میں ندا دیگئی کہ "الصلوٰۃ جامعۃ" تاکہ لوگ جمع ہو جائیں (جب کسی کام کے لئے لوگوں کو جمع کرنا مقصود ہوتا تھا تو یہی ندا دیجاتی تھی)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ بن ابی سفیان کو حکم دیا کہ انھیں ٹھیرائیں، وہ وائل کے ہمراہ پیادہ روانہ ہوئے، وائل اونٹ پر سوار تھے۔

معاویہ نے ان سے کہا کہ اپنا جوتہ میری طرف ڈال دیجئے (کہ میں اُسے پہن لوں) انھوں نے کہا کہ نہیں، میں ایسا نہیں ہوں کہ تمھارے پہننے کے بعد میں اُسے پہنوں، معاویہ نے کہا کہ اچھا مجھے اپنے پیچھے بیٹھا لیجئے انھوں نے کہا کہ تم بادشاہوں کے ہم نشینوں میں نہیں ہو، معاویہ نے کہا کہ گرمی کی شدت میرے پاؤں جلسے دیتی ہے، انھوں نے کہا کہ میری اونٹنی کے سایہ میں چلو، بس یہی تمھارے شرف کے لئے کافی ہے۔

جب انھوں نے اپنے وطن کی روانگی کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان لکھدیا۔

یہ فرمان محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے وائل بن حُجر شاہ حضر موت کے لئے ہے کہ تم اسلام لائے، جو زمینیں اور قلعے تمھارے قبضے میں ہیں وہ میں نے تمھارے لئے کر دیئے تم سے دس میں سے ایک حصہ لے لیا جائے گا جس میں صاحب عدل غور کرے گا، میں نے تمھارے لئے یہ شرط کی ہے، تم اس میں کمی نہ کرنا جب تک کہ دین قائم ہے اور نبی و مومنین اُس کے مددگار ہیں۔

ابن ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ مخوس بن معدی کرب بن ولیعہ مع اپنے ہمراہیوں کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطور وفد آئے، یہ لوگ روانہ ہوئے تو

مخوس کو لقوہ ہو گیا، ان میں سے کچھ لوگ واپس آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ،
۸۰ سردار عرب کو لقوہ ہو گیا، آپ ہمیں اُس کی دوا بتا دیجیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سوئی لو اُسے آگ میں تپاؤ پھر اُن کی دونوں پلکوں کو الٹو۔ بس اسی میں اس کی شفاء ہے، لامحالہ اسی کی طرف جانا ہے، اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ تم لوگوں نے میرے پاس سے روانہ ہوتے وقت کیا کہا تھا (جس کی وجہ سے یہ سزا ملی، اُنھوں نے حضرت معاویہ سے متکبرانہ کلمات کہے تھے جو اللہ کو ناگوار ہوئے) ان لوگوں نے یہی کیا۔ وہ اچھے ہو گئے۔

عمرو بن مہاجر الکندی سے مروی ہے کہ ایک خاتون حضر موت کے قبیلۂ تنعہ کی تھیں جن کا نام تہناۃ بنت کلیب تھا۔ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک لباس بنایا، اپنے بیٹے کلیب بن اسد بن کلیب کو بلایا اور کہا کہ اس لباس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاؤ، وہ اُسے آپ کے پاس لائے اور اسلام قبول کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی، ان کی اولاد میں سے ایک شخص نے اپنی قوم کو تعریض کرتے ہوئے یہ اشعار کہے ہیں۔

لقد مسح الرسول ابا بینا　　ولم یمسح وجوہ بنی بحیر

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دادا کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ بنی بحیر کے چہروں پر آپ نے ہاتھ نہیں پھیرا)

شبابھم، وشیبھم، سواء　　فھم فی اللؤم اسنان الحمیر

(چنانچہ ان لوگوں کے بوڑھے اور جوان سب برابر ہیں، وہ سب کمینہ پن میں گدھوں کے دانتوں کی طرح ہیں)

کُلیب جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو اُنھوں نے یہ اشعار کہے۔

من وشز برھوت تھوی بی عذافرۃ　　الیک یا خیر من یحفی وینتعل

(میں بر حضر موت سے آرہا ہوں، آتے ہوئے جھک جھک جاتا ہوں۔ میں آپ کی جناب میں حاضر ہورہا ہوں اے اُن سب سے بہتر جو پابرہنہ وپاپوشیدہ ہیں)

تجوب بی صفصفا غُبرا مناهله　　تزداد عفوا اذا ماكلت الابل

(سواری مجھے ایسے میدانوں سے لارہی ہے جہاں تالابوں کے گھاٹ بھی گرد آلود ہیں اونٹ جب تھک جائیں تو ان کا گرد وغبار اور بڑھ جائے)

شهرين اعملها نصا على وجل　　ارجو بذاك ثواب الله يا رجل

(اسی دشت نوردی میں دو مہینے گزر گئے کہ ندامت کے ساتھ سفر کر رہا ہوں اور اس سفر سے اللہ کے اجر وثواب کی امید رکھتا ہوں)

انت النبی الذی کنا نخبره　　وبشرتنا بك التوراة والرسل

(آپ وہی نبی ہیں جن کی ہمیں خبر دی جارہی تھی، ہمیں توریت نے اور پیمبروں نے آپ کے متعلق بشارت دی تھی)

علقمہ بن وائل سے مروی ہے کہ وائل بن حُجر بن سعد الحضرمی بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے اُن کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی اُنھیں ان کی قوم کا سردار بنایا،

آپ نے لوگوں سے تقریر فرمائی کہ اے لوگو یہ وائل بن حجر ہیں جو تمہارے پاس اسلام کے شوق میں حضر موت سے آئے ہیں۔ اس پر آپ نے اپنی آواز کو بلند فرمایا) پھر معاویہ سے فرمایا کہ انھیں لیجاؤ اور ان کو حرّہ میں کسی مکان میں ٹھیراؤ،

معاویہ نے کہا کہ میں انھیں لیگیا، گرمی کی شدت میرے پاؤں جھلس رہی تھی میں نے (وائل بن حجر سے) کہا کہ مجھے (اونٹ پر) اپنے پیچھے بٹھا لیجئے اُنھوں نے کہا کہ تم بادشاہوں کے ہمنشینوں میں نہیں ہو، میں نے کہا کہ اچھا اپنے جوتے مجھے دیدیجیے کہ انھیں پہن کر گرمی کی تکلیف سے بچوں، انھوں نے کہا کہ اہل یمن کو یہ خبر نہ پہنچے کہ رعیّت نے بادشاہ کا جوتہ پہن لیا، اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے

اپنی اونٹنی کو (تیزی سے) روک لوں اور تم اُس کے سایہ میں چلو۔
معاویہ نے کہا کہ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو ان کی گفتگو کی خبر دی تو فرمایا کہ بیشک اُن میں جاہلیت کا حصہ باقی ہے"۔ جب اُنھوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمان لکھدیا۔

(۶۰) وفد ازد عُمان

علی بن محمد سے مروی ہے کہ اہل عُمان اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی کو ان لوگوں کے پاس بھیجا کہ وہ اُن کو شرائع اسلام سکھائیں اور زکوٰۃ وصول کریں۔ ان لوگوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ ہوا جن میں اسد بن یبرح الطاحی بھی تھے یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے آپ سے درخواست کی کہ ان کے ہمراہ آپ کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو ان کے معاملات کا انتظام کرے۔
مخربۃ العبدی نے جن کا نام مُدرک بن خوط تھا عرض کی کہ مجھے ان لوگوں کے پاس بھیجدیجئے کیونکہ ان کا مجھ پر ایک احسان ہے، انھوں نے جنگ جنوب میں مجھے گرفتار کر لیا تھا، پھر مجھ پر احسان کیا (کہ رہا کر دیا)۔
آپ نے انھیں کو ان لوگوں کے ہمراہ عُمان بھیجدیا، ان کے بعد سلمہ بن عیاذ الازدی اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کس کی عبادت کرتے ہیں اور کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بتایا تو عرض کی کہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہماری بات اور الفت کو جمع کر دے۔
آپ نے ان لوگوں کے لئے دعا فرمائی سلمہ اور ان کے ہمراہی اسلام لائے۔

(۶۱) وفد غافق

اہل علم نے کہا ہے کہ جُلیحہ بن شجّار بن صُحار الغافقی اپنی قوم کے چند آدمیوں کے

ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی، یا رسول اللہ ہم لوگ اپنی قوم کے ادھیڑ عمر کے لوگ ہیں، اسلام لائے ہیں، ہمارے صدقات میدانوں میں رکے ہوئے ہیں،

فرمایا کہ تمہارے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے ہیں، تم پر وہی امور لازم ہیں جو مسلمانوں پر لازم ہیں،

عوذ بن سریر الغافقی نے کہا کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، اور اس کے رسول کی پیروی کی۔

(۶۲) وفد بارق

اہل علم نے کہا ہے کہ وفد بارق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی، وہ لوگ اسلام لائے، اور بیعت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمان لکھدیا کہ۔

یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے بارق کے لئے ہے کہ نہ تو بارق سے بغیر دریافت کئے ہوئے ان کے پھل کاٹے جائیں گے نہ جاڑے یا گرمی میں ان کے وطن میں جانور چرائے جائیں گے، جو مسلمان چراگاہ نہ ہونے کی وجہ سے یا خود روگھاس چرانے کے لئے ان کے پاس سے گذرے تو اس کی تین روز کی مہمانداری (ان کے ذمے) ہوگی، جب ان کے پھل پک جائیں تو مسافر کو اتنے گرے پڑے پھل اٹھانے کا حق ہوگا جو اس کے شکم کو سیر کردیں، بغیر اس کے کہ وہ اپنے ہمراہ لاد کر لیجائے۔

گواہ شد ابو عبیدہ بن الجراح و حذیفہ بن الیمانی بقلم ابی بن کعب۔

(۶۳) وفد دوس

اہل علم نے کہا ہے کہ جب طفیل بن عمرو الدوسی اسلام لائے تو انھوں نے اپنی قوم کو

دعوت دی، وہ اسلام لائے اور ستر یا اسی آدمی جو قرابت دار تھے مدینے آئے ان میں ابو ہریرہ وعبداللہ بن اُزیہر الدوسی بھی تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے، یہ لوگ آپ کے پاس گئے اور وہیں قدمبوس ہوئے۔ ۸۲
ہم سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت خیبر میں سے ان لوگوں کا بھی حصہ لگایا، یہ لوگ آپ کے ہمراہ مدینے آئے۔
طفیل بن عمیر نے عرض کی: یا رسول اللہ مجھ میں اور میری قوم میں جدائی نہ فرمایئے آپ نے ان سب کو حرۃ الدجاج میں ٹھیرایا۔
ابو ہریرہ جب وطن سے نکلے تو اپنی ہجرت کے بارے میں یہ شعر کہا۔

یا طولہا من لیلۃ وعناءَہا ... علی انہا من بلدۃ الکفر نجّت

(رات کو سفر کرتے تکلیف اٹھاتے رہ نورد ہیں۔ کہ اس سفر نے کفر کی آبادی سے نجات دلادی)
عبداللہ بن اُزیہر نے عرض کی: یا رسول اللہ مجھے اپنی قوم میں شرافت ومرتبہ حاصل ہے، آپ مجھے ان پر مقرر فرمادیجئے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اے برادر دوس، اسلام غریب (ہونے کی حالت میں) شروع ہوا اور غریب ہی ہوجائے گا، جو اللہ کی تصدیق کرے گا نجات پائے گا، جو کسی اور طرف مائل ہوگا برباد جائے گا۔ تمہاری قوم میں سب سے بڑے ثواب والا وہ شخص ہے جو صدق میں سب سے بڑا ہو، اور حق عنقریب باطل پر غالب ہوجائے گا۔

(۴۶) وفد ثمالہ والحُدّان

اہل علم نے کہا ہے کہ عبداللہ بن علس الثمالی ومُسلیۃ بن ہزان الحُدانی اپنی اپنی قوم کے گروہ کے ساتھ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کی جانب سے بیعت کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو زکوٰۃ ان کے اموال پر مقرر فرمائی اس کے متعلق ایک فرمان ان لوگوں کو تحریر فرما دیا جس کو ثابت بن قیس بن شماس نے لکھا، اس پر سعد بن عبادہ و محمد بن مسلمہ کی شہادت ہوئی۔

(۶۵) وفد اسلم

اہل علم نے کہا کہ عمیرہ بن افصی قبیلۂ اسلم کی ایک جماعت کے ہمراہ آئے، ان لوگوں نے کہا کہ ہم اللہ و رسول پر ایمان لائے، آپ کے طریقے کی پیروی کی، آپ اپنے یہاں ہمارا ایسا مرتبہ مقرر فرما دیجئے جس کی فضیلت عرب بھی جانیں کیونکہ ہم لوگ انصار کے بھائی ہیں اور تنگی و فراخی میں ہمارے ذمے بھی آپ کی وفاداری و مددگاری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلم کو خدا سالم رکھے اور غفار کی خدا مغفرت کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلم اور تمام مسلم قبائل عرب کے لئے خواہ وہ ساحل پر رہتے ہوں یا میدان میں، ایک فرمان تحریر فرما دیا جس میں مواشی کے فرائض و زکوٰۃ کا ذکر تھا۔

اس صحیفہ کو ثابت بن قیس بن شماس نے لکھا اور ابو عبیدہ بن الجراح و عمر بن الخطاب کی شہادت ہوئی۔

(۶۶) وفد جذام

۸۳ اہل علم نے کہا کہ رفاعہ بن زید بن عمیر بن معبد الجذامی جو بنی الضبیب کے ایک فرد تھے قبل خیبر ایک صلح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے،

آپ کو ایک غلام بطور ہدیہ دیا اور اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں ایک فرمان لکھدیا۔

"یہ فرمان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے رفاعہ بن زید کے لئے اُن کی قوم اور اُن کے ہمراہیوں کے نام ہے، رفاعہ ان لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیں، جو آجائے وہ اللہ کے گروہ میں ہے، جو انکار کرے اُسے دو ماہ کے لئے امان ہے"

قوم نے دعوت قبول کی اور اسلام لائی۔

لقیس بن ناتل الجذامی سے مروی ہے کہ قبیلۂ جذام میں بنی نفاثہ کے ایک شخص تھے، جن کا نام فروہ بن عمرو بن النافرہ تھا، اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام کی خبر بھیجی، اور ایک سفید مادہ خچر بطور ہدیہ پیش کی،

فروہ روم کی جانب سے رومیوں سے ملے ہوئے علاقۂ عرب پر عامل تھے، اُن کا مستقر مُعان اور اُس کے متصل کا علاقہ شام تھا، اہل روم کو ان کے اسلام کی خبر پہنچی تو ان کو طلب کیا، گرفتار کر کے قید کر لیا، پھر اُنھیں نکالا کہ گردن ماردیں۔

اُنھوں نے یہ شعر کہا۔

ابلغ سُراة المومنین باننی سلم لربی اعظمی ومقامی

(سردار مومنین کو میری خبر پہنچا دو۔ اپنے رب کے لیے میری ہڈیاں بھی مطیع ہیں اور میرا مقام بھی فرمانبردار مقام ہے۔

(٦٧) وفد مہرہ

اہل علم نے کہا کہ وفد مہرہ، جن پر مہری بن الابیض رئیس تھے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا یہ لوگ اسلام لائے،

آپ نے ان کو انعام دیا اور ایک فرمان تحریر فرما دیا۔
"یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے مہری بن الابیض کے لئے ان مہرہ کے متعلق ہے جو آنحضرتؐ پر ایمان لائیں نہ تو یہ فنا کئے جائیں نہ برباد کئے جائیں، ان پر شرائع اسلام کا قائم کرنا واجب ہے، جو اس حکم کو بدلے گا، وہ (گویا) جنگ کرے گا اور جو اس پر ایمان لائے گا تو اس کے لئے اللہ و رسول کی ذمے داری ہے، گری پڑی چیز (مالک کو) پہنچانا ہوگی، مواشی کو سیراب کرنا ہوگا، میل کچیل برائی ہے، بیحیائی نافرمانی ہے"۔
بقلم محمد بن سلمۃ الانصاری۔
اہل علم نے کہا کہ قبیلۂ مہرہ کے ایک شخص جن کا نام زہیر بن قرضم بن العجیل بن قباث بن قمومیٰ بن نقلان العبدی بن الآمری بن مہریؔ بن حیدان بن عمرو ابن الحاف بن قضاعہ تھا جو الشحر سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بعد مسافت کی وجہ سے اکرام و مدارت فرماتے تھے، جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ نے انھیں بٹھایا اور سوار کرایا۔ اور انھیں ایک فرمان تحریر کر دیا جو آج تک (بعہد مصنف) ان لوگوں کے پاس ہے۔

۸۴

(۶۸) وفد حمیر

قبیلۂ حمیر کے ایک شخص سے، جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور بطور وفد آپ کے پاس حاضر ہوئے، مروی ہے کہ مالک بن مرارۃ الرہادی قاصد شاہان حمیر ان لوگوں کے خطوط و خبر اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔
یہ واقعہ رمضان ۹ھ کا ہے، آپ نے بلال کو حکم دیا کہ ان کو ٹھیرائیں، مدارات و ضیافت کریں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عبد الکلال و نعیم بن

عبد کلال و نعمان سرداران ذی رعین و معافر و ہمدان کے نام تحریر فرمایا کہ:

"امابعد، میں اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تمہارے قاصد ملک روم سے واپسی کے وقت، ہمارے پاس پہنچے، انھوں نے تمھارا پیام اور تمھارے یہاں کی خبریں ہمیں پہنچائیں تمھارے اسلام اور قتل مشرکین کی خبر دی۔ پس اللہ تبارک و تعالے نے تمھیں اپنی ہدایت سے سرفراز کیا ہے، بشرطیکہ تم لوگ نیکی کرو، اللہ و رسولؐ کی اطاعت کرو، نماز کو قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور غنیمت میں سے اللہ کا خمس اس کے نبی کا خمس اور منتخب حصہ جو صدقہ و زکوٰۃ مومنین پر فرض کیا گیا ہے، ادا کرو۔"

(۶۹) وفد نجران

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرمان بنام اہل نجران بھیجا، ان کے چودہ شرفائے نصاریٰ کا ایک وفد آپ کے پاس روانہ ہوا، جن میں قبیلۂ کندہ سے عاقب عبدالمسیح، بنی ربیعہ کے ابوالحارث بن علقمہ اور اُن کے بھائی کرز۔ اور سید داؤس فرزندان حارث و زید بن قیس و شیبہ و خویلد و خالد و عمرو و عبید اللہ بھی تھے۔

ان میں تین آدمی تھے جو تمام معاملات کے منتظم تھے۔

عاقب امیر و مشیر تھے، انھیں کی رائے پر وہ لوگ عمل درآمد کرتے تھے،

ابوالحارث اسقف (پادری) اور عالم و امام و منتظم مدارس تھے۔

سید ان کی سواریوں کے منتظم تھے۔

کرز برادر ابوالحارث یہ شعر پڑھتے ہوئے ان سب کے آگے بڑھے۔

الیک تغدو قلقا وضینها معترضا فی بطنها جنینها

(آپ کی جناب میں اس طرح حاضر ہو رہے ہیں کہ مرکب کے شکم میں جو بچہ ہے وہ بھی مضطرب ہے)

مخالفاً دین النصاریٰ دینہا

(نصاریٰ کے مذہب سے اُن کا مذہب بالکل جدا ہے)

(یہ شعر پڑھتے ہوئے) وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، وفد اُن کے ۸۵
بعد آیا، لوگ مسجد میں داخل ہوئے ان کے بدن پر حبرہ کے کپڑے اور چادریں تھیں جن پر حریر کی پٹیاں لگی تھیں،

یہ لوگ مسجد میں مشرق کی جانب (جدھر بیت المقدس ہے) نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو رہنے دو۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا، بات نہیں کی، عثمان نے اُن سے کہا کہ یہ تمھاری اس ہیئت کی وجہ سے ہے،

اُس روز وہ لوگ واپس چلے گئے، صبح کو راہبوں کے لباس میں آئے، سلام کیا تو آپ نے جواب دیا، اُنھیں اسلام کی دعوت دی، اُن لوگوں نے انکار کیا، اور آپس میں بہت گفتگو اور بحث ہوئی۔

آپ نے اُنھیں قرآن سنایا اور فرمایا کہ میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں اگر تم انکار کرتے ہو تو آؤ میں تم سے مباہلہ کرونگا (یعنی یہ دعا کروں گا کہ ہم دونوں میں جو فریق باطل پر ہو خدا اُس پر لعنت کرے)

اس بات پر وہ لوگ واپس گئے، صبح کو عبد المسیح اور اُن میں سے دو صاحب الرائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، عبد المسیح نے کہا کہ ہمیں یہ مناسب معلوم ہوا ہے کہ آپ سے مباہلہ نہ کریں، آپ جو چاہیں حکم دیں، ہم مان لیں گے اور آپ سے صلح کرلیں گے۔

آپ نے اُن سے دو ہزار ہتھیاروں پر (اور امور ذیل پر اس طرح صلح فرمالی کہ) ایک ہزار ہتھیار ہر رجب میں اور ایک ہزار ہر صفر میں واجب الادا ہوں گے، اگر یمن سے جنگ ہو تو نجران کے ذمے بطور عاریت تیس زرہیں اور تیس نیزے اور تیس اونٹ اور تیس گھوڑے ہوں گے۔ نجران اور اُن کے آس پاس والوں کی جان، مال، مذہب، ملک، زمین، حاضر، غائب اور اُن کی، عبادت گاہوں کے لئے اللہ کی پناہ

اور محمد نبی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہے، نہ تو ان کا کوئی اُسقف اپنی اسقفی سے نہ کوئی راہب اپنی رہبانیت سے اور نہ کوئی وقف کرنے والا اپنے وقف سے ہٹایا جائے گا" اس پر آپ نے چند گواہ قائم فرمائے جن میں سے ابو سفیان بن حرب واقرع بن حابس ومغیرہ بن شعبہ بھی تھے۔

یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے، سید و عاقب بہت ہی کم ٹھہرنے پائے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے اور اسلام لائے آپ نے انھیں ابو ایوب انصاری کے مکان پر اتارا۔

اہل نجران، جو فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے تحریر فرمادیا تھا، آپ کی وفات تک اُس کے مطابق رہے (اللہ کا سلام وصلوات وسلام ورحمت و رضوان آپ پر ہو۔)۔

ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اپنی وفات کے وقت اُن کے متعلق وصیت تحریر فرمائی جب یہ لوگ سودخواری میں مبتلا ہو گئے تو عمر بن الخطاب نے ملک سے انھیں نکالدیا اور ان کے لئے تحریر فرمایا کہ:

"یہ وہ فرمان ہے جو امیر المومنین عمر نے نجران کے لئے تحریر فرمایا ہے کہ ان میں سے جو جائے وہ اللہ کی امان میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر نے ان لوگوں کے لئے جو کچھ تحریر فرمایا اس پر عمل کرتے ہوئے ان کو کوئی مسلمان نقصان نہ پہنچائے امرائے شام وعراق میں سے یہ لوگ جس کے پاس پہنچیں وہ انھیں فراخدلی سے زمین دیں، اگر وہ اس میں کام کریں تو وہ ان کے اور ان کے اخلاف کے لیے صدقہ ہے، اس میں کسی کو اُن پر نہ کوئی گنجائش ہے اور نہ کوئی بار، جو مسلمان ان کے پاس موجود ہو تو ان پر ظلم کرنے والے کے خلاف ان کی مدد کرے، کیونکہ یہ وہ قوم ہے جن کی ذمہ داری ہے (عراق وشام) آنے کے بعد ان کا دو سال کا جزیہ انھیں معاف کر دیا جائے گا، انھیں سوائے اُس جائداد کے جس میں یہ کام کریں اور کسی چیز میں (محصول دینے کی) تکلیف نہ دیجائے گی، نہ ان پر ظلم کیا جائے گا نہ سختی کی جائے گی" گواہ شدہ۔ عثمان بن عفان ومعیقب بن ابی فاطمہ۔

اُن میں سے کچھ لوگ عراق پہنچے اور مقام نجرانیہ میں اُترے جو نواح کوفہ میں ہے۔

۸۶

(۷۰) وفد جیشان

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ ابو وہب الجیشانی اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ان لوگوں نے آپ سے یمن کی شراب کے متعلق دریافت کیا اس ذیل میں بتع کا نام لیا جو شہد سے بنتی ہے اور مزر کا جو جو سے بنتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس سے نشہ ہوتا ہے ؟ عرض کی: زیادہ پییں تو نشہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا قلیل بھی حرام ہے جس کے قلیل سے نشہ ہوتا ہو۔

انھوں نے آپ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو شراب بنائے اور اپنے کارندوں کو پلائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔

(۷۱) وفد السباع

درندوں کا وفد

مُطّلب بن عبد اللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ جس وقت مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے ایک بھیڑیا آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور آواز کرنے لگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درندوں کا قاصد ہے جو تمہارے پاس آیا ہے، اگر تم لوگ اس کا کوئی حصہ مقرر کر دو تو اس کے علاوہ کسی چیز پر نہ بڑھے گا اور اگر تم اس کو چھوڑ دو اور اس سے بچو تو وہ جو کچھ لے لیگا

اس کا رزق ہوگا۔

اصحاب نے عرض کی: یا رسول اللہ ہم تو اس کے لئے کسی چیز پر بھی راضی نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی طرف اپنی انگلیوں سے اشارہ فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس سے جلد ہی چلا جا، وہ پلٹ گیا، دیکھا تو بھاگ رہا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ توریت وانجیل میں ۸۸

ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے کعب الاحبار سے پوچھا کہ آپ توریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی تعریف پاتے ہیں انھوں نے کہا:

ہم آپ کو اس طرح پاتے ہیں کہ (نام نامی) محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مقام ولادت مکہ اور ہجرت گاہ کھجوروں کا باغ (یعنی مدینہ) ہوگا آپ کی سلطنت شام میں ہوگی، نہ تو آپ (معاذ اللہ) بیہودہ گفتار ہوں گے نہ بازاروں میں شور وغل کرنے والے، بدی کا بدلہ نہ لیں گے، معاف کر دیں گے اور بخش دینگے

ابو صالح سے مروی ہے کہ کعب نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت توریت میں یہ ہے

محمد صلعم میرے پسندیدہ بندے ہیں، نہ بد خلق ہیں نہ سخت کلام، نہ بازاروں میں شور غل کرنے والے ہیں، نہ برائی کے بدلے برائی، بلکہ معاف کر دیں گے اور بخشدیں گے۔ ان کی جائے ولادت مکہ اور جائے ہجرت مدینہ ہوگی ان کی سلطنت شام میں ہوگی۔

کعب سے مروی ہے کہ ہم توریت میں یہ پاتے ہیں کہ محمد نبی مختار نہ بد خلق ہوں گے نہ سخت کلام نہ بازاروں میں شور غل کرنے والے ہوں گے، برائی کے عوض برائی نکریں گے، معاف کر دیں گے اور بخشدیں گے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا عبد اللہ بن سلام کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت توریت میں یہ ہے کہ "اے نبی ہم نے آپ کو شاہد (یعنی آپ کی شریعت کو موجود رہنے والا) بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور امیین کا محافظ بنا کر بھیجا ہے، آپ میرے بندے اور رسول ہیں، میں نے آپ کا نام متوکل (خدا پر بھروسا کرنے والا) رکھا ہے، نہ تو وہ بد خلق ہوں گے نہ سخت کلام نہ رستوں میں شور غل کرنے والے۔ اور نہ برائی کے بدلے برائی کریں گے، لیکن معاف کر دیں گے اور درگذر کریں گے، میں انھیں اس وقت تک نہ اٹھاؤں گا تا وقتیکہ ان کے ذریعے سے ٹیڑھے ہو جانے والے مذہب کو سیدھا نہ کر دوں، اس طرح سے کہ لوگ "لا الٰہ الا اللہ" کہنے لگیں، ان کے ذریعے سے نابینا آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور غلاف چڑھے ہوئے دلوں کو کھول دے گا"۔

کعب کو معلوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ عبد اللہ بن سلام نے سچ کہا۔

زہری سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے کہا: توریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نعت ایسی نہ رہی جو میں نے نہ دیکھ لی ہو، سوائے حلم کے، میں نے تیس دینار ایک معینہ میعاد کے لئے آپ کو قرض دیے تھے، میں آپ کو چھوڑے رہا جب میعاد کا ایک روز رہ گیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا حق ادا کر دیجئے، اے گروہ بنی عبد المطلب آپ لوگوں کی ٹال مٹول بہت بڑھ گئی ہے۔

۸۸
عمرؓ نے کہا او یہودی خبیث، اگر آنحضرتؐ نہ ہوتے تو میں تیرا سر توڑ ڈالتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو حفص (عمر) خدا تمھاری مغفرت کرے، ہم دونوں کو اس کلام کے علاوہ تم سے اس امر کی ضرورت تھی کہ تم مجھے اس کا قرض ادا کرنے کا مشورہ دیتے جو مجھ پر واجب ہے وہ (یہودی) اس کا محتاج تھا کہ تم اس کا حق وصول کرنے میں اس کی مدد کرتے۔

یہودی نے کہا کہ میری جہالت و سختی سے برابر آپ کے حلم و نرمی میں اضافہ ہی ہوتا رہا، آپ نے فرمایا کہ اے یہودی تیرے حق کا وقت تو

کل ہوگا، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے ابوحفص اس کو اُس باغ میں لیجاؤ جو اس نے پہلے روز مانگا تھا، اگر یہ راضی ہو جائے تو اس کو اتنے اتنے صاع دیدو، اور جو کچھ تم نے اس کو کہا ہے اُس کی وجہ سے اتنے اتنے صاع زائد دیدو، اگر وہ راضی نہ ہو تو پھر بھی اُس کو فلاں فلاں باغ سے دیدو،

وہ کھجور پر راضی ہو گیا، عمرؓ نے اُس کو وہ دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور اتنا زیادہ بھی جس کا آپ نے حکم دیا تھا۔

یہودی نے کھجور پر قبضہ کر لیا تو کہا "اشهد ان لا اله الا الله وانه رسول الله" اے عمرؓ آپ نے مجھے جو کچھ کرتے دیکھا مجھے اس پر محض اس امر نے آمادہ کیا کہ میں نے تمام صفات مذکورۂ توریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مشاہدہ کر لی تھیں صرف حلم باقی تھا، آج میں نے وہ بھی آزما لیا، میں نے آپ کو توریت کی صفت کے مطابق پایا۔

میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ کھجور اور میرے مال کا نصف حصہ تمام فقرائے مسلمین پر صرف ہوگا، عمرؓ نے کہا کہ یا بعض فقراء پر، تو اس نے کہا کہ یا بعض فقراء پر۔

اس یہودی کے تمام گھر والے اسلام لے آئے سوائے ایک صد سالہ بڈھے کے جو اپنے کفر پر قائم رہا۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مذکورۂ توریت کو دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ "ہاں، واللہ توریت میں بھی آپ کی وہی صفت بیان کی گئی ہے جو قرآن میں ہے۔ یا ایها النبی انا ارسلناك شاهدا ومبشرا ونذیرا بھی توریت میں ہے کہ اے نبی ہم نے آپ کو شاہد و بشیر و نذیر اور بے پڑھوں کا محافظ بنا کر بھیجا ہے، آپ میرے بندے اور رسول ہیں، میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے، نہ تو بد خلق ہیں نہ سخت کلام، نہ راستوں میں شور کرنے والے، برائی کے بدلے برائی نہ کریں گے، بلکہ معاف کر دیں گے اور بخشدیں گے، میں اُس وقت تک اُنھیں وفات نہ دونگا تاوقتیکہ میں اُن کے ذریعے سے ٹیڑھے دین کو سیدھا نہ کر دوں،

بایں طور کہ لوگ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کہنے لگیں اس کے ذریعے سے نابینا آنکھ اور
بہرے کان پائیں گے اور غلاف چڑھے ہوئے دل کو اللہ اس طرح کھول دے گا کہ
وہ "لا الٰہ الا اللہ" کہنے لگیں گے"

کعب احبار نے بھی یہی بیان کیا سوائے اس کے کہ ان کے الفاظ بدلے ہوئے
تھے جن کے معانی یہی تھے۔

کثیر بن مرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ تمہارے پاس ایسے
رسول آ گئے جو نہ تو سست ہیں نہ کاہل، وہ اُن آنکھوں کو کھولیں گے جو نابینا ۸۹
تھیں، ان کانوں کو شنوا بنائیں گے جو بہرے تھے، اُن قلوب کا پردہ چاک کریں گے
جو غلاف میں تھے، اور اُس سنت کو سیدھا کریں گے جو کج ہو گئی تھی یہاں تک کہ
لا الٰہ الا اللہ کہا جانے لگے۔

قتادہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بعض کتب
(سماویہ) میں یہ ہے کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ تو بدخلق ہوں گے
نہ سخت کلام، نہ بازاروں میں بکواس کرنے والے اور نہ برائی کے عوض برائی
کرنے والے بلکہ معاف کریں گے اور درگذر کریں گے، ان کی امت ہر حال میں
حمد (وشکر) کرنے والی ہوگی۔

ابن عباسؓ سے "فاسئلوا اھل الذکر" کی تفسیر میں مروی ہے کہ "فاسئلوا"
(دریافت کرلو) کا خطاب مشرکین قریش سے ہے کہ تم یہود و نصاریٰ سے پوچھ لو کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر توریت و انجیل میں ہے یا نہیں۔

قتادہ سے اس آیت "ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات
والھدیٰ۔ الآیۃ" جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی ہدایت و دلائل کو چھپاتے ہیں)
کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ یہود ہیں۔ جنھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپایا،
حالانکہ "وھم یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل" (وہ انھیں اپنے
یہاں توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں) "ویلعنھم اللاعنون" (اور لعنت
کرنے والے اُن پر لعنت کرتے ہیں) یعنی اللہ کے ملائکہ و مومنین۔

عیزار بن حریث سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے متعلق انجیل میں لکھا ہے کہ نہ بدخلق ہوں گے نہ سخت کلام نہ بازاروں میں بکواس کرنے والے اور نہ برائی کے بدلے برائی کریں گے بلکہ معاف کریں گے اور درگذر کریں گے۔

سہل مولائے عتیبہ سے مروی ہے کہ وہ اہل مریس کے نصرانی تھے اور اپنی والدہ اور چچا کی پرورش میں یتیم تھے، وہ انجیل پڑھا کرتے تھے۔

اُنھوں نے کہا کہ میں نے اپنے چچا کا نسخہ (انجیل) لیا اور اُسے پڑھا، جب میرے سامنے ایک ورق گذرا تو مجھے اُس کی تحریر سے تعجب ہوا میں نے اُسے اپنے ہاتھ سے چھوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان اوراق کے کچھ حصے لیئی سے جوڑے ہوئے ہیں۔

میں نے اُنھیں چاک کیا تو اُس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پائی کہ "نہ تو آپ پست قامت ہوں گے نہ بلند بالا گورے ہوں گے اور کاکلیں ہوں گی، دونوں شانوں کے درمیان مہر ہوگی، وہ بکثرت زانو سمیٹ کر بیٹھیں گے اور صدقہ قبول نہ کریں گے، گدھے اور اونٹ پر سوار ہوں گے بکری کا دودھ دوہینگے، پیوند دار کرتہ پہنیں گے، جو ایسا کرے وہ تکبر سے بری ہے اور وہ ایسا کریں گے۔ وہ اسمٰعیل کی اولاد میں ہوں گے اُن کا نام احمد ہوگا۔

جب میں ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام تک پہنچا تو میرے چچا آگئے، اُنھوں نے ان اوراق کو دیکھا تو مجھے مارا اور کہا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تو ان اوراق کو کھولتا اور پڑھتا ہے، میں نے کہا کہ اس میں احمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے، اُنھوں نے کہا کہ وہ ابھی تک نہیں آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ

حسن (بصری) سے مروی ہے کہ عائشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق دریافت کیے گئے تو اُنھوں نے کہا کہ آپ کے اخلاق بس قرآن تھے۔ ۹۰

(یعنی بالکل قرآن کے مطابق تھے۔

مسروق بن الاجدع سے مروی ہے کہ وہ عائشہؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بیان کیجئے انھوں نے کہا کہ کیا تم عرب نہیں ہو جو قرآن کو پڑھو، میں نے کہا کہ ہوں کیوں نہیں، اُنھوں نے کہا کہ قرآن ہی آپ کے اخلاق تھے۔

سعد بن ہشام سے مروی ہے کہ میں نے عائشہؓ سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے آگاہ کیجئے اُنھوں نے کہا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے۔ میں نے کہا کہ کیوں نہیں، عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن تھے،

قتادہ نے کہا کہ قرآن انسان کے لئے بہترین اخلاق لایا ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا ایک گروہ جمع ہوا اور کہا کہ کاش ہم لوگ امہات المومنین کے پاس جاتے، اُن سے وہ اعمال دریافت کرتے جو لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے ہیں۔ شاید ہم لوگ اُس کی پیروی کرتے۔

ان لوگوں نے اِن کے پاس پھر اُن کے پاس بھیجا، مگر قاصد ایک ہی بات لایا کہ تم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق دریافت کرتے ہو، آپ کے اخلاق قرآن تھے، آپ رات گذارتے تھے، نماز پڑھتے تھے اور سوتے تھے، روزہ رکھتے تھے اور روزہ نہیں بھی رکھتے تھے، اپنی بیویوں کے پاس بھی جاتے تھے۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق میں سب سے بہتر تھے۔

ابی عبد اللہ الجدلی سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اپنے گھر میں کیسے تھے، انھوں نے کہا کہ آپ سب سے بہتر اخلاق کے تھے، نہ تو خود حد سے بڑھتے تھے اور نہ دوسروں کو فحش بات سناتے تھے، نہ آپ راستوں میں بکواس کرنے والے تھے، آپ بدی کے عوض بدی نہیں کرتے تھے بلکہ معاف کرتے اور درگذر فرماتے تھے۔

مسروق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ خود حد سے بڑھتے تھے، نہ کسی کو فحش بات سناتے تھے۔

خارجہ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ کچھ لوگ زید بن ثابت کے پاس آئے اور کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بیان کیجئے، انھوں نے کہا کہ میں تو آنحضرت کا پڑوسی تھا، میں تم سے کیا کیا بیان کروں جب آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ مجھے بلا بھیجتے تھے اور میں اسے آپ کو لکھ دیتا تھا۔ ہم لوگ جب دنیا کا ذکر کرتے تھے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اُس کا ذکر کرتے تھے، اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تھے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے تھے، تو کیا میں آنحضرتؐ کی یہ سب باتیں تم سے بیان کروں۔

عائشہ سے مروی ہے کہ اُن سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ ۹۱
علیہ وسلم جب اپنے گھر میں تنہا ہوتے تھے تو کیونکر رہتے تھے۔ عائشہؓ نے جواب دیا کہ آپ سب سے زیادہ نرم اور سب سے زیادہ صاحب کرم تھے، تمہارے مردوں میں سے ایک مرد تھے۔ سوائے اس کے کہ آپ ہنسنے والے اور تبسم کرنے والے تھے۔

اسود سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپ اپنے متعلقین کی خدمت میں مشغول رہتے تھے، جب نماز کا وقت آتا تھا تو نکلکر نماز پڑھتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عائشہؓ سے کہا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ جو تم میں سے کوئی کرتا ہے۔ اپنے کپڑے میں پیوند لگاتے تھے، اور اپنا جوتہ ٹانکتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عائشہ سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ اپنا کپڑا سیتے تھے، جوتہ ٹانکتے تھے اور وہ کام کرتے تھے جو مرد اپنے گھروں میں کیا کرتے ہیں۔

اسود سے مروی ہے کہ عائشہؓ سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے متعلقین میں کیا کرتے تھے؟ اُنھوں نے کہا کہ آپ اپنے متعلقین کی خدمت میں مشغول رہتے تھے، جب نماز کا وقت آتا تھا تو نماز کو چلے جاتے تھے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کام کاج کیا کرتے تھے زیادہ تر آپ سلائی کرتے تھے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی ایسی دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تھا جن میں سے ایک آسان ہو تو آپ اسی کو اختیار فرماتے تھے جو آسان ہو۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تھا تو آپ اُن میں سے آسان کو اختیار فرماتے تھے۔ بشرطیکہ وہ گناہ نہو، اور اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اُس سے دور رہنے والے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا، سوائے اس کے کہ اللہ کی حرمت کو توڑا جائے، تو آپ اللہ کے لئے انتقام ۹۲ لیتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو آپ نے اُن میں سے آسان کو اختیار فرمایا،

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسلمان پر ایسی کوئی لعنت نہیں کی جو یاد کی جائے، نہ آپ نے اپنی ذات کے لئے کسی چیز کا انتقام لیا جو آپ کے ساتھ کی جائے سوائے اس کے کہ اس سے اللہ کی حرمات کو توڑا جائے، آپ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، سوائے اس کے کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ میں مارتے تھے۔

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے اس سے انکار کیا ہو۔ سوائے اس کے کہ آپ سے گناہ کا سوال کیا جائے تو بے شک آپ اُس سے سب سے زیادہ دور رہنے والے تھے، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کو دو باتوں میں اختیار دیا گیا ہو اور آپ نے ان میں سے آسان تر کو نہ اختیار فرمایا ہو۔ جب جبریل سے درس قرآن کا زمانہ قریب ہوتا تھا تو آپ ؐ

خیر بن تیز آندھی سے زیادہ سخی ہوتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اپنے خادم کو مارا نہ عورت کو اور نہ کبھی کسی اور کو، سوائے اس کے کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اپنے خادم کو مارا نہ عورت کو اور نہ کبھی کسی اور کو، سوائے اس کے کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوں، آپ کو جب کبھی دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو اُن میں آپ کو سب سے زیادہ پسندیدہ آسان تر بات ہوتی تھی بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو گناہ کی صورت میں آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہنے والے تھے، کبھی کوئی بات آپ کے ساتھ کی گئی تو آپ نے اپنی ذات کے لئے اُس کا انتقام نہیں لیا، تاوقتیکہ اللہ کی حرمات نہ توڑی جائیں، اُس وقت بے شک آپ اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔

ایک اور روایت کا بھی یہی مضمون ہے۔

علیؓ بن الحسینؓ (زین العابدین) سے مروی ہے کہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کو مارا نہ خادم کو، آپ نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا، سوائے اس کے کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوں۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ ایک کنواری لڑکی اپنے پردے میں جتنی حیا کرتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ حیادار تھے، آپ جب کوئی بات ناپسند فرماتے تھے تو ہم اس کو آپ کے چہرے سے محسوس کر لیتے تھے۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب کوئی مجرم غیر حد میں لایا جاتا تھا تو آپ اُسے ضرور معاف کر دیتے تھے۔ ۹۲

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپ نے "نہیں" فرمایا ہو۔

محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی

کسی چیز کے لئے "نہیں" نہیں فرماتے تھے جب آپ سے درخواست کی جاتی تھی اور آپ کرنا چاہتے تھے تو "ہاں" فرماتے تھے۔ اور جب نہیں کرنا چاہتے تھے تو سکوت فرماتے تھے، آپ کی یہ بات مشہور تھی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں سب سے زیادہ سخی تھے، رمضان میں جب آپ کی ملاقات جبریل سے ہوتی تھی تو آپ سب اوقات سے زیادہ سخی ہوتے تھے، رمضان میں جبریل ختم ماہ تک ہر شب کو آپ سے ملتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں قرآن سناتے تھے جب جبریل آپ سے ملتے تھے تو آپ آندھی سے زیادہ خیر میں سخی ہو جاتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو گالی دیتے تھے، نہ فحش بات فرماتے تھے اور نہ لعنت کرتے تھے، ہم میں سے کسی سے ناخوشی کے وقت یہ فرماتے تھے کہ اُسے کیا ہوا" یا اس کی پیشانی خاک آلود ہو"

زیاد بن ابی زیاد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو خصلتیں تھیں جن کو آپ کسی کے سپرد نہ کرتے تھے، رات کا وضو جب آپ اُٹھتے تھے، اور سائل کھڑا رہتا تھا یہاں تک کہ آپ اُس کو دیتے تھے،

ابراہیم سے مروی ہے کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا گیا کہ آپ بیت الخلا سے نکلے ہوں اور وضو نہ کیا ہو۔

94 زینب بنت جحش (زوجۂ مطہرہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری زردلگن سے وضو کرنا بہت پسند تھا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے آسان تر کو اختیار فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا، سوائے اس کے کہ آپ کو اللہ کے بارے میں ایذا دیجائے تو آپ انتقام لیتے تھے،

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ خیرات سوائے اپنے کسی اور کے سپرد کرتے ہوں (یعنی سائل کو اپنے دست مبارک سے عطا فرماتے تھے کسی خادم سے نہیں دلواتے تھے) یہاں تک کہ آپ خود ہی

اس صدقے کو سائل کے ہاتھ میں رکھتے تھے۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے اپنے وضو (کا پانی لانے) کو کسی کے سپرد کیا ہو آپ خود ہی اُسے مہیا کرتے تھے یہاں تک کہ رات کی نماز (تہجد) پڑھتے تھے (جب بھی کسی سے پانی نہیں منگاتے تھے)

ابراہیم سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر بھی سوار ہوتے تھے اور غلام کے پکارنے کا بھی جواب دیتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام کی دعوت کو قبول فرماتے تھے (یعنی غلام کے پکارنے کا جواب دیتے تھے)

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام کے پکارنے کا بھی جواب دیتے تھے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (پکارنے کا) جواب دیتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوتے تھے، اپنے پیچھے (کسی کو) سوار بھی کر لیتے تھے اور غلام کی پکار بھی سنتے تھے۔

حمزہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ خصلتیں تھیں جو ظالم (امراء) میں نہیں ہوتیں آپ کو جو سرخ یا سیاہ آدمی پکارتا تھا آپ اُسے ضرور جواب دیتے تھے، اکثر آپ گری پڑی کھجور پاتے تھے تو (اللہ کی نعمت سمجھ کر) لے لیتے تھے اور اپنے منہ تک لیجاتے تھے۔ آپ کو یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ صدقے (زکوٰۃ) کی نہ ہو (تو پھر نوش نہیں فرماتے تھے۔) آپ گدھے کی ننگی پیٹھ پر بھی سوار ہوتے تھے جب پر کوئی چیز نہ ہوتی تھی۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے کی ننگی پیٹھ پر بھی سوار ہوئے ہیں۔

راشد بن سعد المُقرئی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۹۵
نے غلام کے پکارنے کا بھی جواب دیا ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام کی پکار کا بھی جواب دیا کرتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی عیادت کرتے تھے، جنازے میں شریک ہوتے تھے، گدھے پر سوار ہوتے تھے اور غلام کی پکار پر آجاتے تھے، میں نے جنگ خیبر میں آپ کو ایک گدھے پر دیکھا جس کی باگ کھجور کی چھال کی تھی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھا کرتے تھے، زمین پر کھاتے تھے، غلام کی دعوت قبول کرتے تھے، فرماتے تھے اگر مجھے دست (کے گوشت) کی دعوت دیجائے تو ضرور قبول کروں۔ اور اگر مجھے کری (کا گوشت) ہدیے کے طور پر دیا جائے تو ضرور قبول کروں، آپ اپنی بکری بھی (اپنے ہاتھ سے) باندھتے تھے۔

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اُسی طرح کھاتا ہوں جس طرح غلام کھاتا ہے اور اُسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح غلام بیٹھتا ہے، کیونکہ میں تو (اللہ کا) غلام ہی ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوزانو بیٹھا کرتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خفیہ طور پر آپ کے عمل کو دریافت کیا تو انھوں نے ان لوگوں کو خبر دی، ان میں سے بعض نے کہا کہ میں عورتوں سے نکاح نکروں گا، بعض نے کہا کہ میں گوشت نہ کھاؤں گا، بعض نے کہا کہ میں بستر پر نہ سوؤں گا۔ اور بعض نے کہا کہ میں روزہ رکھوں گا اور روزہ ترک نکروں گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثنا کی اس کے بعد فرمایا کہ ان جماعتوں کا کیا حال ہے جنھوں نے فلاں فلاں بات کہی ہیں تو نماز پڑھتا ہوں، سوتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں، ترک بھی کرتا ہوں، اور عورتوں سے نکاح کرتا ہوں، بس جو میری سنت سے منہ پھیرے وہ میرا نہیں ہے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ مجھ سے ابن عباس نے فرمایا: اس امت میں سب سے بہتر وہ ہے جس کی سب سے زیادہ بیویاں ہوں۔

حسن سے مروی ہے کہ جب اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو فرمایا یہ میرے نبی ہیں' یہ میرے پسندیدہ ہیں' ان سے محبت کرو' ان کی سنت اور ان کے طریقے کو اختیار کرو' جن پر دروازے بند نہیں کئے جاتے اور نہ جن کے آگے دربان کھڑے ہوسکتے ہیں۔ (یعنی اُن کی زندگی شاہانہ نہ ہوگی) نہ اُن کے پاس صبح کو کھانے کے طباق لائے جاسکتے ہیں نہ شام کو۔ (یعنی بادشاہوں کی طرح لوگ نذرانہ نہیں دیتے بلکہ فاقے پر فاقے ہوتے ہیں) وہ زمین پر بیٹھتے ہیں' اپنا کھانا بھی زمین ہی پر کھاتے ہیں۔ اور موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے ہیں گدھے پر سوار ہوتے ہیں اپنے پیچھے بھی کسی کو سوار کرلیتے ہیں (یعنی اپنے ساتھ بٹھانے میں عار نہیں کرتے جیسا کہ امراء کرتے ہیں)' آپ (کھانے کے بعد) اپنی انگلیاں چاٹ لیتے ہیں۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو میری سنت سے منہ پھیرے گا وہ میرا نہیں ہے'

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن سمرہ سے کہا کہ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا ہاں اور
آپ بہت خاموش رہنے والے آدمی تھے' آپ کے اصحاب اشعار 96
پڑھا کرتے تھے' زمانۂ جاہلیت کی باتوں کا ذکر کرتے تھے اور ہنستے تھے'
جب وہ ہنستے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سو مرتبہ سے زیادہ بیٹھا ہوں' مسجد میں آپ کے اصحاب اشعار پڑھا کرتے اور زمانۂ جاہلیت کی باتیں بیان کرتے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی تبسم فرما دیتے۔

عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہ کسی کو سخی دیکھا نہ شجاع نہ بہادر نہ پاک وصاف۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ سخی تھے، ایک شب کو اہل مدینہ گھبرائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آواز کی طرف تشریف لے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مدینہ سے ملے، حالانکہ آپ اُن سب کے آگے تھے اور فرما رہے تھے کہ ہرگز نہ ڈرو، آپ ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر تھے گلے میں تلوار تھی، لوگوں سے فرمانے لگے کہ ہرگز نہ ڈرو، اور آپ نے فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کو دریا پایا۔

بکر ابن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے، اُسے تیز دوڑایا اور فرمایا کہ ہم نے اسے دریا پایا۔

قوت جماع

صفوان بن سُلیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل ایک ہانڈی لائے، میں نے اُس میں سے کھایا تو مجھے جماع میں چالیس مردوں کی قوت دیگئی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس مردوں کی قوت دیگئی تھی، اور جنت کے ہر شخص کو اسّی مردوں کی قوت دیجائیگی۔

طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جماع میں چالیس مردوں کی قوت دیگئی تھی۔ ۹۰

ابو جعفر محمد بن رُکانہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کشتی لڑی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پچھاڑ دیا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان ٹوپیوں پر عمامے باندھنے کا فرق ہے (یعنی مشرکین بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھتے ہیں اور ہم ٹوپی پر)۔

قصاص بذات خود

عمرؒ بن شعیب سے مروی ہے کہ جب عمرؓ شام میں آئے تو ان کے پاس ایک شخص آیا جو اُن سے اُس امیر (حاکم) کے خلاف فیصلہ کرانا چاہتا تھا جس نے اسے مارا تھا، عمرؓ نے اُس (حاکم) کے بیڑیاں ڈالنا چاہیں تو عمرؓو بن العاص نے کہا کہ کیا آپ اُس کی وجہ سے اُس کے بیڑیاں ڈلواتے ہیں عمرؓ نے کہا کہ ہاں، عمرؓو بن العاص نے کہا کہ تب تو ہم آپ کے کسی عہدے پر کام نہ کریں گے، عمرؓ نے کہا کہ میں اُس کی وجہ سے اسے قید کرنے میں پروا نہیں کرتا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اپنی ذات سے قصاص لینے کا موقع دیتے تھے، عمرؓو بن العاص نے کہا کہ اچھا تو کیا ہم اُسے راضی کر دیں، انھوں نے کہا کہ تم چاہو تو اُسے راضی کر دو۔

عطاء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدش کو اپنی ذات سے قصاص لینے کا موقع دیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے اپنی اپنی ذات سے قصاص لینے کا موقع دیا۔

حُسن کلام

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کی طرح پے در پے (تیزی سے) کلام نہیں فرماتے تھے، آپ جدا جدا جملوں سے کلام فرماتے تھے، جس کو ہر سننے والا یاد کر لیتا تھا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

کلام میں ترتیل و ترسیل تھی (یعنی جملوں کی ترتیب نہایت خوبی سے ہوتی تھی اور بہت ٹھہر ٹھہر کر بیان فرماتے تھے۔

قراءت اور خوش الحانی

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت آپ کی ریش مبارک کی حرکت سے معلوم ہو جاتی تھی۔

ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی قراءت اس طرح تھی، انھوں نے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" اور الحمد للہ رب العلمین، کے ایک ایک حرف کا طریقہ بتایا۔

۹۸ قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کی کیفیت دریافت کی انھوں نے کہا کہ آپ آواز کو کھینچتے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ انس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کی کیفیت دریافت کی گئی تو انھوں نے کہا کہ آپ کی قراءت مد تھی، پھر کہا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں آپ بسم اللہ کو الرحمٰن کو اور الرحیم کو کھینچتے تھے (مد کرتے تھے۔)

قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ نے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا جو خوبصورت اور خوش آواز نہ ہو، یہاں تک کہ اللہ نے تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو آپ کو بھی خوبصورت و خوش آواز بنا کر بھیجا، آپ (قراءت میں) لحن نہیں کرتے تھے مگر کسی قدر مد (یعنی دراز) کرتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن سے کم میں قرآن نہیں پڑھتے تھے۔

شان خطابت

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں سے خطبہ ارشاد فرمانے تھے تو آپ کی دونوں آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں، آپ آواز کو بلند کرتے تھے، اپنے غضب کو تیز کرتے تھے، گویا آپ کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہیں جو صبح یا شام کو آنے والا ہے، اس سلسلہ میں فرماتے تھے کہ میں اور قیامت اس طرح مبعوث ہوئے ہیں، آپ کلمے کی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے، پھر فرماتے تھے کہ بہترین ہدایت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہدایت ہے، سب سے بری بات وہ ہے جو (دین میں) نو ایجاد ہو، ہر بدعت (یعنی نو ایجاد) گمراہی ہے، جو مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے متعلقین کا ہے جو قرض یا جائداد چھوڑ جائے تو وہ میرے سپرد ہوگا اور میرے ذمے ہوگا۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ میں چھڑی لیکر خطبہ ارشاد فرماتے تھے

حسن اخلاق وطرز معاشرت

ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ جس طرح تو نے میری پیدائش اچھی کی اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔

مسروق سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن عمرؓ کے پاس گیا، وہ کہہ رہے 99
تھے کہ تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ تو بد خلق تھے نہ فحش گو، آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے اچھے اخلاق کا ہو۔

ابن عباسؓ و عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رمضان آتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی کو رہا کر دیتے تھے اور ہر سائل کو دیتے تھے۔

اسمٰعیل بن عیاش سے مروی ہے کہ لوگوں کے گناہوں پر سب سے زیادہ صابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ سے زیادہ کوئی عادت ناگوار نہ تھی، جب کبھی آپ کو صحابہ کے ادنیٰ سے جھوٹ کی بھی اطلاع ہو جاتی تھی تو آپ اُن سے رک جاتے تھے یہاں تک کہ آپ کو معلوم ہو جاتا کہ اُنھوں نے توبہ کر لی ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص ملتا تھا اور آپ سے مصافحہ کرتا تھا تو آپ اُس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہیں کھینچتے تھے تاوقتیکہ وہ شخص خود ہی اس کو نہ کھینچے، اور اپنا منہ اس کے منہ کی طرف سے نہ پھیرتے تھے تاوقتیکہ وہ شخص خود ہی اس کو نہ پھیرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہم نشین کے آگے پاؤں پھیلاتے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

مولائے انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا، میں نے تمام عطر سونگھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ اچھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے جب کوئی شخص آپ سے ملتا تھا اور آپ کے ساتھ کھڑا ہو جاتا تھا تو آپ نہ ہٹتے تھے تاوقتیکہ وہ خود نہ ہٹے، اصحاب میں سے جب کوئی شخص آپ سے ملتا تھا اور آپ کا ہاتھ پکڑ لیتا تھا تو آپ بھی اُس کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے اور اپنا ہاتھ نہ کھینچتے تھے تاوقتیکہ وہ خود اپنے ہاتھ کو نہ کھینچ لے۔ جب آپ اصحاب میں سے کسی سے ملتے تھے اور وہ (چپکے سے بات کہنے کو) آپ کا کان لے لیتے تھے تو آپ بھی اُن کا کان لے لیتے تھے، پھر اُس کو نہ چھڑاتے تھے تاوقتیکہ وہ خود نہ چھڑائیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی شخص آتا تھا اور آپ اُس کے چہرے پر خوشی دیکھتے تھے تو اُس کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے۔

سعید المقبری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تھے تو اُسے قائم رکھتے تھے، یہ نہیں کہ کبھی کریں اور کبھی چھوڑ دیں۔

۱۰۰

حسن رفتار

یسار ابی الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو ایک بازار والے کی طرح چلتے تھے نہ تو تھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے، اور نہ عاجز۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ میں ایک جنازے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، جب چلتا تھا تو آپ میرے آگے ہو جاتے تھے، میں ایک شخص کی طرف متوجہ ہوا جو میرے پہلو میں تھے، اور کہا کہ آنحضرت کے لئے ابراہیم خلیل کے طرح تو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو ادھر اُدھر نہ دیکھتے تھے، اگر آپ کی چادر درخت یا کسی اور چیز میں اٹک جاتی تھی مگر آپ پلٹتے نہ تھے، لوگ ہنستے تھے اور وہ آپ کے پلٹنے سے بے خوف تھے۔

یزید بن مرثد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو اتنا تیز چلتے تھے کہ آدمی آپ کے پیچھے دوڑتا تھا مگر آپ کو نہ پاتا تھا۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی، گویا آفتاب ہے جو اپنے سامنے جاتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا، گویا زمین آپ کے لئے لپیٹ دی جاتی تھی، ہم لوگ کوشش کرتے تھے (کہ آپ کے ساتھ چلیں) حالانکہ آپ (تیز چلنے کی) کوشش نہیں کرتے تھے۔

آدابِ طعام

اسحاق بن عیسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

تکیہ لگا کر کھاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ نہ آپ کے نشان قدم پر کوئی چل سکتا تھا۔

ابو جحیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔

۱۰۱ عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ جبریلؑ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آنحضرتؐ مکے کے بالائی قطعہ (عوالی) میں تکیہ لگا کر کھانا کھا رہے تھے۔ جبریل نے آپ سے کہا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بادشاہوں کے کھانے کی طرح؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔

زہری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک فرشتہ آیا جو اس کے قبل آپ کے پاس نہیں آیا تھا، اس کے ہمراہ جبریلؑ بھی تھے اس فرشتے نے کہا اور جبریلؑ خاموش رہے کہ آپ کا رب آپ کو اس میں اختیار دیتا ہے کہ آپ نبی و بادشاہ ہوں یا نبی و بندہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ کی طرف اُن سے مشورہ طلب کرنے والے کی طرح دیکھا جبریلؑ نے مشورہ دیا کہ آپ تواضع کیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی و بندہ ہونا مجھے پسند ہے۔

زہری نے کہا کہ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے یہ کلمہ فرمایا کبھی تکیہ لگا کر نہیں کھایا یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑ گئے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ اے عائشہؓ اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے۔ میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی تہمد کی گرہ کعبے کے برابر تھی اور کہا کہ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر آپ نبی و بادشاہ (بننا) چاہیں (تو میں بنا دوں) اور اگر آپ نبی و بندہ (بننا) چاہیں (تو میں بنا دوں) جبریلؑ نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ تواضع کیجیے، میں نے کہا کہ نبی و بندہ (بننا چاہتا ہوں)۔

عائشہؓ نے کہا کہ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اُس طرح کھاتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے اور

اُس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔

کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین اُنگلیوں سے کھاتے دیکھا، انگوٹھے سے اور جو اس کے متصل ہے اور بیچ کی اُنگلی سے، میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ اُنگلیوں کے پونچھنے کا ارادہ کرتے تھے تو قبل اس کے کہ اُنھیں پونچھیں اپنی تینوں اُنگلیوں کو چاٹتے تھے، پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے تھے، پھر اُس کے قریب والی پھر انگوٹھا۔

ابی امامہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے میرے سامنے پیش کیا کہ وہ میرے لئے مکے کی کنکریوں کو سونا بنا دے میں نے کہا کہ اے میرے رب نہیں، میں ایک روز بھوکا رہوں گا اور ایک روز پیٹ بھروں گا۔ (یہ آپ نے تین مرتبہ یا اسی کے قریب فرمایا) جب بھوکا ہوں گا تو تیرے آگے عاجزی کروں گا اور تجھے یاد کروں گا، جب پیٹ بھروں گا تو تیری حمد کروں گا اور شکر کروں گا۔

محاسن اخلاق

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام سے بھیجا، میں نے لڑکوں کو دیکھا تو ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے لڑکوں کو سلام کیا۔ ۱۰۲

ام سلمہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک کنیز کو بھیجا، اُس نے دیر کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر قصاص (کا اندیشہ) نہ ہوتا تو میں تجھے اس مسواک سے مارتا۔

انس سے مروی ہے کہ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی مگر کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے ہم نشینوں کے گھٹنوں کی طرف پاؤں پھیلائے ہوں نہ ایسا ہوا کہ کسی نے آپ سے مصافحہ کیا ہو اور آپ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے

کھینچ لیا ہو، یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی آپ سے جدا ہو جاتا تھا، نہ ایسا ہوا کہ کوئی شخص آپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا ہو پھر آپ اس سے ہٹ گئے ہوں تاوقتیکہ وہ شخص خود نہ ہٹے، میں نے جو کام کیا اس کے متعلق آپ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ اور یہ کیوں کیا، نہ یہ فرمایا کہ تم نے یہ اور یہ کیوں نہ کیا، میں نے عطر سونگھا ہے، مگر کوئی خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ اچھی نہیں سونگھی، کبھی ایسا نہ ہوا کہ کسی نے آپ کی طرف (خفیہ بات کے لئے) کان جھکایا ہو اور آپ نے اپنا سر ہٹا لیا ہو۔ تاوقتیکہ وہ خود نہ ہٹ گیا ہو۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل کے طور پر یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

کفی بالاسلام والشیب للمرء ناھیا

(یعنی آدمی کو اسلام اور ضعیفی (بدی سے) روکنے کے لئے کافی ہے)

ابوبکرؓ نے کہا، یا رسول اللہ شاعر نے تو اس طرح کہا ہے۔

کفی الشیب والاسلام للمرء ناھیا

(ضعیفی اور اسلام انسان کو بدی سے روکنے کے لئے کافی ہے)

پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے تھے کہ

کفی بالاسلام والشیب للمرء ناھیا

ابوبکرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں، نہ تو آپ کو شعر کا علم ہے اور نہ یہ آپ کے لئے مناسب ہے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور مثل شعر پڑھتے سنا، تو انھوں نے کہا کہ جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو کبھی کبھی یہ شعر پڑھتے تھے۔

ویأتیك بالاخبار من لم یزود

(اور تیرے پاس وہ شخص خبر لائیگا جس کو تم زاد نہیں)

یحیی بن عبید الجہضمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کے لئے اُسی طرح تکیہ لگاتے تھے جس طرح مکان (میں بیٹھنے) کے لئے،

۱۰۲ مقداد بن شریح نے اپنے والد سے روایت کی میں نے عائشہؓ کو اللہ کی قسم کھاکر بیان کرتے سنا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا کسی نے آپ کو کھڑے ہوکر پیشاب کرتے نہیں دیکھا۔

حبیب بن صالح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام استراحت میں داخل ہوتے تھے تو اپنا جوتہ پہن لیتے تھے اور اپنا سر ڈھانک لیتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (استنجا سے) نکلکر پانی بہادیا کرتے تھے، پھر مٹی سے مسح (تیمم) کرتے تھے، میں کہتا تھا کہ یارسول اللہ پانی تو آپ کے قریب ہے، فرماتے تھے کیا معلوم شاید میں اُس کے پاس نہ پہنچوں۔

مولائے عائشہؓ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ نہیں دیکھی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا میں جاتے تھے تو تاوقتیکہ اُس مقام کے قریب نہ ہوجائیں جس کا ارادہ ہوتا تھا آپ اپنے کپڑے نہ اٹھاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی نماز پڑھتے تھے کہ آپ کے پاؤں پر ورم آجاتا تھا آپ سے (کسی کو) کہا جاتا تو فرماتے تھے کہ کیا میں شکرگذار بندہ نہ بنوں۔

ابوسلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہ ہوئی

تاوقتیکہ آپ کی اکثر نماز بیٹھ کر نہ ہوگئی، آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے نزدیک وہ عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ کم ہو۔

ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے مروی ہے کہ انس برتن میں (پانی پیتے وقت) دو یا تین مرتبہ سانس لیتے تھے، اور بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیتے تھے، اور فرماتے تھے کہ یہ زیادہ خوشگوار مبارک اور نیک ہے۔ انس نے کہا، لہذا میں بھی پینے میں تین مرتبہ سانس لیتا ہوں۔

۱۰۴ ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیل سے ہوتے تھے تو اپنی آواز پست کر دیتے تھے اور چہرہ ڈھانک لیتے تھے۔

عطاء سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم گروہ انبیاء کو حکم دیا گیا ہے کہ سحری میں تاخیر کریں، افطار میں تعجیل کریں۔ اور نماز میں داہنے ہات کو بائیں ہات پر رکھیں۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی نماز میں جمائی لیتے نہیں دیکھا گیا۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ کبھی سوار نہیں ہوئے۔

عبدالعزیز بن ابی رواد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنازے میں شریک ہوتے تھے تو خاموشی زیادہ کرتے تھے اور اپنے دل میں باتیں زیادہ کرتے تھے، لوگ خیال کرتے تھے کہ آپ میت کے بارے میں دل میں باتیں کرتے ہیں، نہ آپ کو (اس وقت) کوئی جواب دیتا تھا اور نہ آپ سے سوال کیا جاتا تھا۔

راشد بن سعد وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع (پانی) سے

غسل کرتے تھے اور ایک مُد (پانی) سے وضو کرتے تھے۔
ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں رات کو اپنی خالہ میمونہ کے یہاں رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے، آپ نے غسل کیا، پھر آپ کے پاس رومال لایا گیا مگر آپ نے اُسے نہیں چھوا، فرمانے لگے: ہاتھ سے اس طرح یعنی نمی کو ہاتھ سے خشک کرتے رہے۔
انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، اپنی ریش مبارک میں خلال کیا، اور فرمایا کہ میرے ربّ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے۔ راوی اول عبید اللہ نے اپنا داہنا ہاتھ اپنی ٹھوری کے نیچے داخل کیا کہ گویا وہ اپنی داڑھی آسمان کی طرف اُٹھاتے ہیں۔
ایاس بن جعفر الحنفی سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رومال تھا جس سے آپ وضو کے وقت پانی پونچھتے تھے۔
عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے، وضو کرنے میں، چلنے میں اور جوتا پہننے میں۔
انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح فرماتے، اور اس میں اللہ کا نام لیتے۔
عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز ۱۰۵
جس میں صلیب کی تصویر ہو بغیر توڑے نہیں چھوڑتے تھے۔
ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی ضرورت کے بھولنے کا اندیشہ کرتے تھے تو اپنی چھنگلیا یا اپنی انگوٹھی میں ڈورا لپیٹ لیتے تھے۔
مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبے اور پنجشنبے کو روزہ رکھتے تھے۔
انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا روزہ رکھتے تھے کہ کہا جاتا تھا آپ روزہ رکھتے ہیں، اور روزہ اتنا ترک کرتے تھے کہ کہا جاتا تھا آپ نے روزہ ترک کر دیا۔
انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر میں

کھجوروں سے افطار فرماتے تھے، پھر (نماز کو) چلے جاتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی تاریک گھر میں نہیں بیٹھتے تھے تاوقتیکہ آپ کے لئے چراغ نہ روشن کر دیا جائے۔

عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ابوبکرؓ نے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ تاکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس منافق کی فریاد کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے کھڑے نہ ہو اللہ ہی کے لئے کھڑے ہو۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نیا پھل لایا جاتا تھا تو آپ اُسے بوسہ دیتے تھے آنکھوں سے لگاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے اللہ جس طرح تو نے ہمیں اس کا اول دکھایا ہے اسی طرح اس کا آخر بھی دکھا۔

ابی حمید یا ابی اسید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میری جانب سے کوئی حدیث سنو جس کو تمہارے دل مان لیں، تمہارے روئیں اور بشرے اس کے لئے نرم ہو جائیں اور تم یہ سمجھو کہ وہ تم سے قریب ہے تو میں تم سے زیادہ اُس کے قریب ہوں (یعنی اگر وہ مضمون میرے اور تمہارے مناسب ہے تو سمجھ لو کہ میں نے بیان کیا ہوگا۔) اور جب تم میری جانب سے کوئی ایسی حدیث سنو جس کا تمہارے دل انکار کریں، اس سے تمہارے روئیں اور بشرے نفرت کریں اور تم یہ سمجھو کہ وہ تم سے بعید ہے تو میں بہ نسبت تمہارے اُس سے بہت زیادہ دور ہوں (کہ میں نے ایسی بری بات نہ کہی ہوگی۔)

قبول ہدیہ و ردّ صدقہ ۱۰۶

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرما لیا کرتے تھے اور صدقہ نہیں قبول فرماتے تھے۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور صدقہ نہیں کھاتے تھے۔

حبیب بن عبید الرحبی سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تھی تو آپ فرماتے تھے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو نہیں کھاتے تھے، اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو کھا لیتے تھے۔

چند یہودی آپ کے پاس ایک پیالہ ثرید کا لائے تو استفسار فرمایا کہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ عرض کی کہ ہدیہ ہے آنحضرتؐ نے کھا لیا، ان میں سے بعض نے کہا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) (اس کے کھانے میں) بندے کی طرح بیٹھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے، فرمایا کہ میں بندہ ہوں اور بندے ہی کی طرح بیٹھتا ہوں۔

عون بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تھی تو آپ فرماتے تھے کہ یہ صدقہ ہے یا ہدیہ، اگر وہ لوگ کہتے کہ صدقہ ہے تو آپ اسے اہل صفہ کے پاس بھجوا دیتے تھے، اگر کہتے کہ ہدیہ ہے تو آپ اسے رکھوا لیتے، اور اہل صفہ کو بلا لیتے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غیر قرابتداروں کے یہاں سے کھانا لایا جاتا تھا تو آپ دریافت کرتے تھے، اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو کھاتے تھے، اور اگر کہا گیا کہ صدقہ ہے تو (ہم لوگوں سے) فرماتے تھے کہ کھاؤ، خود نہیں کھاتے تھے۔

رُشید بن مالک سے مروی ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، ایک شخص ایک طباق لایا جس میں کھجوریں تھیں، فرمایا کہ یہ کیا ہے، صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اُس شخص نے کہا کہ صدقہ ہے فرمایا کہ اسے اس قوم (اصحاب صفہ) کے آگے بڑھا دو، حسنؓ آپ کے آگے مٹی میں کھیل رہے تھے، انھوں نے ایک کھجور لیکر اپنے

منہ میں رکھ لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ لیا، آپ نے اپنی انگلی ان کے منہ میں ڈالکر وہ کھجور نکال لی، اُسے پھینکدیا اور فرمایا کہ ہم آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صدقہ نہیں کھاتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن بُسر سے مروی ہے کہ میری بہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا کرتی تھیں آپ اُسے قبول فرماتے تھے۔

عبداللہ بن بُسر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے ۱۰۷ تھے، صدقہ نہیں قبول فرماتے تھے۔

علیؓ سے مروی ہے کہ کسریٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا آپ نے قبول فرمایا، سلاطین آپ کو ہدیہ بھیجتے تھے تو آپ قبول فرماتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے دست (کا گوشت) بطور ہدیہ بھیجا جائے تو میں ضرور قبول کرلونگا! اور اگر مجھے کریلی (کے گوشت) کی دعوت دیجائے تو میں ضرور قبول کروں گا۔

حُمید بن عبدالرحمٰن الحمیری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مجھے دست کی دعوت دیجائے تو میں ضرور قبول کروں اور اگر یہی مجھے بطور ہدیہ دیا جائے تو ضرور قبول کروں۔

ابن ابی مُلیکہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہؓ کے یہاں گئے، آپ کے پاس کھانا لایا گیا جس میں گوشت نہ تھا۔ فرمایا: کیا میں تمھارے یہاں ہانڈی نہیں دیکھتا ہوں؟ لوگوں نے عرض کی، جی ہاں۔ یہ بریرہ کو بطور صدقہ دیا گیا ہے، اور آپ صدقہ نہیں کھاتے، فرمایا کہ وہ مجھے تو بطور صدقہ نہیں دیا گیا ہے اگر تم لوگ کھلاؤ گے تو ضرور کھالوں گا۔

ابو عبداللہ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ یہی مضمون ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ وہ بریرہ کے لئے صدقہ ہے اور بریرہ کی جانب سے ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ نے مجھ پر اور میرے اہل بیت پر صدقہ حرام کر دیا ہے۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے گھر میں کھجور یں پڑی دیکھتا ہوں جن کو میرا جی چاہتا ہے، مگر مجھے اُس کے کھانے سے اُس کے صدقہ ہونے کا خوف باز رکھتا ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کھجور پر گذر ہوا جو راستے میں پڑی ہوئی تھی۔ فرمایا کہ اگر مجھے اس کے صدقہ ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ضرور کھا لیتا۔

ابن عمرؓ کا ایک پڑی ہوئی کھجور پر گذر ہوا تو اُنھوں نے اُسے کھا لیا۔

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے اِن کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے، سوتے سوتے جنبش کی اور بیدار ہو گئے پہلو کے نیچے ایک کھجور پائی اُسے آپ نے لے کر نوش فرما لیا، آخر شب تک سخت بےچین رہے اور آپ کو نیند نہیں آتی تھی، آپ نے بعض ازواج سے بیان کیا کہ اپنے پہلو کے نیچے ایک کھجور پائی جو کھالی، مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ صدقے کی نہ ہو۔

۱۰۸ عبدالملک بن المغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی عبدالمطلب صدقہ لوگوں کا میل کچیل ہے، لہٰذا نہ تو اُسے کھاؤ اور نہ اُس پر عامل (کلکٹر) بنو۔

پسندیدہ طعام

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوا اور شہد پسند تھا۔

انسؓ سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اتفاق سے اہل مدینہ میں سے ایک درزی نے آپ کی دعوت کی تھی وہ آپ کے پاس جو کی روٹی اور بہت سی چربی لایا، اس میں لوکی بھی تھی، میں

نے دیکھا کہ آپ کو لوکی پسند آرہی تھی، میں اُسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھانے لگا۔ انس نے کہا کہ جب سے میں نے لوکی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آتے دیکھا ہے اُس روز سے وہ مجھے بھی پسند ہے۔

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لوکی پسند تھی۔

ابی طالوت سے مروی ہے کہ میں انس بن مالک کے پاس گیا وہ لوکی کھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے پیارے درخت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجھے پسند فرمانے سے تو مجھے بھی کیسا پسند ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب ہمارے یہاں لوکی ہوتی تھی تو ہم اُس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دیتے تھے۔

عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ککڑی کھجور کے ساتھ کھاتے دیکھا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہانڈی کے پاس آتے تھے، اُس میں سے دست (کی بوٹی) لے لیتے تھے اور اُسے نوش فرماتے تھے، پھر نماز پڑھتے تھے، نہ وضو کرتے تھے، نہ کلی کرتے تھے۔

عمرو بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے دست نوش فرمایا، پھر اٹھے کلی کی اور نماز پڑھی وضو نہیں کیا۔

اسحاق بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ام حکیم بنت الزبیر اُن میں سے تھیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کچھ ہدیہ بھیجتی تھیں، ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے تو اُنھوں نے ایک دست آپ کے
۱۰۹ آگے رکھا وہ اس کے پارچے کرنے لگیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نوش فرمانے لگے، پھر آپ اُٹھے اور نماز پڑھی، وضو نہیں کیا۔

ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت نوش فرمایا اور نماز پڑھی، وضو نہیں کیا۔

ابو رافع سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکری ذبح کی تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو رافع دست مجھے دیدو، میں نے آپ کو

دیدیا، پھر فرمایا کہ دست مجھے دیدو، میں نے آپ کو (دوسرا بھی) دیدیا پھر آپ نے فرمایا کہ دست مجھے دیدو، عرض کی یا رسول اللہ کیا بکری کے دو سے زائد دست بھی ہوتے ہیں، فرمایا کہ اگر تم خاموش رہتے تو جو میں مانگتا تھا وہ مجھے ضرور دیتے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تر کھجور اور پکا ہوا گوشت ساتھ ساتھ نوش فرماتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا۔ روٹی کا ثرید اور کھجور کا ثرید یعنی حلوا تھا۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثرید پسند تھا۔

علی بن الاقمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کھاتے تھے، جب آپ اس کے ردی حصے پر پہنچتے، تو اسے اپنے ہاتھ میں رکھ لیتے کوئی عرض کرتا کہ یہ جو بچ گئی ہے مجھے عطا فرما دیجئے تو فرماتے کہ میں جس چیز سے اپنے لئے ناخوش ہوں اس سے تمھارے لئے بھی خوش نہیں۔

عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعید نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ انھیں ایک پیالہ صاف ستھری سفید چیز بطور ہدیہ دی گئی تو انھوں نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ یہ کھانا تو میں نے دیکھا بھی نہیں، راوی نے دریافت کیا کہ کیا اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کھاتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ نہیں، آپ نے تو اسے آنکھ سے بھی نہیں دیکھا، انھوں نے کہا کہ آپ کے لیے تو جو کا آٹا پیسا جاتا اسے (بجائے چھاننے کے) دو مرتبہ (بھوسی اڑانے کے لیے) منہ سے پھونکا جاتا، پھر آپ کے لیے (کھانا) تیار کیا جاتا اور آپ نوش فرماتے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھاتے دیکھنے کے بعد اب آٹا نہ چھانا جائے۔

ربیع اور بنت معوذ بن عفرا دونوں سے مروی ہے، بنت معوذ کہتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دوپٹہ بھر کھجور اور پرند کے بچے کا کچھ پارچہ لائی آپ نے اس میں سے

کھایا، مجھے ایک لپ بھر کر زیور یا سونا دیا، اور فرمایا کہ اس کا زیور پہنو۔

110 عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شیریں پانی تلاش کیا جاتا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک طباق کھجور بطور ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگئی، آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور ایک ایک مٹھی لیکر مجھے دینے لگے کہ ازواج کو بھجوا دی جائیں ایک مٹھی آپ نے بی نوش فرمایا اور اس کی گٹھلی اپنی بائیں طرف پھینکنے لگے، ایک سیاہ بکری آپ کے پاس سے گذری، اس نے اسے کھالیا۔

ناپسند طعام

ابوایوب سے مروی ہے کہ عرض کی، یا رسول اللہ آپ مجھے کھانا بھیجا کرتے تھے، جب میں آپ کی انگلیوں کا نشان دیکھتا تھا تو اس میں ہاتھ ڈالتا تھا، یہ کھانا جو آپ نے مجھے بھیجا ہے اس میں آپ کی انگلیوں کا نشان میں نے نہیں پایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، اس میں پیاز تھی، میں نے اس فرشتے کی وجہ سے اس کا کھانا ناپسند کیا جو میرے پاس آتا ہے، تم لوگ کھاؤ۔

سُوید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ (کھانا) لایا گیا جس میں لہسن تھا، آپ نے اس کی بو محسوس کی تو اپنا ہاتھ روک لیا، معاذ نے بھی اپنا ہاتھ روک لیا، اور ساری جماعت نے اپنے اپنے ہاتھ روک لئے، آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا ہوا، انھوں نے کہا کہ آپ نے اپنا ہاتھ روک لیا اس لئے ہم لوگوں نے بھی اپنے اپنے ہاتھ روک لئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بسم اللہ تم لوگ کھاؤ، میں تو اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم لوگ سرگوشی نہیں کرتے۔

ابو صخر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بادام کے ستو لائے گئے۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ انھیں دور رکھو یہ تو دولت میں مست ہونے والوں کا شربت ہے۔

یزید بن قسیط سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ستو لائے گئے جو بادام کے تھے، جب پیش ہوا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ بادام کے ستو، آپ نے فرمایا کہ اسے مجھ سے دور رکھو، یہ ناز پروردوں کے پینے کی چیز ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی پنیر اور ایک گوہ بطور ہدیہ دی گئی، آپ نے گھی اور پنیر نوش فرمایا گوہ کے لئے فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جو میں نے کبھی نہیں کھائی، جو اسے کھانا چاہے وہ کھائے، وہ آپ کے دسترخوان پر کھائی گئی۔

ثابت بن ودیعۃ الانصاری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم 111
کے پاس ایک گوہ لائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک امت ہے جو مسخ کردی گئی (یعنی بطور عذاب انسان کو اس شکل میں بدل دیا گیا)، واللہ اعلم۔

ثابت بن یزید بن ودیعہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، (شکار میں) گوہیں ملیں تو ہم نے انھیں بھونا، ایک گوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، آپ نے ایک لکڑی لی اور اُس (گوہ) کی انگلیاں گننے لگے، اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک امت مسخ کرکے زمین کے حیوانات بنا دیے گئے، مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون سے حیوان ہیں، آپ نے اُسے نہ کھایا اور نہ منع کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ کے یہاں تھے کہ ایک خوان لایا گیا جس میں گوہ کا گوشت تھا، آنحضرتؐ نے کھانا چاہا تو میمونہ نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا: نہیں، عرض کی: یہ گوہ کا گوشت ہے، فرمایا: یہ وہ گوشت ہے جو میں نے کبھی نہیں کھایا، آپ کے پاس فضل بن عباس و خالدؓ بن ولید اور ایک خاتون بیٹھی تھیں، خالدؓ نے عرض کی:

یارسول اللہ کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا، نہیں تم لوگ کھاؤ فضل و خالدؓ اور اُن خاتون نے کھایا، میمونہ نے کہا کہ میں وہ چیز نہ کھاؤنگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کھائیں۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات گوہیں ایک بہت بڑے پیالے میں لائی گئیں جن پر گھی پڑا ہوا تھا، فرمایا تم لوگ کھاؤ، خود نہیں نوش فرمایا، لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ کیا ہم کھالیں حالانکہ آپ نوش نہیں فرماتے؟ ارشاد ہوا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گوہ لائی گئی تو فرمایا: اسے پشت کی طرف پلٹ دو، لوگوں نے اسے پلٹ دیا حکم ہوا کہ اسے شکم کی طرف پلٹ دو، لوگوں نے اُسے پلٹ دیا تو فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک خاندان جس پر اللہ نے غضب نازل کیا تھا بھٹکتا رہا، اگر وہ ہوگا تو یہی ہوگا، اگر وہ ہوگا تو یہی ہوگا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب میں اور خالدؓ بن الولید میمونہ بنت الحارث کے پاس گئے میمونہ نے کہا کہ کیا میں آپ لوگوں کو اُس ہدیے میں سے نہ کھلاؤں جو ہمیں ام عقیق نے دیا ہے؟ فرمایا: ہاں، دو بھنی ہوئی گوہیں لائی گئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں غور سے دیکھا خالدؓ بن الولید نے عرض کی کیا آپ اُسے ناپسند فرماتے ہیں، فرمایا ہاں، ام سلمہ نے کہا کہ میں آپ لوگوں کو وہ دودھ نہ پلاؤں جو ہمیں بطور ہدیہ دیا گیا ہے، فرمایا، بہتر ہے۔ ایک برتن دودھ کا لایا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا، آپ کی داہنی طرف میں تھا بائیں طرف خالدؓ، مجھ سے فرمایا کہ پیو، یہ تمھارا ہے، چاہو تو اس میں خالدؓ کو بھی شریک کرلو، عرض کی: میں ایسا نہیں ہوں کہ آپ کے بچے ہوئے میں اپنے اوپر خالد کو ترجیح دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ کوئی کھانا کھلائے تو اُسے یہ کہنا چاہیئے کہ اے اللہ ہمیں اس میں برکت دے اور ہمیں اس سے بہتر کھلا، جس کو اللہ دودھ پلائے تو

اُسے یہ کہنا چاہیئے کہ اے اللہ ہمیں اس میں برکت دے اور زیادہ دے، کیونکہ دودھ کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جو کھانے اور پینے سے کفایت کرے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ام حفید خالۂ ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی پنیر اور چند گوہیں بطور ہدیہ بھیجیں، آپ نے گھی اور پنیر نوش فرمایا اور ناپسندیدگی کی وجہ سے گوہوں کو چھوڑ دیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر کھائی گئیں، اگر حرام ہوتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر نہ کھائی جاتیں۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی کہ آپ گوہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: نہ میں اُسے کھاتا ہوں اور نہ اُسے حرام کہتا ہوں۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گوہ لائی گئی تو فرمایا کہ ہم لوگ شہری ہیں، اس سے ہمیں کراہت آتی ہے۔

عورت اور خوشبو

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا میں عورتوں اور خوشبو سے محبت دیگئی اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عیش دنیا میں سے سوائے عورتوں اور خوشبو کے کچھ نہیں چاہتا۔

میمون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیش دنیا میں سے سوائے عورت اور خوشبو کے کچھ حاصل نہیں کیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں، خوشبو، عورتیں اور کھانا۔ آپ نے دو چیزیں پائیں اور ایک چیز نہیں پائی عورت اور خوشبو پائی کھانا نہیں پایا۔

سلمہ بن کہیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے کوئی ایسی چیز نہیں پائی جو آپ کو عورت اور خوشبو سے زیادہ پسند ہو۔

معقل بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑے سے زیادہ کوئی چیز پسند نہ تھی، پھر کہا: اے اللہ معاف کرنا، عورت کسے ۱۱۳ زیادہ کوئی چیز پسند نہ تھی۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ لوگ خوشبودار ہوا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا برآمد ہونا جان لیتے تھے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے تو خوشبودار ہوا سے پہچان لئے جاتے تھے۔

ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے مروی ہے کہ انس (ہدیۂ) خوشبو واپس نہیں کرتے تھے، اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو واپس نہیں فرماتے تھے۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خوشبو پیش کی گئی ہو اور آپ نے واپس کردی ہو۔

محمد بن علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے عائشہؓ سے کہا کہ اے اماں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو لگاتے تھے، اُنھوں نے کہا کہ ہاں ذکارۃ الطیب لگاتے تھے، میں نے کہا کہ ذکارۃ الطیب کیا چیز ہے، انھوں نے کہا کہ مشک وعنبر۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خوشبو (سُک) تھی جس میں سے آپ لگاتے تھے۔

ابی سعید الخذری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشک کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا یہ سب سے اچھی خوشبو نہیں ہے۔

عبید بن جُریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمرؓ سے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس خلوق (خوشبو) کو اچھا سمجھتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ یہ خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پسند تھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ جب دھونی لیتے تھے تو کافور کو عود پر

رکھتے تھے، اس سے دھونی لیتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح دھونی لیتے تھے۔

تنگیِ معاش

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی راتیں خالی پیٹ گذارتے تھے، آپ کے متعلقین کو رات کا کھانا نہ ملتا تھا اور ان حضرات کی روٹی اکثر جو کی ہوتی تھی۔ ۱۱۴

انس بن مالک سے مروی کہ فاطمہ علیہا السلام ایک ٹکڑا روٹی کا نبی علیہ السلام کے پاس لائیں، آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ یہ ٹکڑا کیسا ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے ایک ٹکیا پکائی تھی تو میرا جی خوش نہوا میں یہ ٹکڑا آپ کے پاس لائی، فرمایا کہ تین دن کے بعد یہ سب سے پہلا کھانا ہے جو تمھارے والد کے منہ میں گیا ہے۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک کی وجہ سے اپنی پشت سے پتھر باندھتے تھے۔

مسروق سے مروی ہے کہ ایک روز جس وقت عائشہؓ مجھ سے حدیث بیان کر رہی تھیں تو یکایک رونے لگیں، میں نے کہا کہ ام المومنین آپ کو کیا چیز رلاتی ہے کہا کہ کھانے سے میں سیر نہیں ہوتی، جب رونا چاہا تو اس پر روئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار چار مہینے گذر جاتے تھے کہ گیہوں کی روٹی سے شکم سیر نہ ہوتے۔

مسروق سے مروی ہے کہ میں ام المومنین عائشہؓ کے پاس گیا، وہ رو رہی تھیں، میں نے کہا، ام المومنین آپ کو کیا چیز رلاتی ہے انھوں نے کہا کہ میں شکم سیر نہیں ہوتی اور چاہتی ہوں کہ اس پر روؤں کہ میں روتی نہیں، یہ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چار چار مہینے گذر جاتے تھے کہ آپ

گیہوں کی روٹی سے پیٹ نہ بھرتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ پے در پے تین تین دن تک آل محمدؐ صبح و شام جَو کی روٹی سے بھی شکم سیر نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ اللہ سے واصل ہو گئے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ آل محمدؐ تین دن تک گیہوں کی روٹی سے شکم سیر نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی، نہ آپ کے دسترخوان سے کوئی ٹکڑا روٹی فاضل اٹھایا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک چاند سے دوسرا چاند آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گذر جاتا تھا کہ آپ کے مکانوں میں آگ نہ سلگائی جاتی تھی، نہ روٹی کے لئے نہ ساگ کے لئے، لوگوں نے کہا کہ اے ابوہریرہؓ پھر یہ لوگ کس چیز سے جیتے تھے، انھوں نے کہا کہ کھجور اور پانی سے، انصار ہمسایہ تھے، اللہ انھیں جزائے خیر دے، ان کے دودھ والے جانور تھے، وہ لوگ آپ کو کچھ دودھ بھیج دیا کرتے تھے۔

ابوامامہ سے مروی ہے کہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جَو کی روٹی بھی فاضل نہ ہوتی تھی۔

115 حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ آل محمدؐ میں واللہ ایک صاع (۳½ سیر) غلہ بھی رات بھر نہ رہا، حالانکہ وہ نو گھر تھے واللہ آنحضرتؐ نے یہ کلمہ اللہ کے رزق کو کم سمجھ کر نہیں فرمایا، بلکہ اس سے آپ نے اپنی امت کی غمخواری کی ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ واللہ آل محمدؐ پر متعدد راتیں ایسی گذرتی تھیں کہ وہ شام کا کھانا نہ پاتے تھے۔

حسینؓ کے مولی ولید کے بعض خاندان والوں سے مروی ہے کہ جس وقت ہم لوگ اپنی ایک گذرگاہ پر کھانا کھا رہے تھے تو ہمیں ابوہریرہؓ نظر آئے، ہم نے انھیں مرحبا کہا اور کہا کہ آئیے (کھانا کھائیے) انھوں نے کہا: نہیں، واللہ میں اسے نہ چکھوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس

حالت میں وفات ہوگئی کہ نہ آپ جَو کی روٹی سے شکم سیر ہوئے نہ آپ کے اہل وعیال۔
عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بس دو مرتبہ شکم سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ واصل بحق ہو گئے، نہ ہم نے شکم سیری کی وجہ سے آپ کا بچا ہوا کھانا اُٹھایا، یہاں تک کہ آپ اللہ سے واصل ہو گئے، سوائے اس کے کہ ہم اُسے کسی غیر حاضر کے لئے اُٹھا لیتے تھے۔
پھر عائشہؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ لوگوں کی معاش کیا تھی، انھوں نے کہا کہ پانی اور کھجور، ہمارے ہمسایہ انصار تھے، اللہ انھیں جزائے خیر دے، ان کے دودھ والے جانور تھے وہ اُن کا دودھ ہمیں پلاتے تھے۔
عائشہؓ سے مروی ہے کہ آل محمد تین دن تک گیہوں کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ نہ آپ کے دستر خوان سے کوئی فاضل ٹکڑا اٹھایا گیا، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔
عائشہؓ سے مروی ہے کہ پے در پے دو یا زیادہ دن سوائے جَو کی روٹی کے آل محمد اور کسی چیز سے سیر نہیں ہوئے۔
عائشہؓ سے مروی ہے کہ آل محمد پے در پے تین دن گیہوں کے کھانے سے شکم سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی راہ چلے گئے۔
عائشہؓ سے مروی ہے کہ واللہ آل محمد پر ایک ایک مہینہ ایسا گذر جاتا تھا کہ ہم لوگ روٹی تک نہ پکاتے تھے، راوی نے پوچھا کہ ام المومنین پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نوش فرماتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ ہمارے ہمسایہ انصار تھے، اللہ انھیں جزائے خیر دے اُن کے پاس کچھ دودھ ہوتا تھا اسی میں سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دیتے تھے۔
نوفل بن ایاس الہذلی سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف ہمارے ہمنشین تھے اور بڑے اچھے ہمنشین تھے، ایک روز وہ واپسی میں ہمیں بھی لے گئے ہم اُن کے گھر میں داخل ہوئے، انھوں نے غسل کیا، باہر آئے اور ہمارے ساتھ بیٹھ گئے، ایک لگن لائے جس میں روٹی گوشت تھا جب وہ رکھا گیا تو عبدالرحمن رونے لگے، میں نے کہا کہ اے ابو محمد آپ کو کیا چیز رلاتی ہے؟ انھوں نے ۱۱۶

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تو اس حالت میں ہو گئی کہ نہ آپ خود جَو کی روٹی سے شکم سیر ہوئے اور نہ آپ کے اہل بیت، میں یہ نہیں خیال کرتا کہ ہم لوگ اس (گوشت روٹی) کے لئے چھوڑ دیے گئے ہیں، اس لئے کہ یہ ہمارے لئے بہتر ہے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سوکھے ٹکڑے سے بھی شکم سیر نہ ہوئے۔ اور آپ دنیا کو چھوڑ گئے، تمہاری کیفیت ہے کہ تم لوگ دنیا کو رائگاں لیے ہوئے ہو، یہ کہکے انھوں نے اپنی انگلیاں بجائیں۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابوہریرہ مغیرہ بن الاخنس کے پاس سے گذرا کرتے تھے اور وہ کھانا کھاتے ہوتے تھے ابوہریرہ نے کہا کہ یہ کیا کھانا ہے؟ انھوں نے کہا کہ میدے کی روٹی اور فربہ گوشت، ابوہریرہ نے کہا کہ میدہ (نقی) کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ آٹا ہے، ابوہریرہ نے تعجب کیا پھر کہا کہ اے مغیرہ تم پر تعجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ عزوجل نے اس حالت میں اُٹھا لیا کہ آپ روٹی اور روغن زیتون سے بھی دن میں دومرتبہ شکم سیر نہ ہوئے، تم اور تمھارے ساتھی یہاں آپس میں دنیا کو رائگاں لیے ہوئے ہو وہ اس طرح اپنی انگلی سے بجاتے تھے کہ گویا وہ لوگ بچے ہیں،

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح یا شام کے کھانے میں کبھی گوشت روٹی کو جمع نہیں کیا بجز اس کے کہ کوئی خاص حالت پیش آئے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ولیمے میں حاضر ہوا جس میں نہ گوشت تھا نہ روٹی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ انس بن مالک کے پاس جاتے تھے ان کا نان پز کھڑا ہوتا تھا، ایک روز انھوں نے (ہم سے) کہا کہ کھاؤ، مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی باریک روٹی دیکھی ہو یا بھونی ہوئی بکری تا آنکہ آپ واصل بحق ہو گئے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک میں

ایک روز میں دو کھانے کبھی جمع نہیں ہوئے اگر آپ نے گوشت نوش فرمایا تو اُس پر کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا، کھجور کھائی تو اُس کے ساتھ کوئی دوسری چیز نہیں، اور اگر روٹی کھائی تو تنہا، آپ مریض آدمی تھے، عرب آپ سے کسی دوا کی تعریف کرتے تھے تو آپ اُسی سے علاج کرتے تھے اور عجم جس کی تعریف کرتے تھے آپ اُس سے علاج کرتے تھے۔

۱۱۷ عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور دن میں دو مرتبہ جَو کی روٹی سے بھی شکم سیر نہ ہوئے اگر ہمیں کوئی طباق بطور ہدیہ بھیجا جاتا تھا جس میں کھجور اور چربی کا برتن ہوتا تو ہم اُس سے خوش ہوتے تھے،

حُمید بن ہلال سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا: ایک رات کو ابو بکرؓ نے بکری کی ایک ران بھیجی، میں نے وہ کاٹی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اسے پکڑے رہی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹی اور میں پکڑے رہی، عائشہؓ سے کہا گیا کہ بغیر چراغ کے (آپ گوشت کاٹ رہی ہیں) اُنھوں نے کہا کہ اگر ہمارے پاس چراغ ہوتا تو ہم روٹی اُسی سالن کے ساتھ کھاتے، آل محمدؐ پر ایک ایک مہینہ گذر جاتا ہے کہ نہ وہ روٹی پکاتے ہیں نہ ہانڈی چڑھاتے ہیں۔ حُمید نے کہا کہ میں نے صفوان سے بیان کیا تو اُنھوں نے کہا ان لوگوں پر دو دو مہینے گذر جاتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گھر میں بیٹھی تھی، ابو بکرؓ نے بکری کی ایک ران بطور ہدیہ بھیجی گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اُسے تاریکی میں کاٹ رہی تھی کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ کیا آپ لوگوں کے پاس چراغ نہیں ہے؟ عائشہؓ نے کہا کہ اگر ہمارے پاس چراغ جلانے کو تیل ہوتا تو ہم اُسے کھاتے۔

ام المومنین عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک شب کو ابو بکرؓ کے یہاں سے ہمارے یہاں ایک ران آئی، میں اُسے پکڑے ہوئے تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کاٹ رہے تھے۔ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پکڑے ہوئے تھے اور میں کاٹ رہی تھی، پھر قوم کے ایک شخص نے اُن سے کہا کہ ام المومنین کیا اس وقت آپ لوگوں کے پاس چراغ نہیں ہے، اُنھوں نے کہا کہ اگر ہمارے پاس چراغ ہوتا تو

ہم اُسے کھاتے (یعنی تیل ہوتا تو اُسے کھانے میں استعمال کرتے پھر بچتا تو چراغ جلاتے)۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی مگر آپ دن میں دو مرتبہ بھی روٹی اور زیتون سے شکم سیر نہ ہوئے۔

نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو مسلمانوں کی وسعت رزق وکثرت فتوح کا ذکر کرتے سنا، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ بھوک کی وجہ سے اپنا دن اس طرح گذارتے تھے کہ ردی کھجوریں بھی نہ ملتی تھیں جس سے اپنا شکم مبارک بھرتے۔

نعمان بن بشیر ایک خطبے میں کہتے تھے کہ لوگو اللہ کا شکر کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اکثر ایسا دن گزرتا تھا کہ آپ ردی کھجور سے بھی شکم سیر نہ ہوتے تھے۔

نعمان بن بشیر منبر پر سے کہتے تھے کہ تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ردی کھجور سے بھی شکم سیر نہ ہوتے تھے، اور تم لوگ جملہ اقسام کی کھجور اور
١١٨ مکھن کے بغیر راضی نہیں ہوتے، یا بغیر مختلف اقسام کے لباس کے راضی نہیں ہوتے۔

عمران بن زید المدنی سے مروی ہے کہ میرے والد نے کہا، ہم لوگ عائشہؓ کے پاس گئے اور "اماں سلام علیک" کہا، انھوں نے "وعلیک" کہا اور رونے لگیں۔ پوچھا، ام المومنین، آپ کا رونا کس سبب سے ہے؟ کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے بعض لوگ قسم قسم کے کھانے کھاتے ہیں پھر ایسی دوائیں تلاش کرتے ہیں جن سے کھانا ہضم ہو، اس پر مجھے تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یاد آگئے، اور اسی یاد نے مجھے رُلا دیا، آپ دنیا سے اس حالت میں گئے کہ شکم مبارک ایک دن میں دو کھانوں سے نہیں بھرا، آپ جب کھجور سے شکم سیر ہوتے تھے تو روٹی سے شکم سیر نہ ہوتے تھے اور جب روٹی سے شکم سیر ہوتے تھے تو کھجور سے شکم سیر نہ ہوتے تھے بس اسی بات نے مجھے رُلا دیا۔

محمد بن المنکدر سے مروی ہے کہ مجھے عروہ بن الزبیر ملے۔ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے ابو عبداللہ، میں نے "لبیک" کہا تو انھوں نے کہا کہ میں

انہی اماں عائشہؓ کے پاس گیا وہ بولیں، اے میرے فرزند، میں نے لبیک کہا اس پر وہ کہنے لگیں کہ واللہ ہم لوگ چالیس چالیس رات اس طرح گذارتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آگ کے نام نہ چراغ روشن ہوتا تھا نہ اور کچھ، میں نے عرض کی کہ اے اماں، پھر آپ لوگ زندہ کیونکر رہتے تھے انھوں نے کہا کہ پانی اور کھجور سے۔

معاویہؓ بن قرہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح گذارتے تھے کہ سوائے پانی اور کھجور کے کوئی غذا نہ ہوتی تھی۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ کھجور دی گئی، آپ اُسے ہدیۃً بھیجنے لگے، میں نے آپ کو بھوک کی وجہ سے اُکڑوں بیٹھکر اُس میں سے کھاتے دیکھا۔

انس سے مروی ہے کہ ام سُلیم (والدۂ انس) نے انس کے ہمراہ کھجور کا ایک طباق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا، انس نے کہا آپ اُس میں سے مٹھی بھر بھر کے بعض ازواج کو بھیجنے لگے، پھر اس میں سے اس انداز سے نوش فرمایا کہ معلوم ہوتا تھا گویا آپ کو اُس کی اشتہا ہے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے جَو کی روٹی اور چربی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تو آپ نے قبول فرمائی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ ہم لوگ پانی اور کھجور سے بھی شکم سیر نہ ہوئے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایسے وقت ہوئی کہ لوگ پانی اور کھجور سے پیٹ بھرتے تھے۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن 119
میں دو مرتبہ شکم سیر نہ ہوئے، یہاں تک کہ آپ نے دنیا کو چھوڑ دیا۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے (دسترخوان پر سے) کوئی چیز کبھی نہیں اُٹھائی گئی اور نہ آپ کے ہمراہ کوئی

چٹائی لیجائی گئی جس پر آپ بیٹھتے۔ (یعنی سفر میں)۔
ابن عمر سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ روغن زیتون سر میں لگایا جو جذب ہونے کے قابل نہ تھا۔

اسماء بنت یزید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، اور جس روز آپ کی وفات ہوئی آپ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں ایک وسق (تقریباً ۵ من) جو کے عوض رہن تھی۔

ابو حازم سے مروی ہے کہ میں نے سہل بن سعد سے پوچھا کہ کیا یہ چھلنیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی تھیں، انھوں نے کہا کہ میں نے اُس زمانے میں ایک چھلنی بھی نہیں دیکھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جو بھی چھنا ہوا نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ نے دنیا کو چھوڑ دیا، میں نے کہا کہ آپ لوگ (جو کو) کیا کرتے تھے، انھوں نے کہا کہ اُسے پیس لیتے تھے، اس کی بھوسی پھونک دیتے تھے، جو اُڑنا ہوتی تھی وہ اُڑ جاتی اور جو رہ جاتی تھی اُسے رہنے دیتے تھے۔

ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایسے وقت ہوئی کہ مسلمانوں کے پاس کوئی چھلنی نہ تھی۔

سلمیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم لوگوں کے پاس کوئی چھلنی نہ تھی، جب جو پسوائے جاتے تھے تو ہم لوگ اُسے صرف پھٹک لیتے تھے۔

ابن ذومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ وعمرؓ جو کا آٹا بغیر چھنا کھاتے تھے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے بھوک سے پناہ مانگتا ہوں، وہ بری ساتھی ہے۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہوئی تاوقتیکہ آپ کی اکثر غذا جو کی روٹی اور کھجور نہو گئی۔

حکیم بن جابر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کدو

دیکھا گیا تو پوچھا گیا آپ اسے کیا کرتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہم اکثر اسی کو غذا بناتے ہیں۔ جس پر ہمارے عیال کا گزارہ ہوتا ہے۔

۱۲۰ ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے رہا کرتے تھے۔ راوی نے ابوہریرہ سے پوچھا کہ یہ بھوک کیسی ہوتی تھی ابوہریرہ نے کہا کہ ان لوگوں کی کثرت سے جو آپ کو گھیرے رہتے تھے اور مہمانوں کی وجہ سے اور اس قوم کی وجہ سے جو محض اسی سے آپ کے ساتھ رہتی تھی۔ آپ کبھی کوئی کھانا نہ کھاتے تھے۔ جس میں ہمراہ اصحاب اور وہ اہل حاجت جو مسجد سے پیچھے پیچھے ہو لیتے تھے نہوں، جب اللہ نے خیبر فتح کر دیا تو لوگوں کو کسی قدر وسعت ہو گئی، حالانکہ ابتک تنگی تھی اور معاشش نہایت دشوار تھی، یہ ایسا ملک تھا جو پتھریلا تھا زراعت نہ ہوتی تھی، باشندوں کی غذا محض کھجور تھی۔ لوگ اسی حالت پر تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے تشریف لائے، اس روز سے آپ کی وفات تک سعد بن عبادہ کا خوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں جاری تھا، سعد بن عبادہ کے علاوہ دوسرے انصار بھی یہی کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بکثرت ہمدردی کرتے تھے، لیکن حقوق بھی کثیر تھے، آنے والوں کی بھی کثرت تھی، ملک میں تنگی تھی کوئی معاش نہ تھی میوے اور پھل جو نکلتے تھے وہ محض پھلوں کے رس سے نکلتے تھے جن کو لوگ اپنے کندھوں پر لاد کر لاتے تھے یا اونٹ پر اونٹ اس کو کھاتے تھے، اکثر باغوں پر خشک سالی ہو جاتی تھی اس سال وہ پھل بھی نہ ملتے تھے۔

مقدام بن معد یکرب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں جس کو آدمی بھرے، آدمی کو اتنے لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت کو قائم رکھیں، اگر اُسے (اس سے زائد کھانے سے) چارہ کار نہ ہو تو (پیٹ کا) تہائی حصہ اس کے کھانے کے لئے اور تہائی پینے کے لئے اور تہائی سانس کے لئے ہے۔

حلیۂ مبارک

ایک انصاری سے مروی ہے کہ انھوں نے علیؓ سے جو مسجد کوفہ میں

اپنی تلوار کے پرتلے کو کمر میں لٹکائے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت وکیفیت دریافت کی تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخی مائل خوب گورے رنگ کے تھے۔ آپ کی آنکھیں نہایت خوبصورت سیاہ تھیں بال سیدھے (یعنی بغیر گھونگر کے) تھے۔ ریش مبارک خوب گھنی تھی، رخسارہ بھرا ہوا نہ تھا۔ بال کانوں تک تھے (یعنی پٹے تھے) سینہ وشکم کے بال باریک تھے، گردن چاندی کا لوٹا معلوم ہوتی تھی، سینے سے ناف تک شاخ کی طرح بال تھے، سینہ وشکم میں اس کے سوا کوئی بال نہ تھا ہتیلی بھری ہوئی تھی جب چلتے تھے تو اس انداز سے کہ گویا انحدار فرما رہے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا پتھر کی چٹان سے اتر رہے ہیں جب مڑتے تھے تو پورے
121 مڑتے تھے (یعنی صرف گردن پھیر کر نہیں دیکھتے تھے) آپ کے چہرے کا پسینہ موتی معلوم ہوتا تھا پسینے کی خوشبو تیز خوشبو والی مشک سے بھی زیادہ پاکیزہ تھی، نہ پست قامت تھے نہ بلند بالا نہ کسی کام میں عاجز تھے اور نہ بد خلق۔ (خلاصہ یہ کہ) میں نے آپکا مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

علی بن ابی طالبؓ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے سر بڑی آنکھ لمبی پلک آنکھ میں بڑی سرخی گھنی ڈاڑھی اور چمکتے رنگ والے تھے، جب آپ چلتے تھے تو اس طرح جھک جاتے تھے کہ گویا کسی بلندی پر چل رہے ہیں اور جب مڑتے تھے تو پورے مڑتے تھے، آپ کی ہتیلیاں اور قدم پرگوشت تھے۔

علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بلند قامت تھے نہ پست قد، سر بڑا اور ڈاڑھی گھنی تھی، ہتیلی اور قدم پُرگوشت تھے، رنگ میں خوب سرخی کی آمیزش تھی مونڈھے پرگوشت تھے سینہ وشکم کے بال دراز تھے، جب آپ چلتے تو بلندی پر چلنے کی طرح چلتے تھے گویا نشیب میں اُتر رہے ہیں، نہ میں نے آپ سے پہلے آپ کا مثل دیکھا نہ آپ کے بعد، صلی اللہ علیہ وسلم۔

یوسف بن مازن الراسبی سے مروی ہے کہ کسی نے علی بن ابی طالبؓ سے کہا کہ ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیجئے۔ انھوں نے کہا کہ نہ تو آپ مائل بہ بلندی تھے اور نہ متوسط اندام سے زیادہ تھے مجمع میں سب سے بلند نظر آتے تھے، رنگ بہت زیادہ گورا اور سر بڑا تھا۔ حسین اور کشادہ ابرو تھے، پلکیں طویل تھیں، ہتھیلیاں اور قدم پُر گوشت تھے۔ جب چلتے تھے تو جھک جاتے تھے گویا نشیب میں اُتر رہے ہیں، چہرے پر پسینہ موتی معلوم ہوتا تھا، نہ میں نے آپ سے پہلے آپ کا مثل دیکھا نہ آپ کے بعد۔

ابراہیم بن محمد سے مروی ہے کہ علیؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے تھے تو کہتے تھے کہ نہ تو آپ انتہائی طویل تھے اور نہ کچھ ایسے پست قامت، آپ قوم سے بلند رہتے تھے، بال نہ تو بالکل گھونگروالے تھے اور نہ محض سیدھے، بلکہ ایسے گھونگروالے تھے جو متوسط تھے، نہ تو آپ بہت لاغر تھے اور نہ پیشانی و چہرہ بہت پُر گوشت تھا، آپ کے چہرے میں گولائی تھی، خوب گورے تھے، آنکھیں خوبصورت اور سیاہ تھیں پلکیں طویل تھیں، سر اور دونوں شانوں کے درمیان کی جگہ فراخ تھی (یعنی سینہ خوب چوڑا تھا) بدن پر بال نہ تھے، سینے سے ناف تک بال تھے، ہتھیلیاں اور قدم پُر گوشت تھے، چلتے تھے تو اس طرح جھک کر کہ معلوم ہوتا تھا گویا نشیب میں جا رہے ہیں، مڑتے تھے تو پورے مڑ جاتے تھے، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، آپ خاتم النبیین تھے، ہاتھ کے سب سے زیادہ سخی، دل کے سب سے زیادہ قوی اور زبان کے سب سے زیادہ سچے تھے، آپ سب سے زیادہ ذمہ داری کے پورا کرنے والے تھے، طبیعت میں سب سے زیادہ نرم اور میل جول میں سب سے زیادہ گرم تھے، جو شخص یکایک آپ کو دیکھتا تو آپ سے مرعوب ہو جاتا تھا، اور جسے
صحبت و مخالطت کا شرف حاصل ہوتا وہ محبت کرنے لگتا تھا۔ آپ کی تعریف ۱۲۲
کرنے والا کہتا تھا کہ نہ میں نے آپ سے پہلے آپ کا مثل دیکھا نہ بعد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

عبیداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالبؓ نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ علیؓ سے کہا گیا کہ اے ابوالحسن ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کیجئے تو انھوں نے کہا کہ آپ خوب گورے تھے، سفیدی میں سرخی کی آمیزش تھی پلکیں طویل تھیں آنکھیں سیاہ تھیں، نہ آپ پست قد تھے نہ بلند بالا، البتہ قد مائل بہ بلندی تھا، شانے بڑے تھے، سینے میں بال تھے، نہ تو آپ کے بال گھونگر والے تھے نہ سیدھے، ہتیلی اور قدم پر گوشت تھے۔ جب آپ چلتے تھے تو اس طرح جھک کر چلتے تھے کہ گویا بلندی پر چل رہے ہیں، چہرے پر پسینہ موتی معلوم ہوتا تھا، میں نے نہ آپ کے قبل کوئی آپ کا مثل دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا تھا، میں ایک روز لوگوں کو خطبہ سنا رہا تھا کہ علمائے یہود میں سے ایک عالم اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لئے کھڑا اس میں دیکھ رہا تھا، اس نے مجھے پکارا اور کہا کہ ہم سے ابوالقاسم کا حلیہ بیان کیجئے۔

علیؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو پست قد ہیں نہ نمایاں بلند قامت، بال نہ بالکل گھونگر والے ہیں نہ سیدھے بلکہ دونوں کے درمیان ہیں، اور سیاہ ہیں، سر بڑا ہے، رنگ میں سرخی ہے، شانوں کی درمیانی ہڈیاں بڑی ہیں، ہتیلیاں اور قدم پر گوشت ہیں، سینے سے ناف تک کے بال طویل ہیں، پلکیں لمبی ہیں اور ابرو باہم ملی ہوئی ہیں، پیشانی کشادہ ہے، دونوں شانوں کے درمیان بہت فاصلہ ہے، جب آپ چلتے ہیں تو اس طرح جھک کر چلتے ہیں کہ گویا نشیب میں اتر رہے ہیں، نہ میں نے آپ کے پہلے آپ کا مثل دیکھا اور نہ آپ کے بعد کوئی آپ کا مثل دیکھا۔

علیؓ نے کہا کہ وہ خاموش ہو گیا پھر پوچھا کہ اور کیا ہے، میں نے کہا کہ یہی مجھے یاد ہے۔ اس عالم نے کہا کہ آپ کی آنکھوں میں سرخی ہے ڈاڑھی خوبصورت اور چہرہ حسین ہے، کان پورے ہیں، آپ سامنے بھی پورے

متوجہ ہوتے ہیں اور پیچھے بھی (یعنی صرف گردن پھیر کر نہیں دیکھتے بلکہ کسی طرف دیکھنا ہوتا ہے تو سارا بدن اسی طرف پھیر لیتے ہیں)۔

علیؓ نے کہا کہ واللہ آپ کی یہی صفت ہے، عالم نے کہا کہ اور بھی ہے۔ پوچھا وہ کیا۔ عالم نے کہا کہ آپ میں آگے کی طرف جھکاؤ ہے، علیؓ نے کہا کہ یہی وہ بات ہے جو میں نے اس طرح تم سے بیان کی کہ آپ اس طرح چلتے ہیں گویا نیچے اتر رہے ہیں، اس عالم نے کہا کہ میں یہی صفت اپنے والد کی کتاب میں پاتا ہوں اور میں آپ کے متعلق یہ بھی پاتا ہوں کہ آپ اللہ کے حرم و امن و بیت اللہ سے مبعوث ہوں گے پھر آپ ایک ایسے حرم کی طرف ہجرت کریں گے جس کو آپ خود حرم بنائیں گے اور اس کی حرمت بھی ایسی ہی ہوگی جیسی حرمت اُس حرم کی ہے جس کو اللہ نے حرم بنایا ہے، ہم آپ کے اُن انصار کو جن کے پاس آپ نے ہجرت فرمائی ہے اولاد عمرو بن عامر کی ایک قوم پاتے ہیں جو کھجور کے باغ والے ہیں، اُن سے قبل اس زمین کا باشندہ یہود کو پاتے ہیں۔

علیؓ نے کہا کہ آپ ایسے ہی ہیں، اور وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس عالم نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی اور تمام انسانوں کی طرف اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) بس اسی عقیدے پر میں زندہ رہوں گا اور اسی پر مروں گا اور انشاء اللہ اسی پر (قیامت میں) اُٹھایا جاؤں گا پھر وہ علیؓ کے پاس آیا کرتے تھے اور علیؓ انھیں قرآن سکھاتے تھے اور شرائع اسلام بتاتے تھے، اس کے بعد علیؓ اور وہ عالم وہاں سے روانہ ہوگئے۔ یہاں تک کہ اُس (عالم) کی وفات ابوبکرؓ کی خلافت میں ہوئی۔ ۱۲۳
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے اور آپ کی تصدیق کی تھی۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بلند تھے، نہ تو آپ بہت دراز قد تھے نہ پست قامت، نہ ایسے گورے جو بالکل سفید ہوں اور نہ سیاہی مائل گندم گوں (بلکہ سرخی مائل تھے) نہ آپ کے بال بالکل گھونگر والے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گورے اور چمکدار نورانی رنگ کے تھے، جب آپ چلتے تھے تو آگے کو جھک کر چلتے تھے، میں نے نہ حریر نہ دیبا (ریشم) نہ اور کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم پائی نہ میں نے آپ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار مشک یا عنبر سونگھا۔

انسؓ سے مروی ہے کہ میں نے کبھی کوئی خز یا حریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا، نہ کبھی کوئی مشک یا عنبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار سونگھا۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گندمی رنگ کے تھے، میں نے کوئی مشک یا عنبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھا۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پرگوشت تھے، آپ کو پسینہ بہت آتا تھا، میں نے آپ کے بعد آپ کا مثل نہیں دیکھا۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پست قد تھے نہ بلند قامت۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی پرگوشت تھی اور قدم بھی، آپ خوبصورت تھے، میں نے آپ کے بعد آپ کا مثل نہیں دیکھا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باہیں لمبی تھیں، پلکیں طویل تھیں، دونوں شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا، آپ پورے آگے کی طرف پھرتے اور پورے پیچھے کی طرف، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ نہ بدخلق تھے نہ بدزبان، اور نہ بازاروں میں بکواس کرنیوالے۔

محمد بن سعید المسیب سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ جب کسی اعرابی کو یا ۱۲۴
کسی ایسے شخص کو دیکھتے تھے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا تو کہتے تھے کہ کیا میں تم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہ بیان کروں؟ آپ کے قدم پرگوشت تھے، پلکیں لمبی تھیں، دونوں کولے گورے تھے۔

آپ ایک دم سے سامنے متوجہ ہوتے تھے اور ایک دم سے پیچھے مڑتے تھے، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کا مثل، نہ میں نے پہلے دیکھا نہ بعد کو۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھی، عارض منور گویا ایک درخشندہ آفتاب تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا، گویا آپ کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی تھی، ہم لوگ اپنے آپ کو (اتنا تیز چلنے کے لئے) مشقت میں ڈالتے تھے، آپ بیساختہ چلتے تھے۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھے، پنڈلیاں اور کلائیاں بڑی تھیں، دونوں شانے موٹے تھے اور شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا، سینہ بھی خوب چوڑا تھا سر کے بال نہ سیدھے تھے نہ گھونگر والے، پلکیں لمبی، اور ڈاڑھی خوبصورت تھی، کان پورے تھے، مجمع میں بلند نظر آتے تھے نہ دراز قد، نہ پست قامت، سب لوگوں سے زیادہ خوشرنگ تھے، ایک دم سے آگے مڑتے تھے اور ایک دم سے پیچھے مڑتے تھے۔ میں نے تو آپ کا مثل نہ دیکھا نہ سنا۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکیں لمبی تھیں، گورے تھے، جب سامنے مڑتے تھے تو پورے مڑتے تھے اور جب پیچھے مڑتے تھے تو پورے مڑتے تھے، میری آنکھ نے تو نہ آپ کا مثل دیکھا اور نہ ہرگز کبھی دیکھے گی۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا، عارض منور آفتاب کی طرح روشن تھا، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا، گویا زمین آپ کے لئے لپیٹ دی جاتی تھی، ہم لوگ کوشش کرتے تھے کہ آپ کو پالیں اور آپ بیساختہ چلتے تھے۔

بنی عامر کے ایک شخص سے مروی ہے کہ وہ ابو اُمامۃ الباہلی کے پاس

آئے اور کہا کہ اے ابو امامہ آپ عرب ہیں، جو کچھ بیان کریں گے اُسے کافی شافی بیان کریں گے، لہٰذا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا وصف بیان کیجیے کہ گویا میں آنحضرت صلعم کو دیکھ رہا ہوں۔

ابو امامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے گورے رنگ کے تھے جس میں سرخی غالب تھی، آنکھیں سیاہ و خوبصورت تھیں، پلکیں لمبی تھیں۔ شانے موٹے تھے، بانہوں اور سینے پر بال تھے، ہاتھ پاؤں پر گوشت تھے، سینے پر ناف تک بالوں کی لکیر تھی، مردوں میں آپ سے لمبے بھی تھے اور ٹھنگنے بھی تھے (یعنی آپ متوسط اندام تھے)، لباس میں دو سحوی (کچے سوت کی) چادریں تھیں، تہمد آپ کے گھٹنے سے تین چار انگل نیچے رہتی تھی، 125 جب آپ چادر اوڑھتے تو اسے لپیٹتے نہ تھے، بغل کے نیچے کر لیتے تھے، چلتے تو اس طرح جھک کر چلتے کہ گویا بلندی پر چل رہے ہیں، جب آپ مڑتے تھے تو پورے بدن سے مڑتے تھے، آپ کے شانوں کے درمیان خاتم نبوت تھی۔

عامری نے کہا کہ آپ نے تو اس طرح مجھ سے وصف بیان کیا کہ اگر آنحضرت صلعم سب لوگوں میں ہوتے جب بھی میں آپ کو ضرور پہچان لیتا۔

جابر بن سَمُرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہانہ بڑا تھا، اور ایڑی میں گوشت بہت کم تھا۔

جابر بن سَمُرہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کیا تو اُن سے ایک شخص نے کہا کہ کیا آنحضرت صلعم کا چہرہ مثل تلوار کے تھا تو جابر نے کہا کہ شمس و قمر کی طرح گول تھا۔

براء (بن عازب) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند نظر آتے تھے، آپ کے شانوں کے درمیان کا فاصلہ بہت تھا، بال کان کی لو تک پہنچ جاتے تھے اور بدن پر سُرخ لباس تھا۔

براء سے مروی ہے کہ آپ کے شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا نہ آپ پست قد تھے نہ بلند قامت۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ ایک شخص نے براء سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح (لانبا) تھا تو اُنھوں نے کہا کہ نہیں۔ چاند کی طرح (گول) تھا۔

یزید الفارسی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس کے امیر بصرہ ہونیکے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو ابن عباس سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ شیطان کو میرے مشابہ بننے کی طاقت نہیں، اس لئے جس نے مجھے (میرے واقعی حلیے کے ساتھ) خواب میں دیکھا تو اُس نے مجھی کو دیکھا، تو کیا تم اُس شخص کا جس کو تم نے خواب میں دیکھا ہے حلیہ بیان کر سکتے ہو؟ اُنھوں نے کہا کہ ہاں، میں آپ سے بیان کرتا ہوں۔

میں نے ایک شخص کو دیکھا جو دو آدمیوں کے بیچ میں ہیں (یعنی صدیقؓ و فاروقؓ کے)، ان کا جسم و گوشت گندم گوں مائل بہ سفیدی ہے، حسین وہن ہے، آنکھیں سرمہ آلود ہیں، چہرے کے خط و خال خوبصورت ہیں، ڈاڑھی یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی ہے (ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک اشارہ کیا)، یہاں تک کہ سینے کو بھرے دے رہی ہے۔ عوف (راوی) نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ اس کے ساتھ اور کیا تعریف تھی، ابن عباس نے کہا کہ اگر تم آنحضرتؐ کو بیداری میں دیکھتے تو اس سے زیادہ آپ کی صفت نہ بیان کر سکتے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عیسٰیؑ و موسٰیؑ و ابراہیمؑ کو دیکھا، عیسٰیؑ تو گھونگر والے بال کے سُرخ رنگ کے اور چوڑے سینے کے تھے، موسٰیؑ گندم گوں خوبصورت جسم والے اور سیدھے بال والے تھے، جیسے زُطّ (جاٹ) ہوتے ہیں، لوگوں نے عرض کی کہ ابراہیمؑ (کیسے تھے) فرمایا کہ اپنے صاحب کو یعنی خود آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھلو۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بغیر پورے بدن کے ۱۲۶

نہ مڑتے تھے، جب چلتے تھے تو اس طرح اطمینان سے کہ آپ میں سستی نہ ہوتی تھی۔

جُریری سے مروی ہے کہ میں ابی طفیل کے ہمراہ بیت اللہ کا طواف کررہا تھا، اُنھوں نے کہا کہ میرے سوا کوئی شخص زندہ نہیں رہا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو، پوچھا کیا آپ نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے؟ کہا کہ ہاں، میں نے کہا کہ آنحضرت کی کیا صفت تھی، اُنھوں نے کہا کہ آپ گورے خوبصورت اور میانہ قد کے تھے۔

جریری سے مروی ہے کہ میں نے ابی الطفیل سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو انھوں نے کہا کہ ہاں۔ آنحضرت گورے اور خوبصورت تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخی، زیادہ بہادر، زیادہ شجاع و دلیر، اور زیادہ نورانی و پاک صاف کسی کو نہیں دیکھا۔

زیاد مولائے سعد سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا؟ اُنھوں نے کہا کہ نہیں، آپ نے تو اس کا قصد بھی نہیں کیا، آپ کا بڑھاپا آپ کی ٹھڈی اور نیچے والے ہونٹ کے درمیان اور آپ کی پیشانی میں تھا (یعنی یہاں کے چند بال سفید ہوئے تھے) اگر میں اُن (سفید بالوں) کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا، میں نے کہا کہ آنحضرت کی صفت (حلیہ) کیا تھی؟

اُنھوں نے کہا کہ آپ نہ تو لمبے تھے نہ پست قد، نہ بہت زیادہ گورے اور نہ گندم گوں (سانولے)، نہ بال بالکل سیدھے تھے نہ بالکل گھونگروالے ڈاڑھی بہت خوبصورت اور پیشانی کشادہ تھی، رنگ میں سرخی ملی ہوئی تھی، انگلیاں پر گوشت تھیں، سر اور ڈاڑھی کے بال نہایت سیاہ تھے۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کے بعد) داہنی طرف اس طرح سلام پھیرتے تھے کہ رخسارے کا گورا پن نظر آتا تھا، بائیں طرف سلام پھیرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے رخسارے کا

گوراپن نظر آتا تھا۔ (یعنی اس طرح مڑتے تھے کہ صف والے آپ کے رخسار دیکھتے تھے)۔

شیخ بنی کنانہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گورے، قوم میں بلند اور سب سے حسین تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخی مائل گورے تھے، انگلیاں پُرگوشت تھیں، نہ بلند قامت ہی تھے نہ پست قد، بال نہ تو بالکل سیدھے تھے نہ بالکل گھونگروالے۔ جب چلتے تھے تو لوگ آپ کے پیچھے دوڑتے تھے، تم آپ کا مثل کبھی نہ دیکھو گے۔

ابی الطفیل سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے روز دیکھا، نہ تو چہرے کے شدید گورے پن کو کبھی بھولوں گا ۱۲۷
اور نہ بالوں کی شدید سیاہی کو، وہ لوگ بھی ہیں جو آپ سے زیادہ لمبے ہیں اور وہ لوگ بھی ہیں جو آپ سے زیادہ پست قد ہیں۔ آپ پیادہ چل رہے تھے اور لوگ بھی پیادہ چل رہے تھے، میں نے اپنی والدہ خولہ سے کہا کہ یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پوچھا آپ کا لباس کیا تھا، انھوں نے کہا کہ وہ مجھے اب یاد نہیں۔

ام ہلال سے مروی ہے کہ میں نے جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم مبارک دیکھا تو سبھے تہ کئے ہوئے کاغذ ضرور یاد آگئے جو ایکدوسرے پر ہوتے ہیں۔

ایوب بن خالد سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اُن سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کوئی آدمی سنتعد نہیں دیکھا آپ مثل نصف چاند کے تھے۔

عبداللہ بن بُریدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم سب سے خوبصورت تھے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں

پھیلا دیتے تھے، یہاں تک کہ اس کا ظاہری حصہ سیاہ نظر آتا تھا۔

محمد بن علیؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفت نہایت مضبوط تھی۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی، سب سے زیادہ بہادر سب سے زیادہ خوبصورت گورے اور خوشرنگ تھے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مونچھیں کترواتے تھے، اور آپ سے پہلے ابراہیمؑ خلیل الرحمٰن بھی اپنی مونچھیں کترواتے تھے۔

عوف سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے نہ تھے صرف مسکراتے تھے، اور پلٹتے تھے تو پورے بدن سے پلٹتے تھے (صرف گردن نہ پھیرتے تھے)۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مڑتے تھے تو پورے بدن سے مڑتے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جو خوش آواز اور خوبصورت نہ ہو، سب سے آخر تمہارے نبی کو بھیجا۔ آپ بھی خوبصورت و خوش آواز تھے، آپ (قراءت میں) گٹکری نہ کرتے تھے، البتہ کسی قدر مد کرتے تھے۔

نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا بدن بھاری ہو گیا ہے لہٰذا تم لوگ نماز کے قیام اور رکوع و سجود میں مجھ سے سبقت نہ کرو (یعنی میرے قیام و رکوع و سجود کے بعد کیا کرو، کیونکہ امام سے پہلے جائز نہیں)۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نماز بیٹھ کر نہ پڑھتے جب سن دراز ہوا تب بیٹھنے لگے، یہاں تک کہ جب سورۃ کی تیس یا چالیس آیتیں رہ جاتی تھیں تو اٹھ کر پڑھتے تھے ۱۲۸
اور سجدہ کرتے تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن اقرم الخزاعی سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ وہ اپنے والد کے ساتھ ایک سخت زمین کے

ہموار میدان میں تھے، جو سرزمین "عزہ" میں تھا، ہمارے پاس سے ایک رسالہ گذرا، اُن لوگوں نے راستے کے کنارے قیام کیا، مجھ سے والد نے کہا کہ نماز شروع کی گئی، اتفاق سے اُن لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے، اُن لوگوں کے ساتھ میں نے بھی نماز پڑھی، وہ منظر میری آنکھوں میں ہے کہ جب آنحضرتؐ سجدہ کرتے تھے تو گویا میں آپ کی دونوں بغلوں کے بال دیکھتا تھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت سجدہ شکم کو زمین سے دور کئے ہوئے دیکھا، اور میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔

میمونہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے ہاتھ دور رکھتے تھے یہاں تک کہ جو آپ کے پیچھے ہوتا تھا وہ آپ کی بغل کی سفیدی دیکھتا تھا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو آپ کی بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔

ابی سعید الخذری سے مروی ہے کہ وہ منظر میری آنکھوں میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں ہوتے تھے تو آپ کے کولوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو آپ کی بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ ہم سے براء نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی) صفت بیان کی، وہ اپنی ہتھیلیوں پر ٹک گئے، سُرین بلند کر دیئے۔ اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح سجدہ کرتے تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی کے بالائی حصے سے مع پیشانی کے بالوں کی جڑ کے سجدہ کرتے تھے۔

حسن بن علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالۃ التمیمی سے
دریافت کیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیا کرتے تھے میں چاہتا ۱۲۹
تھا کہ مجھ سے بھی کچھ بیان کریں، اس لئے میں ان کے ساتھ رہتا تھا،
انھوں نے کہا کہ رسول اللہ علیہ وسلم بڑے بزرگ و محترم و معظم تھے،
چہرۂ مبارک اس طرح چمکتا تھا جس طرح چاند چودھویں شب کو چمکتا ہے،
میانہ قد والے سے لمبے اور دراز قد والے سے چھوٹے تھے سر مبارک
بڑا تھا، بال نہ گھونگر والے تھے نہ بالکل سیدھے، جب بال بکھر تے تھے تو
کنگھی کر لیتے تھے لیکن اگر بڑھا تے تھے تو کانوں کی لو سے
آگے نہ بڑھتے تھے، رنگ خوبصورت اور چمکدار تھا پیشانی کشادہ
تھی، ابرو باریک اور دراز تھیں، ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی
جو غصے کی حالت میں متحرک ہو جاتی تھی، ناک ایسی تھی کہ بیچ سے بانسہ ابھرا ہوا
تھا، اور نتھنے چھوٹے چھوٹے تھے، آپ کا ایک نور تھا جو ناک کے اوپر
اس طرح تھا کہ جو شخص اس پر غور نہ کرے وہ سمجھے کہ آپ کی ناک ہی اتنی
بلند ہے، ڈاڑھی گھنی تھی، دہانہ بڑا تھا، دانت باہم ملے ہوئے نہ تھے،
سینے پر بالوں کی لکیر باریک تھی گردن لمبی اور خوبصورت تھی، اس میں
خون کی سی خوبصورت سرخی تھی جو صفائی میں چاندی کی طرح تھی، مزاج
معتدل تھا، بدن بھاری بڑے ضابطہ و متحمل تھے، سینہ اور پیٹ
برابر تھا (یعنی ناف ابھری ہوئی نہ تھی) سینہ چوڑا تھا، دونوں شانوں کے
درمیان بہت فاصلہ تھا، پنڈلیاں بھری ہوئی تھیں، آپ نہایت نورانی و مستقل مزاج
تھے، گلے سے ناف تک خط کی طرح بالوں کا سلسلہ تھا، شکم و پستان پر
بال نہ تھے، اس کے علاوہ شانوں اور بانہوں پر اور سینے کے بلند حصوں پر
بال تھے۔ ہاتھ کے گٹے لمبے تھے، ہتھیلی کشادہ اور، ہڈیاں معتدل تھیں،
ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھے، ہاتھ پاؤں لمبے تھے، تلوے زمین پر
نہ لگتے تھے، دونوں قدم ہموار تھے جن سے پانی دور رہتا تھا، جب چلتے تھے تو
اترنے والے کی طرح اور قدم اس طرح ڈالتے تھے جیسے نشیب میں اتر رہے ہیں۔

بڑے وقار سے چلتے تھے، بڑے تیز رفتار تھے جب چلتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ نیچے اتر رہے ہیں، اور جب مڑتے تھے تو پورے بدن سے مڑتے تھے، آنکھ نیچی رکھتے تھے، نگاہ جتنی دیر آسمان کی طرف رہتی تھی اُس سے زیادہ دیر تک زمین کی طرف رہتی تھی، یعنی آپ کی اکثر نظر مراقبہ تھا، (ہر کام میں) اصحاب سے آگے رہتے تھے، جو شخص آپ سے ملتا تھا تو آپ ہی سلام میں سبقت فرماتے تھے۔

حسنؓ نے کہا کہ میں نے (اپنے ماموں سے) کہا کہ مجھ سے آنحضرتؐ کی گفتگو کی صفت بھی بیان کیجئے تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر حزن میں رہتے تھے، ہمیشہ سوچا کرتے تھے، آپ کو کوئی راحت نہ تھی، بے ضرورت کلام نہ فرماتے تھے، اکثر خاموش رہتے تھے، کلام کی ابتدا وانتہا نہایت بلیغ طریقے پر کرتے تھے، جامع کلام فرماتے تھے جس میں کارآمد حصہ ہوتا تھا بیکار نہ ہوتا تھا، اور نہ کوئی کمی ہوتی تھی، آپ خلیق تھے، درشت خو نہ تھے نعمت کی عظمت میں کمی نہ فرماتے، اگر وہ حقیر ہوتی تو نہ اُس کی مذمت کرتے تھے نہ ذائقہ کی برائی اور اُس کی تعریف بھی نہ فرماتے، آپ کو دنیا اور جو کچھ دنیا کے لئے ہو نا راض نہ کرتا تھا (آپ کی ناراضی صرف دین کے لئے ہوتی تھی) جب کوئی حق دیا جاتا تھا تو نہ اُسے کوئی جانتا تھا اور نہ اُس کے تلف ہونے پر کوئی شہادت ہوتی تھی تا وقتیکہ آپ اُس کے مددگار نہ ہوتے، آپ اپنی ذات کے لئے ناراض نہ ہوتے تھے اور نہ اُس کے لئے انتقام لیتے تھے جب اشارہ کرتے تھے تو اپنی پوری ہتھیلی سے اشارہ کرتے تھے، اور جب تعجب کرتے تھے تو ہتھیلی کو پلٹ دیتے تھے، جب بات کرتے تھے تو ہتھیلی کو ملا کر داہنی ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصے میں مارتے تھے، ناخوش ہوتے تو منہ پھیر لیتے اور رخ بدل لیتے، خوش ہوتے تو آنکھ جھکا لیتے تھے آپ کی اکثر ہنسی مسکراہٹ تک ہوتی تھی، اور جب ہنستے تھے تو اولے کی طرح چمکدار دانتوں سے ہنستے تھے،

حسنؓ نے کہا کہ میں نے ایک زمانے تک اس کو حسین بن علیؓ سے

پوشیدہ رکھا، جب اُن سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اس بات کو معلوم کر چکے ہیں، اور میں نے جو پوچھا اپنے ماموں سے پوچھا وہ بھی پوچھ چکے ہیں، مجھے معلوم ہوا کہ وہ اپنے والد سے آنحضرتؐ کی آمد و رفت و نشست و برخاست اور شکل و صورت پوچھ چکے ہیں، اور اُنھوں نے اسمیں سے کوئی بات چھوڑی نہیں ہے۔

حسینؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کو دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا کہ آپ کو اپنی ذات کے لئے (گھر میں) تشریف لانے کی (اللہ کی طرف سے) اجازت تھی، جب آپ اپنے مکان میں ٹھیرتے تھے تو اس تشریف فرمائی کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے تھے،
۱۳۰ (وقت قیام کا) ایک حصہ اللہ کے لئے ایک حصہ اہل بیت (یعنی ازواج) کے لئے، اور ایک حصہ اپنی ذات کے لئے، اپنے حصے کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے تھے، اور اس (حصۂ وقت) کو عام لوگوں سے خاص باتوں میں صرف فرما دیتے تھے، ان لوگوں سے کوئی چیز ذخیرہ نکرتے تھے عادت تھی کہ اہل فضل و کمال کو اپنی مجلس میں ترجیح دیتے اور بقدر ان کی دینی فضیلت کے اُن کی قدر کرتے اُن میں بعض ایسے تھے جو ایک حاجت والے تھے، بعض دو حاجت والے اور بعض دو سے زائد حاجت والے آپ اُن کے ساتھ مشغول رہتے اور خود اُنھیں سے اُن باتوں کو دریافت کر کے جو ان کے اور امت کے لئے بہتر ہوتی تھیں اور ان امور کو بتا کے جو ان کے لئے مناسب ہوتے انھیں بھی مشغول رکھتے تھے، فرماتے کہ جو حاضر ہے وہ ان امور کو غائب تک پہنچا دے۔ اور میرے پاس اُس شخص کی حاجت پہنچا دیا کرو جو خود اپنی حاجت مجھ تک نہ پہنچا سکے۔ کیونکہ جو شخص سلطان کو ایسے شخص کی حاجت پہنچا دے جس کو وہ خود سلطان تک نہ پہنچا سکے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو ثابت قدم رکھے گا، آپ کے یہاں سوائے ایسے امور کے کوئی ذکر نہ ہوتا اور نہ آپ کسی کی کوئی بات اُس کے

سوا قبول فرماتے، لوگ طالب بنکر آتے، بغیر خاص مذاق لئے ہوئے نہ جاتے، اور رہبر و مطلوب بنکر نکلتے تھے۔

حسنؓ نے کہا کہ میں نے علیؓ سے آنحضرتؐ کے باہر آنے کو پوچھا کہ آپ کیا کرتے تھے تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان روکے رہتے سوائے ایسی باتوں کے جو لوگوں کے لئے مفید ہوتیں، ان میں الفت پیدا کرتیں، اور افتراق یا نفرت سے بچاتیں، آپ ہر قوم کے بزرگ کا اکرام فرماتے، اور اسی کو ان لوگوں کا والی بناتے تھے،

لوگوں سے پرہیز فرماتے، اُن سے بچتے بغیر اس کے کہ کسی سے اپنا رخ یا اخلاق بدلیں، اصحاب کی غمخواری فرماتے اور لوگوں سے خبریں دریافت فرماتے، اچھائی کی تعریف و تائید کرتے اور برائی کی مذمت کرکے اُسے کمزور و سست بنا دیتے۔

ہر امر میں معتدل تھے۔ کسی عادت میں اختلاف نہ تھا، لوگوں کی غفلت کے خوف سے غافل نہ ہوتے تھے، ہر صورت حال کے لئے طیار رہتے، حق میں کوتاہی نہ فرماتے، فرض حد سے گزرنا کہ لوگ آپ کی مدد کریں۔

آپ کے نزدیک سب سے بہتر و افضل وہ لوگ تھے جن کی خیر خواہی سب سے زیادہ عام ہوتی اور سب سے بڑے مرتبے والے وہ لوگ تھے جو ہمدردی و مددگاری میں سب سے اچھے ہوتے۔

حسنؓ نے کہا کہ میں نے علیؓ سے آنحضرتؐ کی مجلس کو دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر ذکر الٰہی کے نہ اٹھتے تھے نہ بیٹھتے تھے، مکانوں میں قیام نکرتے، اور ان میں قیام سے منع فرماتے۔

جب کسی قوم کے پاس پہنچتے تو وہیں بیٹھ جاتے تھے جہاں مجلس آپ کو پہنچائے۔ (یعنی لوگوں پر سے پھاندتے نہ تھے بلکہ خالی جگہ جو سب سے آگے ملتی تھی وہیں بیٹھ جاتے تھے)، اور اسی کا حکم دیتے تھے،

اپنے ہر ہمنشیں کو (جگہ میں) اُس کا حصہ دیتے تھے کوئی یہ خیال نہیں کرتا تھا کہ آپ کے نزدیک اُس سے زیادہ قابلِ احترام دوسرا ہے۔

جو شخص کسی ضرورت سے آپ کے ساتھ بیٹھ جاتا یا آپ کے ساتھ کھڑا ہو جاتا تو آپ اُس کے ساتھ رُکے رہتے یہاں تک کہ وہ خود ہی واپس ہو جائے اور جب کوئی شخص آپ سے کسی حاجت کا سوال کرتا تو آپ اُسے یا تو اُس کے ساتھ واپس کرتے تھے یا نرم جواب کے ساتھ، آپ کا خلق و کرم سب لوگوں پر وسیع تھا، آپ اُن سب کے لیئے باپ تھے، حق میں آپ کے نزدیک سب برابر تھے۔

آپ کی مجلس صبر و حیاء و حلم و امانت کی مجلس تھی، جس میں آوازیں بلند نہ ہوتی تھیں نہ گھر والوں کا عیب بیان کیا جاتا تھا نہ لوگوں کی کمزوریوں کی اشاعت کی جاتی تھی سب کے ساتھ مساوات کا سلوک ہوتا، جو فضیلت پاتے تقوے کی وجہ سے فضیلت پاتے، متواضع رہتے، بڑوں کا وقار ملحوظ رکھتے چھوٹوں پر رحم کرتے، صاحب حاجت کے ساتھ ایثار اور مسافر کی نگہداشت کرتے تھے۔

حسن نے کہا کہ میں نے علیؓ سے پوچھا کہ اپنے ہمنشینوں میں آنحضرتؐ کی سیرت کیسی تھی؟ اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خندہ پیشانی رہنے والے، نرم اخلاق والے، سہولت کی زندگی بسر کرنے والے تھے نہ تو درشت خو تھے نہ بد مزاج، نہ بکواس کرنے والے، نہ بیہودہ بکنے والے اور ۱۳۱
نہ عیب جوئی کرنے والے، جس چیز کی خواہش نہ ہوتی اُس سے تغافل برتتے نہ اُس کا عیب بیان کرتے تھے اور نہ اُس کی رغبت ظاہر فرماتے تھے۔

تین چیزیں آپ نے خود ترک فرما دی تھیں، شک کرنا، مال کثیر جمع کرنا اور غیر مفید باتیں کرنا، تین چیزوں سے آپ نے لوگوں کو چھوڑ دیا تھا، آپ کسی کی مذمت نہیں کرتے تھے، نہ کبھی کو عار دلاتے تھے، اور نہ کسی کی پوشیدہ بات کا تجسس کرتے تھے۔

صرف وہی کلام کرتے جس میں آپ کو ثواب کی امید ہوتی تھی،

جب آپ کلام کرتے تھے تو اہلِ مجلس اس طرح خاموش ہو جاتے تھے جیسے ان کے سر دل پر چڑیاں بیٹھی ہیں (کہ ذرا بولیں گے تو اُڑ جائیں گی) پھر جب آپ خاموش ہو جاتے تھے تو لوگ کلام کرتے تھے،

اگر کوئی شخص آپ کے پاس بات کرتا تھا تو لوگ اُس کی بات نہیں کاٹتے تھے اُس کے فارغ ہونے تک ایسے خاموش رہتے گویا سر پر چڑیاں بیٹھی ہیں۔ لوگ اپنے ابتدائی زمانے کی باتیں کرتے، کسی بات پر ہنستے تو آپ بھی ہنستے اور جس شے سے خوش ہوتے اُس سے آپ بھی خوش ہوتے،

مسافر و غریب کو بات کرنے اور سوال کرنے میں اُس کی بے ادبی پر صبر فرماتے۔ اس وقت اصحاب اُسے دور ہٹا دینا چاہتے تو فرماتے کہ جب تم کسی طالب حاجت کو دیکھو کہ وہ کچھ طلب کرتا ہے تو اُس کی مدد کرو، سوائے تلافی کرنے والے کے اور کسی کی مدح و ثنا نہیں قبول کرتے تھے، آپ کسی کی بات کو قطع نکرتے تاوقتیکہ وہ خود ہی نہ گذر جائے اور رو کنے یا اُٹھ جانے سے اُسے قطع نکر دے۔

حسن نے کہا کہ پھر میں نے علیؓ سے دریافت کیا کہ آنحضرت کے سکوت کی کیا کیفیت تھی تو اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت چار طور پر تھا، حلم پر، احتیاط پر، تقریر پر یعنی کسی امر کے برقرار رکھنے مان لینے اور قبول کر لینے پر۔ غور و فکر پر،

آپ کی تقریر بر نظر ڈالنے اور لوگوں کی بات سننے میں ہوتی تھی (یعنی دیکھکر یا سنکر کچھ نہ فرماتے تھے جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ آپ کے نزدیک درست ہے۔ اور آپ کا غور و فکر اُن امور میں ہوتا تھا جو باقی رہنے اور فنا ہونے والے ہیں۔

حلم و صبر کے جامع تھے، آپ کو نہ تو کوئی چیز غضبناک کرتی اور نہ بیزار، احتیاط صرف چار باتوں پر منحصر تھی نیکی کے اخذ کرنے میں کہ اُس کی پیروی کریں، بدی کے ترک کرنے میں کہ اس سے باز رہیں، عقل سے غور و فکر ایسے امور میں جو امت کی بہبود کے ہوں اور

اُن امور کو قایم کرنے میں جن سے امت کی دنیا و آخرت جمع ہو۔

مہر نبوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان تھی

خاتم رسالت

جابر بن سُمرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان تھی جو جسم و شکل میں کبوتر کے انڈے کے مشابہ تھی۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ میں نے وہ مہر نبوت دیکھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت میں کبوتر کے انڈے کے برابر نشانِ زخم کی طرح تھی۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کی مہر دیکھی جو انڈے کے مثل تھی۔

ابی رمثہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو رمثہ قریب آؤ اور میری پیٹھ سہلاؤ، میں قریب گیا، پیٹھ سہلائی، پھر اپنی انگلیاں مہر نبوت پر رکھیں اور انھیں چھوا تو وہ بال تھے جو شانوں کے پاس اکٹھا ہو گئے تھے۔

۱۳۲ معاویہ بن قرہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں قبیلۂ مُزینہ کے ایک گروہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بیعت کی، آپ کا کرتہ کھلا ہوا تھا، میں نے اپنا ہاتھ کرتے کے گریبان میں ڈالا

اور مہر نبوت کو مس کیا،

عاصم الاحول بن عبداللہ بن سرجس سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، میں آپ کے پیچھے گھوم گیا تو آپ میرا مطلب سمجھ گئے اور اپنی پشت سے چادر ہٹا دی، میں نے مہر نبوت دیکھی جو مثل مٹھی کے تھی جس کے گرد ایسے خال تھے جو مسے معلوم ہوتے تھے، میں آیا، اُسے بوسہ دیا اور کہا کہ یارسول اللہ، اللہ آپ کی مغفرت کرے، فرمایا تمھاری بھی مغفرت کرے، بعض حاضرین نے عرض کی، یارسول اللہ کیا یہ آپ کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں، فرمایا ہاں تمھارے لئے بھی، اور آپ نے یہ آیت پڑھی "واستغفر لذنبك وللمومنين والمومنات" (اے نبی آپ اپنی لغزشوں کی مغفرت کی دعا کیجئے اور مومنین و مومنات کے لئے بھی۔)

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ "پھر میں آیا اُسے بوسہ دیا اور عرض کی: یارسول اللہ میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ فرمایا کہ اللہ تمھاری مغفرت کرے"

ابی رمثہ سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا، والد نے زخم کی طرح کا ایک نشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے درمیان دیکھا تو عرض کی: یارسول اللہ میں بڑا طبیب ہوں، کیا اس کا علاج نہ کر دوں؟ فرمایا، نہیں، اس کا طبیب وہی ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

ابی رمثہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے شانے میں اونٹ کی مینگنی یا کبوتر کے انڈے کی طرح کا نشان ہے۔ عرض کی: یارسول اللہ کیا اس کی دوا نہ کر دوں؟ کیونکہ ہم لوگ اس خاندان کے ہیں جو طبابت کرتے ہیں فرمایا، اس کی دوا وہی کرے گا جو اسے ظہور میں لایا ہے۔

ابی رمثہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، ہمراہ میرا بیٹا بھی تھا، فرمایا کیا تم اس سے محبت کرتے ہو، عرض کی، جی ہاں، فرمایا، نہ یہ تم پر شفقت کرے اور نہ تم اس پر شفقت کرو۔

پھر میں متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے شانوں کے پیچھے ثل بیب کے نشان ہے، عرض کی: یا رسول اللہ میں دوا کرتا ہوں اجازت دیجیے کہ اس میں شگاف کروں اور اس کا علاج کروں، فرمایا اس کا طبیب وہی ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

ابی رمثہ سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، ہمراہ میرا ایک بیٹا بھی تھا، میں نے کہا کہ اے میرے بیٹے یہ اللہ کے نبی ہیں جب اس نے آپ کو دیکھا تو ہیبت سے کانپنے لگا جب میں پہنچا تو عرض کی یا رسول اللہ
۱۳۲ میں اطباء کے خاندان سے ہوں، میرے والد بھی زمانۂ جاہلیت میں طبیب تھے، ہماری یہ بات مشہور ہے مجھے اس نشان کے بارے میں جو آپ کے شانوں کے درمیان ہے علاج کی اجازت دیجیے، اگر یہ زخم ہے تو میں اس میں شگاف کروں گا اور اللہ اپنے نبی کو شفا دے گا، فرمایا کہ اس کا سوائے اللہ کے کوئی طبیب نہیں، وہ کبوتر کے انڈے کے برابر تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال

براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے بال تھے جو شانوں سے لگتے تھے۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کان کی لو تک تھے۔

براء سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کی مخلوق میں کسی کو نہیں دیکھا جو

سرخ جوڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین معلوم ہوتا، آپ کے بال شانوں کے قریب لگتے تھے۔

براء سے مروی ہے کہ میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا، جب آپ سرخ لباس میں پیادہ چلتے تھے اور بال دونوں شانوں کے قریب ہوتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال متوسط تھے نہ بالکل سیدھے نہ بالکل گھونگر والے، اور دونوں کان اور شانوں کے درمیان تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں سے متجاوز نہ ہوتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ایسے تھے جو شانوں تک پہنچتے تھے یا شانوں سے لگتے تھے۔

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کان تک ہوتے تھے۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ گھونگر والے تھے نہ بالکل سیدھے آپ کے بال نصف کانوں تک تھے۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں سے متجاوز نہ ہوتے تھے۔

ابی رمثہ سے مروی ہے کہ میں خیال کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ ۱۳۴
وسلم انسانوں کے مشابہ نہ ہوں گے دیکھا تو آپ بشر تھے اور آپ کے پٹے (کانوں تک بال) تھے۔

علیؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف مروی ہے کہ آپ پٹے والے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال پٹے سے زیادہ اور پورے بالوں سے کم تھے۔

ابو المتوکل الناجی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کان کی لو سے نیچے تھے جو آپ کی لو کو چھپائے رہتے تھے۔

ام ہانی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کی چار مینڈھیاں یعنی بال تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ اہل کتاب اپنے بال (بغیر کنگھی کے) پڑے رکھتے تھے اور مشرکین اپنے سروں میں کنگھی کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس معاملے میں حکم نہیں دیا جاتا تھا اس میں اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی کے بال پڑے رکھے بعد کو کنگھی کی۔

حکیم بن عُمیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے، کنگھی کرنے کا حکم دیتے تھے، اور گردن تک بال رکھنے سے منع کرتے تھے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک اللہ نے چاہا پیشانی کے بال چھوڑے رہے اس کے بعد کنگھی کرنے لگے۔

جابر بن سَمُرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اور ڈاڑھی کے بال بڑھا لئے تھے۔

حسن بن محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر تین چُلّو پانی ڈالتے تھے حسن نے کہا کہ میرے بال بہت ہیں، تو جابر نے کہا کہ اے بھتیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تمہارے بالوں سے بہت زیادہ اور بہت پاکیزہ تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیشانی کے بالوں کی جڑ پر سجدہ کرتے دیکھا۔

انس سے مروی ہے کہ میں نے قتادہ کے بالوں سے زیادہ کسی کے بال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے مشابہ نہیں دیکھے، اس روز

قتادہ بہت خوش ہوئے۔

انس سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا کہ نائی آپ کی حجامت بنا رہا تھا اور اصحاب آپ کے گرد گھوم رہے تھے جو آپ کے بال سوائے ہاتھ میں لینے کے گرانا نہیں چاہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑھاپا

حمید الطویل سے مروی ہے کہ انس بن مالک سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا، اُنھوں نے کہا کہ اللہ نے آپ کو بڑھاپے کی بدزیبی نہیں دی، آپ میں بڑھاپے کا کوئی حصہ نہ تھا جس کو خضاب کیا جاتا، ڈاڑھی کے اگلے حصے میں صرف چند بال (سفید) تھے، اور آپ کا بڑھاپا بیس بالوں تک بھی نہیں پہنچا تھا۔

حمید الطویل سے مروی ہے کہ انس بن مالک سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگاتے تھے، اُنھوں نے کہا کہ آپ کے بالوں کی سیاہی میں سفیدی کی آمیزش اس سے بہت کم تھی (یعنی بال اتنے سفید ہونے پائے تھے کہ خضاب کی ضرورت ہوتی) آپ کی ڈاڑھی کے سفید بال بھی تیس کی مقدار تک نہ پہنچنے پائے تھے، زیرین لب سترہ بال سفید تھے۔

ثابت سے مروی ہے کہ انس سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے؟ انھوں نے کہا کہ اللہ نے آپ کو بڑھاپے کا عیب نہیں دیا، آپ کے سر اور ڈاڑھی میں سترہ اٹھارہ بال سفید تھے۔

ثابت البُنانی سے مروی ہے کہ انس سے نبی صلی اللہ وسلم کے خضاب کو دریافت کیا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نے ۱۳۶

ایسا بڑھاپا نہیں دیکھا جس میں خضاب لگایا جاتا ہے، صرف زیرین لب کے کچھ بال کھچڑی تھے، جن کو اگر تم چاہتے تو شمار کر سکتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایسے وقت ہوئی کہ سر اور ڈاڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا، انھوں نے کہا کہ آپ اس عمر کو نہیں پہنچے، کچھ بڑھاپا صرف آپ کی کاکلوں میں تھا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے دریافت کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا، انھوں نے کہا کہ آپ اس عمر کو نہیں پہنچے، لیکن ابوبکر نے خضاب لگایا ہے پھر میں اُسی روز آیا اور خضاب لگایا۔

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خضاب نہیں لگایا، ڈاڑھی کے اگلے حصے میں زیرین لب تھوڑی سی سفیدی تھی، اور سر یا کاکلوں میں تو اسقدر قلیل تھی کہ نظر بھی نہ آتی تھی۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگاتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپ خضاب کی حد تک نہیں پہنچے، ڈاڑھی میں چند سفید بال تھے۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ جابر بن سمرہ سے دریافت کیا گیا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور ڈاڑھی میں بڑھاپا نہ تھا، صرف چند بال آپ کی مانگ میں سفید تھے، جب تیل لگاتے تھے تو تیل ان کو پوشیدہ کر لیتا تھا۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ اُن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے کو دریافت کیا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ جب آپ اپنے سر میں تیل لگاتے تھے تو بڑھاپا ظاہر نہ ہوتا تھا اور جب تیل نہیں لگاتے تھے تو

ظاہر ہوتا تھا۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور ڈاڑھی کے بال کھچڑی ہوگئے تھے، جب آپ اس میں تیل لگاتے اور کنگھی کرتے تھے تو ظاہر نہ ہوتے تھے، اور جب بال بکھر جاتے تھے تو ظاہر ہوتے تھے۔

یوسف بن طلق بن حبیب سے مروی ہے کہ ایک حجام نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مونچھیں کتریں، ڈاڑھی میں سفیدی ۱۳۷
دیکھی تو کترنے کا قصد کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اسے
روکا اور فرمایا کہ اسلام میں جو کچھ بھی بوڑھا ہوگا قیامت میں اس کے لئے
ایک نور ہوگا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا؟ انھوں نے کہا کہ آپ اس حد تک نہیں پہنچے تھے۔

ایک شیخ بنی کنانہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذو المجاز کے بازار میں پیدل جاتے ہوئے دیکھا، آپ کے بال گھونگروالے، سر اور ڈاڑھی کے بال سیاہ تھے۔

زیاد مولائے سعد سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تو انھوں نے کہا کہ نہیں، آپ نے تو اس کا قصد بھی نہیں کیا، آپ کا بڑھاپا ڈاڑھی میں زیریں لب اور پیشانی میں تھا اگر میں اسے شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔

الہیثم بن دہر الاسلمی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑھاپا زیریں لب اور پیشانی میں دیکھا میں نے اس کا اندازہ کیا تو تیس عدد سفید بال ہوں گے۔

بشیر مولائے مازنیین سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے

پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تو اُنھوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ کا بڑھاپا خضاب کا محتاج نہ تھا، زیرین لب اور پیشانی میں خفیف سی سفیدی تھی اگر ہم اُسے شمار کرنا چاہتے تو شمار کر لیتے (کہ کتنے بال سفید ہیں)۔

جریر بن عثمان سے مروی کہ میں نے عبداللہ بن بشر سے کہا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے؟ انھوں نے کہا کہ زیرین لب چند بال سفید ہو گئے تھے۔

جریر بن عثمان الرحبی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن بشر سے دریافت کیا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہوگئے تھے؟ اُنھوں نے کہا کہ آپ اس (عمر) سے تو جوان تھے لیکن ڈاڑھی میں یا زیرین لب چند بال سفید ہو گئے تھے۔

ابی جُحَیفہ سے مروی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے وقت دیکھا کہ آپ کا یہ حصہ یعنی زیرین لب سفید ہو گیا تھا، ابو جحیفہ سے کہا گیا کہ آپ اُس زمانے میں کیا کرتے تھے تو اُنھوں نے کہا کہ میں تیر کی لکڑی بنا تا تھا اور اُس میں پر لگاتا تھا۔

جُحَیفہ کے والد وہب السوائی سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نیچے والے ہونٹھ میں، ریش بچہ میں، ایک انگل سفیدی تھی۔

ابی جحیفہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۳۸
دیکھا کہ ریش بچہ سفید ہو گیا تھا۔

قاسم بن الفضل سے مروی ہے کہ میں محمد بن علی کے پاس آیا اور اصلت بن زبید کی طرف دیکھا جن کے ریش بچہ پر بڑھاپے کی آمیزش دوڑ رہی تھی (یعنی زیرین لب بال سفید ہو گئے تھے) محمد نے کہا کہ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی سیاہی سفیدی کی آمیزش آپ کے ریش بچہ میں جاری تھی، اصلت اس سے بہت مسرور ہوئے۔

حجاج بن دینار بن محمد بن واسع سے مروی ہے کہ عرض کیا گیا:
یارسول اللہ بڑھاپا بہت تیزی سے آپ کی طرف آرہا ہے، فرمایا
کہ مجھے سورۂ "الر کتب احکمت آیاتہ ثم فصلت" نے اور ایسی ہی
دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا، (یعنی ان سورتوں میں قیامت کے جو
ہولناک احوال بیان کئے گئے ہیں اُن کے خوف سے مجھ پر بڑھاپا طاری ہوگیا)

ابی سلمہ سے مروی ہے کہ عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ ہم لوگ
سر مبارک میں بڑھاپا دیکھتے ہیں، فرمایا کہ کیونکر بوڑھا نہوں،
حالانکہ میں سورۂ ہود و "اذا الشمس کورت" پڑھتا ہوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کی، میں ولادت میں آپ سے بڑا ہوں، اور آپ مجھ سے
بہتر و افضل ہیں (پھر آپ مجھ سے پہلے کیوں بوڑھے ہوگئے)
فرمایا کہ سورۂ ہود اور اس کے ساتھ کی سورتوں نے اور اُن واقعات نے
جو مجھ سے پہلے امتوں کے ساتھ کئے گئے مجھے بوڑھا کر دیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا: یارسول اللہ میں دیکھتا ہوں
کہ آپ بھی بوڑھے ہوگئے فرمایا کہ مجھے تو سورۂ ہود و الواقعہ
والمرسلت وعم یتساءلون واذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔

عطاء سے مروی ہے کہ بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
عرض کی یارسول اللہ بڑھاپا بہت تیزی سے آپ کی طرف آرہا ہے
فرمایا ہاں مجھے ہود اور اس کی سی سورتوں نے بوڑھا کر دیا،
عطاء نے کہا کہ اس کی سی سورتیں "اقتربت الساعۃ و والمرسلت
واذا الشمس کورت" ہیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ
آپ بوڑھے ہوگئے۔ اور آپ پر بڑھاپا جلد آگیا فرمایا۔ مجھے
سورۂ ہود اور اس کی سی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

دریافت کیا کہ یارسول اللہ آپ کو کس نے بوڑھا کردیا فرمایا کہ "سورۂ ھود الواقعہ۔ والمرسلت وعم یتساءلون۔ واذا الشمس کورت" نے

قتادہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ بڑھاپا آپ کی طرف تیزی سے آگیا فرمایا کہ مجھے ہود اور اس کی سی سورتوں نے بوڑھا کردیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جس وقت ابوبکرؓ و عمرؓ منبر کے سامنے بیٹھے تھے ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج کے حجرے سے برآمد ہوتے ہوئے اپنی ڈاڑھی پوچھتے اسے اٹھاتے اور دیکھتے ہوئے نظر آئے۔ انس نے کہا کہ آنحضرت کی ڈاڑھی میں بہ نسبت سر کے بڑھاپے کا اثر زیادہ تھا، جب آپ ان دونوں کے پاس آکر ٹھیرے تو آپ نے سلام کیا، ابوبکرؓ نرم دل تھے اور عمرؓ سخت مزاج، ابوبکرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ پر بڑھاپا تیزی سے آرہا ہے، آنحضرت نے اپنی ڈاڑھی ہاتھ سے اٹھائی اور اسے دیکھا، ابوبکرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ ہاں۔ مجھے سورۂ ہود اور اس کی بہنوں نے بوڑھا کردیا، ابوبکرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ اس کی بہنیں کونسی ہیں۔ فرمایا کہ الواقعہ۔ القارعہ۔ سال سائل۔ واذا الشمس کورت۔ الحاقہ وما الحاقہ۔

قائلین خضاب نبویؐ

عثمان بن عبداللہ بن موہب سے مروی ہے کہ ہم لوگ ام سلمہ کے پاس گئے تو وہ ہمارے پاس ایک تھیلی لائیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال تھے، اس میں حنا اور نیل کا (سرخ) خضاب لگا ہوا تھا۔

ابن موہب سے مروی ہے کہ انھیں ام سلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرخ بال دکھائے۔

عکرمہ بن خالد سے مروی ہے کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ہیں جو رنگین ہیں اور خوشبو ہیں۔

یحییٰ بن عبّاد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہمارا ایک سونے کا گھنگرو تھا جس کو لوگ دھوتے تھے، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تھے، چند بال نکالے جاتے تھے جن کا رنگ حنا اور نیل سے بدل دیا گیا تھا۔

عثمان بن حکم سے مروی ہے کہ میں نے ابی عبیدہ بن عبداللہ بن زمعہ کے خاندان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند بال دیکھے جو حنا سے رنگے ہوئے تھے۔

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند بال دیکھے جو سرخ تھے، میں نے اُن سے دریافت کیا تو کہا کہ یہ خوشبو سے سُرخ ہوگئے ہیں۔

عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ اُن سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تو اُنھوں نے کہا کہ ہاں۔

۱۴۰ ابی جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں رخساروں کے بال کھچڑی ہوگئے تھے، آپ نے ان پر حنا اور نیل کا خضاب لگایا۔

ابی رمثہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کان کی لو تک تھے، ان میں حنا کا اثر تھا۔

ابن جُریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ آپ بھی اپنی (سفید) ڈاڑھی کا رنگ بدلتے ہیں، اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بھی (کبھی کبھی) اپنی ڈاڑھی کا رنگ بدلتے تھے۔

عبید بن جُریج سے مروی ہے کہ میرے والد نے کہا کہ میں ابن عمر کے پاس گیا اور کہا: میں دیکھتا ہوں کہ سوائے اس زردی کے آپ اپنی ڈاڑھی کا رنگ اور کسی رنگ سے نہیں بدلتے، اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بھی یہی کرتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنی ڈاڑھی خلوق (خوشبو) سے زرد رنگتے

تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زرد رنگتے تھے۔

عبدالرحمٰن الثمالی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کا رنگ بیری کے عرق سے بدلتے تھے اور عجمیوں کی مخالفت کے لئے بالوں کا رنگ بدلنے کا حکم دیتے تھے۔

تغییر شیب و کراہت خضاب

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑھاپے کا (بالوں کا سفید) رنگ بدل دو اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت نکرو۔

زبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑھاپے کو بدلدو اور یہود کی مشابہت نکرو۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑھاپا بدلدو اور یہود کی مشابہت نکرو۔

ابی ذر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب سے اچھی چیز جس سے تم اپنے بڑھاپے کا رنگ بدلو حنا اور نیل ہے۔

141 کہمس نے عبداللہ بن بریدہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سب سے اچھی چیز جس سے تم اپنے بڑھاپے کو بدلو حنا اور نیل ہے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے، لہٰذا تم لوگ اُن کی مخالفت کرو۔

ابراہیم بن محمد بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود اپنے بڑھاپے کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کی کہ وہ اُسے کسی رنگ سے نہیں بدلتے،

فرمایا کہ تم لوگ اُن کی مخالفت کرو، اور سب سے افضل چیز جس سے تم بڑھاپے کو بدلو حنا اور نیل ہے۔

اسود بن یزید سے مروی ہے کہ انصار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اُن کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے، آپ نے اُنھیں رنگ بدلنے کا حکم دیا تو لوگ سرخ وزرد کے درمیان ہو گئے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو لامحالہ رنگ بدلنا پڑے تو وہ منہدی اور نیل کا خضاب کرے۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھاپے کو (سیاہی سے) بدلنا ناپسند فرماتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک شخص کا گزر ہوا جو منہدی کا خضاب لگائے ہوئے تھا۔ فرمایا: کیسا اچھا (رنگ) ہے، اس کے بعد ایک اور شخص آپ کے سامنے سے گذرا جو منہدی اور نیل کا خضاب لگائے ہوئے تھا، فرمایا: یہ تو اُس سے بھی اچھا ہے، پھر ایک اور شخص گذرا جو زردی کا خضاب لگائے تھا فرمایا: یہ ان سب سے اچھا ہے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رنگوں سے (بڑھاپے کو) بدل دیا کرو، اور اُس میں مجھے سب سے زیادہ پسند وہ رنگ ہے جو سب سے زیادہ گہرا ہو۔

عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ خضاب سے منع فرمایا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو (جنگلی) کبوتروں کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب لگائے گی، وہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھیں گے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس شخص کی طرف (رحمت سے) نہ دیکھے گا جو سیاہ خضاب

لگائے گا۔
مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ بال سیاہ کئے ہوئے ہے، شام کو جب دیکھا تھا تو بال سفید تھے، فرمایا تم کون ہو، عرض کی: میں فلاں ہوں، فرمایا: تم شیطان ہو۔
زہری سے مروی ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ وہ شخص ملعون ہے جو ڈاڑھی کو سیاہی سے بدلے۔
عبدالملک بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ عطاء سے وسمہ کے (سیاہ) خضاب کو دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ یہ لوگوں کی بدعات میں سے ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت کو دیکھا ہے مگر ان میں سے کسی کو وسمے کا خضاب لگاتے نہیں دیکھا، وہ لوگ تو صرف مہندی اور نیل اور اسی زردی کا خضاب لگاتے تھے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونے کا لیپ لگایا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب پوشیدہ بال دور کرنے کے لئے) چونے کا لیپ لگاتے تھے تو اپنے ہی ہاتھ سے پوشیدہ مقام اور زیر ناف کام لیتے تھے۔
حبیب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب لیپ لگاتے تھے تو اپنے ہی ہاتھ سے زیر ناف کام لیتے تھے۔
حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونہ لگایا
۱۴۳ قتادہ وغیرہ سے مروی ہے کہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، نہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ نے، نہ خلفاء نے اور نہ حسن نے چونہ لگایا۔
قتادہ سے مروی ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

چونا لگایا نہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ نے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ناخن اور مونچھیں کترانا اور زیر ناف کے بال مونڈنا فطرت سے ہے۔

تشریط یا پچھنے لگانا

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے۔ ابو طیبہ نے آپ کے پچھنے لگائے، آنحضرتؐ نے ان کے لیے (بطور اجرت) دو صاع (غلے) کا حکم دیا، اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان پر جو محصول ہے اس میں تخفیف کر دیں۔

جابر سے مروی ہے کہ ۱۸ / رمضان کو دن کے وقت ابو طیبہ پچھنے لگانے کے آلات ہمارے پاس لائے پوچھا تم کہاں سے تھے انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، آپ کے پچھنے لگا رہا تھا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طیبہ کو بلایا، انھوں نے آپ کو پچھنے لگائے، دریافت فرمایا کہ تمھارا خراج کتنا ہے، عرض کی کہ تین صاع، آپ نے ایک صاع کم کر دیا۔

جابر سے مروی ہے کہ ابو طیبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنے لگائے، استفسار فرمایا کہ تمھارا خراج کتنا ہے عرض کی کہ اتنا اتنا ہے، آپ نے ان کا خراج کم کر دیا اور انھیں (اس پیشے سے) منع نہیں کیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے، ابو طیبہ جو بعض انصار کے آزاد کردہ غلام تھے انھوں نے

آپ کے پچھنے لگائے آپ نے انھیں دو صاع غلہ عطا فرمایا، اُن کے آقاؤں سے فرمایا کہ اُن کے محصول میں کمی کر دیں، اور فرمایا کہ پچھنے لگانا تمھاری بہترین دوا ہے۔

ابنِ عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی اجرت عطا فرمائی، اگر یہ (اجرت) ناپاک ہوتی تو آپ اُسے نہ دیتے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحن میں پچھنے لگوائے حالانکہ آپ روزے سے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے، اس روز آپ پر غشی طاری ہو گئی، اسی لئے روزہ دار کے لئے پچھنے لگوانا مکروہ ہے۔

۱۴۴ عامر سے مروی ہے کہ بنی بیاضہ کے ایک غلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنے لگائے، فرمایا: تمھارا خراج کتنا ہے؟ اُس نے کہا کہ اتنا اتنا ہے، آپ نے اُس کے خراج میں کمی کر دی اور اجرت نہیں دی۔

سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، آپ نے ایک حجام کو بلایا، اُس نے سینگوں کے پچھنے لگانے کے آلات سے آپ کے پچھنے لگائے، وہ چھری کی نوک سے آپ کے کاٹنے لگا۔ ایک اعرابی آیا، اُس نے آپ کو دیکھا اور وہ جانتا نہ تھا کہ پچھنے لگانا کیا چیز ہے، پریشان ہو گیا، عرض کی: یا رسول اللہ آپ اسے کس بات پر (اجرت) دیتے ہیں، یہ تو آپ کی کھال کاٹتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حجامت (پچھنے لگانا) ہے، اُس نے کہا کہ حجامت کیا چیز ہے؟ فرمایا: لوگ جو دوا کرتے ہیں اس میں سب سے بہتر چیز ہے۔

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے

دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور آپ نے حجام کو اُس کی اجرت عطا فرمائی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے، حجام کو اجرت دی اور زائد دی۔

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں (بحالت اعتکاف) پچھنے لگوائے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پچھنے لگوائے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت احرام پچھنے لگوائے جس کا سبب یہ تھا کہ آپ نے اُس بکری کے گوشت کا ایک لقمہ کھا لیا تھا جس کو اہل خیبر کی ایک عورت نے زہر آلود کر دیا تھا، جب سے آپ نے یہ زہر آلود لقمہ کھایا، برابر شاکی (مریض) ہی رہے۔

عطاء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت احرام پچھنے لگوائے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت احرام و روزہ پچھنے لگوائے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت روزہ پچھنے لگوائے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت احرام پچھنے لگوائے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴۵
بحالت احرام پچھنے لگوائے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درد کی وجہ سے بحالت احرام پچھنے لگوائے، دریافت کیا گیا کہ کیا آنحضرتؐ نے

بحالت احرام مسواک بھی کی تو ابن عباس نے کہا کہ ہاں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین پچھنے لگواتے تھے، دو گردن کی رگوں میں اور ایک گدی میں۔

اسمٰعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ انھوں نے سر کی ابھری ہڈی پر جو تالو کے اوپر ہے اپنا ہاتھ رکھا اور کہا کہ یہی وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے لگواتے تھے۔

عُقیل وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس (حجامت) کو فریادرس کہا کرتے تھے۔ (اس کا نام مُغیثہ رکھا تھا)

عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید سے مروی ہے کہ وہ اپنے سر پر اور دونوں شانوں کے درمیان پچھنے لگوایا کرتے تھے لوگوں نے ان سے کہا کہ اے امیر یہ حجامت کیسی ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی کے پچھنے لگواتے تھے؛ اور کہا کہ جو اپنا یہ خون بہائے گا تو اُسے نقصان نہ ہوگا، کیا ایک چیز سے دوسری چیز کا علاج نہ کیا جائے۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو پچھنے گردن کی رگوں میں لگواتے تھے اور ایک گدی میں، آپ طاق عدد پچھنوں کا حکم دیتے تھے

قتادہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو پچھنے گردن کی رگوں میں لگواتے تھے اور ایک گدی میں۔

جُبیر بن نفیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وسط سر میں (بھی) پچھنے لگوائے۔

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وسط سر میں پچھنے لگوائے، آپ اس کو (مرض کا) دور کرنے والا فرمایا کرتے تھے، (یعنی اس کا نام مُنقذ رکھا تھا)۔

بُکیر بن الاشج سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ اقرع بن حابس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس وقت آگئے جب آپ وسط سر کی رگ میں پچھنے لگوا رہے تھے، انھوں نے کہا کہ اے ابن ابی کبشہ

آپ نے وسط سر میں کیوں پچھنے لگوائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اسے ابن حابس اس میں درد سر ڈاڑھوں کے درد نیند اور بیماری ۱۴۶
کی شفاء ہے، راوی کہتے ہیں کہ مجھے شک ہے کہ آپ نے جنون بھی فرمایا۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں پچھنے لگوائے اور اصحاب کو بھی اپنے سروں میں پچھنے لگوانے کا حکم دیا۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سر میں پچھنے لگوانا ہی مُغیثہ (یعنی فریادرس وشفا دہندہ) ہے،

جب میں نے (خیبر والی) یہودیہ کا (زہر آلود) کھانا کھالیا تو مجھے جبرئیل نے اس کا مشورہ دیا

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سب سے بہتر چیز جس سے تم علاج کرو پچھنے لگوانا ہے اور قسط بحری (ایک دوا کا نام) ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جس شب میں معراج ہوئی میں ملائکہ کے جس گروہ پر گذرا انھوں نے یہی کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کو حجامت (پچھنے لگوانے) کا حکم دیجئے۔

عمرو بن سعید بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (معراج میں) میں جس فرشتے کے پاس سے یا ملأ اعلی سے گذرا سب نے مجھے پچھنے لگوانے کا مشورہ دیا۔

معقل بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینے کی ۱۷/ تاریخ سہ شنبے کے روز پچھنے لگوانا سال بھر کی بیماری کی دوا ہے۔

ام سعد سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے لگواتے تھے تو میں نے آپ کو خون دفن کرنے کا حکم دیتے سنا۔

ہارون بن رئاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے، ایک شخص سے فرمایا کہ اسے اس طرح دفن کردو کہ کوئی کتا نہ کھودے۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ میں روزہ دار کے لئے پچھنے لگانے کو اس لئے ناپسند کرتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (بحالت روزہ پچھنے لگوائے تھے تو آپ بیہوش ہو گئے تھے، عکرمہ نے کہا کہ اس وقت ایک شخص منافق ہو گیا۔ (یعنی جب اُس نے آپ کی بیہوشی دیکھی تو اسے آپ کی نبوت میں شک ہوا اور وہ منافق ہو گیا۔)

ابو جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روغن کنجد کی ناس لیتے تھے اور سر کو بیری کے پانی سے دھوتے تھے۔

قصّ شوارب

مونچھیں کتروانا

۱۴۷ ابن جُریج سے مروی ہے کہ انھوں نے ابن عمر سے کہا کہ میں نے آپ کو مونچھیں کترواتے دیکھا ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مونچھیں کترواتے دیکھا ہے۔

عبدالرحمٰن بن زیاد سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کناروں سے مونچھیں کترواتے تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مجوسی (پارسی) آیا جو اپنی مونچھیں بڑھائے اور ڈاڑھی کتروائے ہوئے تھا، فرمایا کہ تجھے اس کا حکم کس نے دیا، اُس نے کہا کہ میرے رب نے، فرمایا: میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا کہ

اپنی مونچھیں کترواؤں اور ڈاڑھی بڑھاؤں۔

ملبوس مبارک

سفید لباس کی روایتیں

سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں سفید کپڑا اختیار کرنا چاہئے، اسی کو تمہارے زندہ لوگ پہنیں اور اسی کا اپنے مُردوں کو کفن دو، کیونکہ یہ تمہارا بہترین کپڑا ہے

سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ خوب پاک و پاکیزہ ہوتے ہیں اور اور اسی کا اپنے مُردوں کو کفن دیا کرو۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو اور اسی کا مُردوں کو کفن دیا کرو۔

ابی قِلابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے کپڑوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ سفید ہے۔ لہٰذا اسی میں نماز پڑھا کرو اور اپنے مُردوں کو اسی کا کفن دیا کرو۔

براء سے مروی ہے کہ میں نے سرخ جوڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔

براء سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر سرخ جوڑا دیکھا، میں نے کوئی چیز آپ سے زیادہ حسین کبھی نہیں دیکھی

براء سے مروی ہے کہ میں نے سر پر پٹے رکھنے والوں میں سرخ جوڑے میں ۱۴۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔
عون بن ابی جُحیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں ابطح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ آپ سُرخ خیمے میں تھے بدن پر ایک سُرخ جبہ اور سرخ جوڑا تھا گویا پنڈلیوں کی زیبائش میری نظر میں ہے۔
زر بن حبیش الاسدی سے مروی ہے کہ قبیلۂ مراد کے ایک شخص صفوان بن عسّال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ مسجد میں سرُخ چادر پر تکیہ لگائے ہوے بیٹھے تھے۔
جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جمعہ وعیدین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ چادر اوڑھا کرتے تھے۔
قبیلۂ کنانہ کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا کہ جسم اطہر پر دو سرخ چادریں تھیں۔
ابی جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کو سُرخ چادر اوڑھتے تھے اور عیدین میں عمامہ باندھتے تھے۔
قیس بن سعد بن عُبادہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہمنے آپ کے لئے غسل کا پانی رکھدیا، آپ نے غسل کیا، ہم ایک کسُم کا رنگا ہوا رومال لائے جسے آپ نے اوڑھ لیا، گویا شکم مبارک کی بٹوں میں کسُم کا اثر آج بھی میری نظر میں ہے۔
بکر بن عبد اللہ المزنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کسُم کا رنگا ہوا رومال تھا، جب ازواج کے یہاں گشت کرتے تو اس کا پانی نچوڑتے تھے۔ (اسے باندھکر غسل کرتے تھے)
اسماعیل بن اُمیہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رومال دیکھا جو کسُم میں رنگا ہوا تھا۔
ام سلمہ سے مروی ہے کہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا چادر اور تہمد زعفران اور کسُم میں رنگا جاتا تھا، آپ اسی لباس میں (گھر سے) نکلتے تھے۔

یحییٰ بن عبداللہ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کرتا چادر اور عمامہ زعفران میں رنگے جاتے تھے۔ ۱۴۹

اسمٰعیل بن عبداللہ بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر چادر اور عمامہ عبیر یعنی زعفران کا رنگا ہوا دیکھا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کپڑے زعفران میں رنگے جاتے تھے یہاں تک کہ عمامہ بھی۔

شاید ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے زرد رنگے جاتے تھے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کپڑے یہاں تک کہ عمامہ بھی زعفران میں رنگے جاتے تھے۔

ابی رمثہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں اوڑھے دیکھا۔

یعلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے سبز چادر کو بغل کے نیچے سے اوڑھے ہوئے دیکھا۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ میں عائشہؓ کے پاس گیا تو وہ ایک یمن کی بنی ہوئی موٹی تہمد اور ایک پیوند دار کمبل نکال لائیں، اور قسم کھائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اسی لباس میں ہوئی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اون کی ایک سیاہ چادر بنائی گئی، آپ نے اُسے اوڑھا عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گورے پن اور اس چادر کی سیاہی کا ذکر کیا، جب آنحضرتؐ کو اس میں پسینہ آیا تو اون کی بو محسوس ہوئی اسے پھینک دیا، آپ کو خوشبو پسند تھی۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن فلاں بن الصامت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنی عبدالاشہل میں ایک کمبل میں

نماز پڑھی جس کو آپ اوڑھے تھے، کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کے لئے
آپ اسی پر ہاتھ رکھتے تھے۔

مشیخہ بنی عبد الاشہل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے مسجد بنی عبد الاشہل میں ایک کمبل اوڑھکر نماز پڑھی، آپ جب
سجدہ کرتے تھے تو کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کے لئے اسی کمبل پر ۱۵۰
ہاتھ رکھتے تھے۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس ایک بنی ہوئی چادر لائیں جس میں دو حاشیے تھے اور
عرض کی: یا رسول اللہ یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے بنی ہے میں اسے
لائی ہوں کہ آپ کو اڑھاؤں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت
کی بنا پر اسے لے لیا، ہم لوگوں کے پاس اس کیفیت سے
تشریف لائے کہ وہی چادر آپ کی تہمد تھی۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے جن کا راوی نے نام بھی بتایا
اس چادر کو ہاتھ سے ٹٹولا اور عرض کی: یا رسول اللہ یہ مجھے اڑھا دیجئے،
فرمایا، اچھا، پھر جب تک خدا کو منظور ہوا آپ مجلس میں بیٹھے اور
واپس تشریف لے گئے، جب اندر پہنچے تو اسے تہ کیا اور اس شخص کے
پاس بھجوا دیا، حاضرین نے اس سے کہا کہ تم نے اچھا نہ کیا، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت ہونے کی وجہ سے اسے استعمال کیا
اور تم نے آپ سے مانگ لی، حالانکہ تم جانتے تھے کہ آنحضرت سائل کو
ٹلاتے نہیں، اس شخص نے جواب دیا کہ واللہ میں نے اسے آنحضرت سے
لباس بنانے کے لئے نہیں مانگا ہے، بلکہ میں نے اسے اس لئے آپ سے
مانگا ہے کہ جس روز میں مروں تو وہی میرا کفن ہو،

سہل نے کہا کہ جس روز وہ مرے تو وہی چادر ان کا کفن ہوئی،

عبداللہ مولائے اسماء سے مروی ہے کہ اسماء ہمارے پاس ایک
جبہ نکالکر لائیں جو دیبائے خسروانی کا تھا، اس کی آستین کی بغل میں خسروی دیبا تھی، اور

چاک و گریبان میں اُسی کی مغزی تھی، اسماء نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ ہے جسے آپ پہنا کرتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو یہ عائشہؓ کے پاس رہا، عائشہ رضؓ کی وفات ہوگئی تو میں نے اسے لیلیا، ہم لوگ اسے اپنے مریض کے لئے دھوتے ہیں،

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کا لباس پہنا کرتے تھے۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ علیہ وسلم ایک جاڑے کی رات میں اُٹھے اور ازواج میں سے کسی کے کمبل میں نماز پڑھی جو نہ باریک تھا نہ موٹا۔

سیاہ رنگ، اور عمامے

ابی الزبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں اس طرح داخل ہوئے کہ سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

جعفر بن عمرو بن حُریث نے اپنے والد سے روایت کی کہ آنحضرتؐ نے اس طرح خطبہ ارشاد فرمایا کہ سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ سیاہ تھا۔

حسن سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جھنڈا سیاہ تھا جس کا نام عقاب تھا، اور آپ کا عمامہ بھی سیاہ تھا۔ ۱۵۱

یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے سیاہ تھے۔

صالح بن خیوان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو عمامے کو اپنی پیشانی سے اٹھا دیتے تھے۔

عطاء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا آپ کے سر پر عمامہ تھا، عمامہ سر سے اٹھایا اور

آگے کے حصے پر مسح کیا۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے اور اُسے دونوں شانوں کے درمیان لٹکاتے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو اُسے دونوں شانوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نقش ونگار کا عمامہ ہدیتہً دیا گیا، آپ نے اس کے نقش ونگار کو کاٹ ڈالا پھر اُسے باندھا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کونسا لباس پسند تھا اُنھوں نے کہا کہ یمنی چادر۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے (خلیفہ) ہشام بن عبدالملک کے بدن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک یمنی چادر دیکھی جس کے دو حاشیے تھے۔

وہ سندس وحریر جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لباس بنایا پھر اُسے ترک فرما دیا)

(ریشم)

انس بن مالک سے مروی ہے کہ شاہ روم نے بطور ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سندس کا ایک جبہ بھیجا، آپ نے اُسے پہنا، گویا مجھے آپ کے ہاتھ اب بھی نظر آرہے ہیں جو اپنے طول کی وجہ سے ہلتے تھے۔ حاضرین کہنے لگے کہ یا رسول اللہ یہ (تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) آپ پر آسمان سے نازل کیا گیا ہے فرمایا کہ تم لوگ اس سے کیا تعجب کرتے ہو، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے

۱۵۲ سعد بن معاذ کا جنت میں ایک رومال اس سے بہتر ہے، پھر آپ نے اُسے جعفر بن ابی طالب کو بھیجدیا، انھوں نے پہنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میں نے تمھیں اس لیے نہیں دیا تھا کہ خود پہنو عرض کی پھر میں اُسے کیا کردوں، فرمایا، اسے اپنے بھائی نجاشی کو بھیجدو۔

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حریر کی ایک عبا بطور ہدیہ بھیجی گئی آپ نے پہنی اسی میں نماز پڑھی پھر فارغ ہوئے تو اُسے اس طرح سختی سے اُتار دیا کہ آپ اُسے ناپسند کرتے ہیں۔ اور فرمایا کہ یہ متقی لوگوں کے لئے مناسب نہیں۔

عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش ونگار تھے آپ نے اُس کے نقش ونگار کو دیکھا جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ میری یہ چادر ابوجہم کے پاس لیجاؤ کیونکہ ابھی اس نے مجھے نماز سے بہکایا، میرے پاس ابوجہم کی (مقام) انبج والی چادر لاؤ۔

عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ ابوالجہم بن حذیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شامی چادر ہدیہ دی جس میں نقش ونگار تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسی چادر میں نماز کو تشریف لے گئے جب واپس ہوئے تو فرمایا کہ یہ چادر ابوجہم کو واپس کردو، کیونکہ نماز میں میری نظر اس کے نقش ونگار پر پڑی اور وہ مجھے فتنے میں ڈالنے ہی کو تھی۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر اوڑھی جس میں نقش ونگار تھے آپ نے وہ ابوجہم کو دیدی اور ابوجہم سے انبجانی (انبج کی بنی ہوئی) چادر لے لی، ابوجہم نے کہا: یارسول اللہ یہ کیوں، فرمایا کہ نماز میں میری نظر اس کے نقش ونگار پر پڑتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقسام لباس
مع طول و عرض

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہا تھا، آپ کے بدن پر نجرانی چادر تھی جس کا حاشیہ موٹا اور سخت تھا، ایک اعرابی ملا اس نے آپ کی چادر کو اس زور سے گھسیٹا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کی کھال میں چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا اس نے کہا کہ یا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے اس مال میں سے مجھے بھی دلوایئے جو آپ کے پاس ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے اور ہنسے، پھر اس کے لئے دینے کا حکم دیا۔

۱۵۲ انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ سوتی کم لمبان والا اور چھوٹی آستین کا تھا۔

بدیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین ہاتھ کے گٹے (پہنچے) تک تھی۔

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کا طول چار ہاتھ اور عرض دو ہاتھ ایک بالشت تھا۔

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ چادر جس میں آپ وفد کے پاس تشریف لاتے اور ایک حضرمی چادر کا طول چار ہاتھ اور عرض دو ہاتھ ایک بالشت تھا، وہ خلفاء کے پاس تھی بوسیدہ ہو گئی تھی اور اس کو انھوں نے ایک چادر میں تہ کر کے رکھا تھا، عیدین میں (نماز کے وقت) اوڑھا کرتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتہ

پہنتے تھے جس کی لمبان اور آستینیں کم تھیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے ابوالقاسم کو دیکھا کہ اُن کے بدن پر ایک تنگ آستین والا شامی جبہ تھا۔

ازار (تہ بند) مُبارک

یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تہمد سامنے سے لٹکاتے تھے اور پیچھے سے اونچی رکھتے تھے۔

عکرمہ مولائے ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس کو دیکھا کہ جب وہ تہمد باندھتے تھے تو اگلا حصہ اتنا لٹکاتے تھے کہ اُس کے کنارے ان کی پشتِ پا پر پڑے رہتے تھے، اور تہمد کو اپنے پیچھے سے اونچا رکھتے تھے۔ میں نے اُن سے کہا کہ آپ اس طرح کیوں تہمد باندھتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح تہمد باندھتے دیکھا ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ناف کے نیچے تہمد باندھتے تھے اور آپ کی ناف کھلی رہتی تھی، عمر کو دیکھا کہ وہ ناف کے اوپر تہمد باندھتے تھے۔

ایک ہی کپڑے پر قناعت ۱۵۴

کرتے کا استعمال

کپڑا پہنتے وقت جو کچھ آپ فرماتے تھے

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

چادر بکثرت سر سے اوڑھا کرتے تھے چادر کا کنارہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا تیل والے کا کپڑا ہے۔ (سر کا تیل لگجاتا تھا)۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنی چادر سے سر ڈھانک لیا کرتے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ تیل والے یا زیتون والے کی چادر ہے۔

معاویہ بن قرہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں قبیلۂ مزینہ کے ایک گروہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، اور بیعت کی، آپ کا کرتہ کھلا ہوا تھا، اپنا ہاتھ کرتے کے گریبان میں ڈالا اور مہر نبوت کو مس کیا، عروہ کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ اور ان کے بیٹے کو ہمیشہ جاڑے گرمی میں اسی طرح دیکھا کہ یہ دونوں کبھی گھنڈی نہیں لگاتے تھے اور گلا کھلا رکھتے تھے۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نیا کپڑا بناتے تو اسے کرتہ تہمد یا عمامے کے نام سے یاد فرماتے اور فرماتے کہ اے اللہ تیرے ہی لئے حمد ہے، تو ہی مجھے یہ پہناتا ہے میں تجھ سے اس کا بہترین اور جو اس کے لئے بنایا گیا ہے اُس کا بہترین مانگتا ہوں اور تجھ سے اس کے شر سے اور جو شر اس کے لئے بنایا گیا ہے اُس سے پناہ مانگتا ہوں۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی کپڑا پہنے تو یہ کہے: الحمد للہ الذی کسانی ما اُواری بہ عورتی واتجمل بہ فی حیاتی" (سب تعریف اُسی اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے وہ کپڑا پہنایا جس سے میں اپنا ستر چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں خوبصورتی حاصل کرتا ہوں)۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفانؓ کو مکہ بھیجا تو انھیں ابان بن سعید نے پناہ دی، انھوں نے اُن کو اپنی زین پر سوار کر لیا اور اپنے پیچھے بٹھا لیا، یہاں تک کہ مکے لائے اور کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے میں آپ کو متواضع دیکھتا ہوں،

آپ بھی اپنی تہمد اسی طرح لٹکائیے جس طرح آپ کی قوم کے لوگ لٹکاتے ہیں، عثمانؓ نے کہا کہ اسی طرح ہمارے صاحب (یعنی آنحضرتؐ) اپنی نصف پنڈلیوں تک کی تہمد باندھتے ہیں، ابان نے کہا کہ اے چچا کے بیٹے بیت اللہ کا طواف کیجئے تو انھوں نے کہا کہ ہم لوگ کوئی کام نہیں کرتے تاوقتیکہ ہمارے صاحب نہ کرلیں۔ اور ہم تو انھیں کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہیں۔ (یہ واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے)۔

ایاس بن جعفر الحنفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رومال تھا، جب آپ وضو کرتے تو اسی سے پونچھتے۔ ۱۵۵

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوڑا کپڑا اُنیس اونٹنیوں کے عوض میں خریدا۔

اسحاق بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سترہ اوقیہ چاندی کا ایک جوڑا خریدا۔

موسی الحارثی سے جو زمانۂ بنی امیہ میں تھے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طیلسان (عجمی عباء) کا ذکر کیا گیا، فرمایا، یہ وہ کپڑا ہے جس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔

اسمٰعیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر آٹھ دینار کی تھی۔

ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنا اور ایک ہی کپڑا پہننا

ابن عباس سے مروی ہے کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی چادر میں نماز پڑھتے دیکھا جس کے زائد حصے سے آپ زمین کی

سردی گرمی سے بچتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سب سے آخری نماز قوم کے ساتھ پڑھی وہ ایک ہی کپڑے میں ابوبکرؓ کے پیچھے پڑھی جسے آپ ایک بغل کے نیچے اور ایک کندھے کے اوپر سے اوڑھے ہوئے تھے۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں ایک ہی کپڑے میں جسے آپ بغل کے نیچے اور کندھے کے اوپر سے اوڑھے ہوئے تھے بیٹھکر نماز پڑھی۔

موسیٰ بن ابراہیم بن ابی ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ انس بن مالک کے پاس گئے تو وہ اٹھکر ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنے لگے، ہم نے کہا کہ آپ ایک ہی کپڑے (تہمد) میں نماز پڑھتے ہیں حالانکہ آپ کی چادر بھی رکھی ہوئی ہے؟

انھوں نے کہا کہ ہاں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

ام الفضل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے زمانے میں اپنے گھر میں ہمیں نماز مغرب ایک ہی کپڑے میں پڑھائی جسے آپ ایک بغل کے نیچے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے ہوئے تھے آپ نے سورۂ مرسلت پڑھی، اس کے بعد وفات تک (اس طرح) کوئی نماز نہیں پڑھی۔

عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی کپڑے ۱۵۶
میں نماز پڑھی جس کے دونوں کنارے نیچے اوپر تھے۔

عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مکان میں ایک ہی کپڑے میں جسے آپ اوڑھے تھے نماز پڑھتے دیکھا۔

عمر بن ابی سلمہ المخزومی سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی کپڑا اوڑھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔

ابن عقیل سے مروی ہے کہ ہم نے جابر بن عبداللہ سے کہا کہ ہمیں اُس طرح نماز پڑھائیے جس طرح آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے، اُنھوں نے اپنی چادر لی اُسے سینے کے نیچے سے باندھا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے

ابوالزبیر سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا جس کو وہ ایک بغل کے نیچے سے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے، جابر نے ابوالزبیر کو بتایا کہ جابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ بھی ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے جس کو ایک بغل کے نیچے اور ایک شانے کے اوپر سے آپ اوڑھے ہوئے تھے،

زبیر سے مروی ہے کہ اُنھوں نے جابر بن عبداللہ کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا جس کو وہ ایک بغل کے نیچے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے، حالانکہ ان کے پاس اور کپڑے بھی تھے۔ جابر نے کہا کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی تہمد باندھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا اس کے سوا آپ کے جسم پر کوئی کپڑا نہ تھا۔

ابن عمار بن یسار نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی کپڑے میں ہماری امامت کی جسے آپ ایک بغل کے نیچے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے۔

ابی الدرداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں برآمد ہوئے، آپ نے ہمیں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھائی جسے آپ ایک بغل کے نیچے سے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے، اُس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے پر پڑا تھا۔ پھر جب آپ فارغ ہوئے تو عمرؓ نے کہا کہ اس میں، اُس میں، یعنی جنابت دشنخوابی کے کپڑے میں نماز! آپ نے فرمایا: ہاں

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵۷

کے پاس آپ کے مکان میں گیا، آپ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے جسے ایک بغل کے نیچے سے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے۔

معاویہ بن ابی سفیان سے مروی ہے کہ اُنھوں نے اپنی بہن ام المومنین ام حبیبہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کپڑے میں نماز پڑھتے تھے جس میں مجامعت کرتے تھے تو اُنھوں نے کہا کہ ہاں، جب اُس میں نجاست نہیں دیکھتے تھے۔

حالت استراحت

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چرمی گدّے پر جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی لیٹا کرتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی، رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کے اور زمین کے درمیان سوائے ایک بوریے کے اور کچھ نہ تھا۔ پہلو میں بوریے کے نشان پڑ گئے تھے، سر کے نیچے ایک چرمی تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، اور سرھانے چربی لٹکی تھی جس میں بو بھی تھی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میرے پاس ایک انصاریہ آئیں تو اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ایک تہ کی ہوئی عبا، دیکھی، وہ گئیں اور آپ کو اُنھوں نے ایک بستر بھیجا جس میں اون بھرا تھا، پھر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ کیا ہے، عرض کی: یا رسول اللہ فلاں انصاریہ میرے پاس آئی تھیں اُنھوں نے آپ کا بستر دیکھا اور وہ گئیں اور اُنھوں نے یہ بستر بھیجدیا، فرمایا کہ اس کو واپس کردو، میں نے واپس نہیں کیا۔ مجھے اچھا معلوم

ہوا کہ وہ میرے گھر میں رہے آپ نے تین مرتبہ یہی فرمایا، پھر فرمایا کہ واللہ اے عائشہؓ اگر میں چاہتا تو اللہ میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ کر دیتا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک عبا بچھا دیتی تھیں جس پر دونوں سوتے تھے، آپ ایک شب کو تشریف لائے، میں نے اس (عبا) کو چوہرا کر دیا تھا آپ اُس پر سوئے پھر فرمایا کہ اس شب کو میرے بستر کو کیا ہوا تھا کہ وہ جیسا پہلے تھا ویسا نہیں تھا عرض کی یا رسول اللہ میں نے اُسے چوہرا کر دیا تھا آپ نے فرمایا کہ اُسے اسی طرح کر دو جس طرح تھا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں ۱۵۸
کوئی چیز جس میں صلیب ہو بغیر توڑے نہ چھوڑتے تھے۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے مکان میں گیا تو آپ کو ایک گدے پر دیکھا۔

جندب بن سفیان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھجور کا کانٹا لگ گیا، اُنگلی سے خون نکل آیا، فرمایا کہ یہ اُنگلی ہی ہے جو خون آلود ہو گئی، اللہ کی راہ میں اس کا سابقہ نہیں پڑا۔ (یعنی یہ جہاد میں خون آلود نہیں ہوئی) آپ کو چارپائی پر لٹایا گیا جو کھجور کی چھال کی رسی سے بنی ہوئی تھی، سرہانے ایک تکیہ رکھ گیا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

عمرؓ آئے، دیکھا کہ پہلو میں رسی کے نشان پڑ گئے ہیں رونے لگے تو فرمایا کہ تمھیں کیا چیز رُلاتی ہے، عرض کی: یا رسول اللہ مجھے کسریٰ و قیصر یاد آ گئے جو سونے چاندی کے تختوں پر بیٹھتے ہیں اور سندس و استبرق کا (ریشمی) لباس پہنتے ہیں، فرمایا کیا تم لوگ اس پر راضی نہیں ہو کہ تمھارے لیے آخرت ہو اور اُن کے لیے دنیا، اس مکان میں (جس میں آنحضرتؐ تشریف فرما تھے) چربیاں تھیں جن کی بو آتی تھی، عمرؓ نے کہا کہ آپ انھیں نکلوا دیں (تو بو جاتی رہے) فرمایاؐ

نہیں، یہ گھر والوں کا سرمایہ ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ کو بورئیے پر دیکھا جس کے نشان پہلو میں پڑ گئے تھے، اسی گھر میں کچھ بدبودار چربیاں بھی تھیں، عمر رونے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اے عمر تمھیں کیا چیز رلاتی ہے؟ عرض کی: آپ اللہ کے نبی ہیں (اور اس حالت میں ہیں) اور کسریٰ و قیصر سونے کے تختوں پر ہیں، فرمایا کہ اے عمر کیا تم راضی نہیں کہ دنیا اُن کے لئے ہو اور آخرت ہمارے لئے۔

عطاء سے مروی ہے کہ ایک روز عمر بن الخطابؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ ایک چرمی بستر پر کروٹ لیٹے ہوئے تھے جس میں کھجور کی چھال بھری تھی، اسی مکان میں چربی بھی پڑی تھی، عمر رونے لگے تو فرمایا، اے عمر تمھیں کیا چیز رولاتی ہے۔ عرض کی: میں اس پر روتا ہوں کہ کسریٰ و قیصر طرح طرح کے ریشمی فرشوں پر ہیں اور آپ اللہ کے منتخب و برگزیدہ ہو کر اس حالت میں ہیں جیسا میں دیکھتا ہوں۔ فرمایا، اے عمر نہ رو، کیونکہ اگر میں چاہتا کہ میرے ساتھ پہاڑ سونا بنکر چلیں تو ضرور چلتے، اور اگر دنیا خدا کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی (باوقعت) ہوتی تو وہ اس میں سے کافر کو کچھ نہ دیتا۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریے پر لیٹے جلد مبارک میں بوریے کا نشان پڑ گیا، بیدار ہوئے تو میں سہلانے لگا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں کیوں نہیں اجازت دیتے کہ اس پر کوئی چیز بچھا دیا کریں جو آپ کو بوریے سے بچائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے کیا مطلب، میں اور دنیا محض اس طرح ہیں جیسے ایک سوار کہ ایک درخت کے سایہ میں آیا پھر چلا گیا اور اُسے چھوڑ گیا۔ ۱۵۹

ابی النضر مولائے عمر بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ ایک بوریے پر لیٹے تھے جس نے

بدن میں نشان ڈال دیے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطلحہ کے مکان میں ایک فرش پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ام سلیم کے مکان میں ایک بوریئے پر نماز پڑھائی جو پرانا ہونے کی وجہ سے خراب ہو گیا تھا، آپ نے اُسے کسی قدر پانی سے تر کر دیا پھر اُس پر سجدہ کیا۔

مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک چرمی استر کا جبّہ تھا جس پر آپ نماز پڑھتے تھے، اور آپ چرمی استر کا جبہ دباغت کیا ہوا پسند فرماتے تھے (تاکہ بد بو نہ آئے)

جُریر یا ابی جُریر سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، آپ ہم لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے میں نے آپ کے تکیے پر ہاتھ رکھکر دیکھا تو وہ بھیڑ کی کھال کا تھا۔

سعید المقبری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کھجور کا بوریا تھا جسے آپ دن کو بچھاتے تھے، جب رات ہوتی تو مسجد کے حجرے میں رکھ دیتے اور وہیں نماز پڑھتے تھے۔

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوریے کا ایک حجرہ بنایا تھا، آپ نے چند شب اس میں نماز پڑھی، پھر لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے، ایک رات کو انھوں نے آپ کی آواز نہ سنی تو خیال کیا کہ آپ سو گئے ہیں، بعض کھنکھارنے لگے کہ آپ ان کے پاس نکل آئیں، آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ میں برابر تمھارے اس برتاؤ کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں تم پر فرض نہ کر دیا جائے، اگر یہ تم پر فرض کر دیا جائے تو تم اسے قائم نہ کر سکو گے (یہ واقعہ نماز تراویح کے متعلق ہے)، لہذا اے لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھو، کیونکہ فرض نماز کے سوا آدمی کی سب سے بہتر نماز وہ ہے جو اُس کے گھر میں ہو۔

160 ## وہ بوریا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ میں ام سلمہ کے گھر میں گیا، ان کی پوتی ام کلثوم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ دریافت کی تو انھوں نے مجھے مسجد دکھائی جس میں ایک چھوٹا سا بوریا تھا، میں نے چاہا کہ اسے ہٹا دوں تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی بوریے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے سے بوریے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مسجد سے بوریا لا دو، عرض کی، میں تو حائضہ ہوں فرمایا تمھارا حیض تمھارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے، آپ نے کنیز سے فرمایا کہ مجھے بوریا دیدے، عائشہؓ نے کہا کہ وہ تو حائضہ ہے فرمایا کہ اس کا حیض، اس کے ہاتھ میں نہیں ہے، عائشہؓ نے کہا کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ ہم اسے بچھا دیں کہ آپ اس پر نماز پڑھیں۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہؓ مجھے مسجد سے بوریا دیدو، عائشہؓ نے عرض کی یارسول اللہ میں تو حائضہ ہوں فرمایا کہ وہ تمھارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے بوریے پر نماز پڑھی۔

میمونہ بنت الحارث (ام المومنین) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے بوریے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

160

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سونے کی مہر

161 ابن عمر سے (متعدد طرق سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سونے کی مہر بنوائی جب آپ اُسے اپنے داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے تو اُس کا نگینہ ہتیلی کی طرف رکھتے تھے، پھر لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں (مہریں) بنوالیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے، آپ نے اسے اُتار ڈالا اور فرمایا کہ میں انگوٹھی (مہر) پہنتا تھا اور اس کا نگینہ ہتیلی کی طرف رکھتا تھا آپ نے اُسے پھینکدیا اور فرمایا کہ واللہ میں اُسے کبھی نہ پہنوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پھینکدی تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینکدیں۔

طاؤس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی، ایک روز جس وقت آپ خطبہ فرما رہے تھے نظر اُس پر پڑی اُسے دیکھکر فرمایا کہ تم لوگوں کے لئے دو سہری ہے، پھر آپ نے اُسے اُتار ڈالا اور پھینکدیا اور فرمایا کہ میں اسے کبھی نہ پہنوں گا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے، آپ لوگوں کے پاس برآمد ہوئے تو لوگ آپ کی طرف دیکھنے لگے، آپ نے داہنا ہاتھ اپنی بائیں چھنگلیا پر رکھ لیا، پھر اپنے اہل بیت کے پاس واپس آئے اور اُسے پھینکدیا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے۔

162 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاندی کی مہر

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قیصر روم کے نام فرمان تحریر فرمایا اور اُس پر مہر نہیں لگائی، آپ سے کہا گیا کہ بغیر مہر کے آپ کا فرمان پڑھا نہیں جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چاندی کی مہر بنوائی اور اُس پر نقش کرایا نقش یہ تھا "محمد رسول اللہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اس کی سفیدی گویا اب بھی مجھے نظر آرہی ہے۔

حماد بن سلمہ سے مروی ہے کہ انس بن مالک سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر بنوائی تھی، انھوں نے کہا کہ ہاں، ایک مرتبہ آپ نے عشاء میں تقریباً نصف شب تاخیر کر دی، جب آپ نماز پڑھ چکے تو ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ لوگ تو نماز پڑھ چکے اور سو گئے، اور تم لوگ اُس وقت تک نماز ہی میں ہو جب تک تم اُس کے انتظار میں رہو، اُس نے کہا کہ آپ کی انگوٹھی کی چمک جو دست مبارک میں تھی گویا اس وقت بھی میری نظر میں ہے، اور انس نے اپنا بایاں ہاتھ بلند کیا۔ (انگوٹھی بائیں ہاتھ میں تھی)۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی بنوائی جو خالص چاندی کی تھی، اور فرمایا کہ اس طرح کی انگوٹھی کوئی نہ بنوائے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی جس کا نگینہ بھی اُسی کا تھا،

زہیر نے کہا کہ میں نے حمید سے دریافت کیا کہ نگینہ کیسا تھا تو انھوں نے بتایا کہ اُنھیں نہیں معلوم کہ وہ کیسا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کا نگینہ حبشی تھا اور نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ انھوں نے صرف ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی، جب لوگوں نے چاندی کی انگوٹھیاں بنوا کر پہنیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پھینک دی پھر لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

۱۶۳ ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک مہر بنوائی جو آپ کے ہاتھ میں رہی، آپ کے بعد پھر وہ ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہی، اُن کے بعد وہ عمرؓ کے ہاتھ میں رہی۔ اُن کے بعد وہ عثمان کے ہاتھ میں رہی۔ یہاں تک کہ چاہ اریس میں (حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے) گر پڑی، اُس کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی (مہر) چاندی کی بنوائی جس میں "محمد رسول اللہ" منقوش تھا، آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر چاندی کی تھی، اُس پر "محمد رسول اللہ" منقوش تھا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی مہر پھینکدی اور ایک مہر چاندی کی بنوالی، آپ اسے اپنے بائیں ہاتھ میں رکھتے تھے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر چاندی کی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر جس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لوہے کی تھی جس پر چاندی کا پتر چڑھا ہوا تھا۔

مکحول سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لوہے کی تھی جس پر چاندی کا پتر چڑھا ہوا تھا سوائے اس کے کہ اُس کا نگینہ کھلا ہوا تھا۔

سعید سے مروی ہے کہ خالد بن سعید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آئے، ان کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ انگوٹھی کیسی ہے؛ عرض کی: یہ انگوٹھی میں نے بنوائی ہے، فرمایا کہ اسے مجھے اتار دو، انھوں نے اُسے اتار دیا تو وہ لوہے کی تھی جس پر چاندی منڈھی تھی، فرمایا کہ اس پر کیا منقوش ہے عرض کی "محمد رسول اللہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے لے کے پہن لیا، جو مہر آپ کے ہاتھ میں تھی وہی تھی۔

۱۶۴ عمرو بن یحییٰ بن سعید القرشی نے اپنے دادا سے روایت کی عمرو بن سعید بن العاص جس وقت حبشہ سے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے فرمایا کہ اے عمرو تمھارے ہاتھ میں یہ انگوٹھی کیسی ہے، عرض کی یا رسول اللہ یہ چھلا ہے فرمایا اس کا نقش کیا ہے عرض کی "محمد رسول اللہ"۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لیا اور اسے مہر بنا لیا، وہ آپ کی وفات تک ہاتھ میں رہی پھر ابوبکرؓ کی وفات تک ان کے پاس رہی پھر عمرؓ کی وفات تک ان کے ہاتھ میں رہی پھر اُسے عثمانؓ نے پہنا، وہ اہل مدینہ کے لئے ایک کنواں کھدوا رہے تھے جس کا نام بیر اریس تھا، وہ اُس کے کنارے بیٹھے ہوئے کھودنے کا حکم دے رہے تھے کہ مہر کنویں میں گر پڑی عثمانؓ بکثرت اپنی مہر اپنے ہاتھ سے اُتارا اور پہنا کرتے تھے، لوگوں نے اُسے تلاش کیا مگر کوئی اُس پر قابو نہ پا سکا۔

نقش نگین خاتم

ابن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر پر "بسم اللہ محمد رسول اللہ" منقوش تھا۔

انس بن مالک سے مروی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر پر تین سطر میں "محمد رسول اللہ" منقوش تھا محمد ایک سطر میں رسول ایک سطر میں اللہ

ایک سطر میں (اور اس کی ہیئت یہ تھی (محمد رسول اللہ))۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہر بنوائی، اور فرمایا کہ ہم نے ایک مہر بنوائی ہے، اس میں ایک نقش کندہ کرایا ہے لہٰذا کوئی شخص اس نقش پر نقش نہ کندہ کرائے (یعنی اپنی مہر پر یہ نقش نہ کندہ کرائے)

طاؤس سے مروی ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یہاں ایسے لوگ ہیں جو گویا مجھ کو چاہتے ہیں کہ کوئی فرمان بغیر مہر کے جاری نہیں کرتے، اسی بات نے آپ کو اس پر آمادہ کیا کہ اپنی مہر بنوائیں آپ نے اس پر محمد رسول اللہ کندہ کرایا، اور فرمایا کہ میری مہر کا سا نقش کوئی نہ کندہ کرائے۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک مہر بنوائی ہے لہٰذا کوئی شخص اس کی خلاف ورزی نہ کرے، اس کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔

حجاج بن ابی عثمان سے مروی ہے کہ حسنؒ سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کی انگوٹھی میں اللہ کا کوئی نام کندہ ہو اور وہ اسے بیت الخلاء میں لیجائے، انھوں نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر میں قرآن کی ایک آیت کندہ نہ تھی یعنی "محمد رسول اللہ" (اور آپ اسی کو پہنے ہوئے بیت الخلاء بھی جاتے تھے)۔ ۱۶۵

ابراہیم وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا نقش محمد رسول اللہ" تھا۔

محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا نقش محمد رسول اللہ" تھا۔

ابو خلدہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو العالیہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا کیا نقش تھا، انھوں نے کہا کہ صدق اللہ ثم الحق الحق بعدہ محمد رسول اللہ" (اللہ سچا ہے پھر حق حق ہی ہے اس کے بعد محمد اللہ کے رسول ہیں۔)

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو یمن بھیجا، جب وہ یمن سے آئے تو اس طرح کہ ہاتھ میں ایک چاندی کی مہر تھی جس کا نقش محمد رسول اللہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مہر کیسی ہے عرض کی: یا رسول اللہ میں لوگوں کو احکام لکھا کرتا تھا، اندیشہ ہوا کہ کہیں اس میں کم و بیش نہ کر دیا جائے اس لئے میں نے ایک مہر بنوائی جس کو لگا دیتا ہوں فرمایا: اس کا نقش کیا ہے عرض کی: "محمد رسول اللہ" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاذ کی ہر چیز ایمان لائی یہاں تک کہ ان کی مہر بھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے لیا اور (اپنی) مہر بنالی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا انجام کیا ہوا

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر وفات تک آپ کے ہاتھ میں رہی، ابوبکرؓ و عمرؓ کی وفات تک ان کے ہاتھوں میں رہی، چھ برس عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی، جب (خلافت عثمانؓ کے) بقیہ چھ سال کا وقت آیا تو ہم لوگ بیر اریس پر (ان) کے ہمراہ تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کو اپنے ہاتھ میں ہلا رہے تھے کہ اس کنوئیں میں گر پڑی ہم لوگوں نے عثمانؓ کے ساتھ اسے تین روز تک تلاش کیا مگر نہ پا سکے۔

علی بن حسینؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ و عمرؓ کے ساتھ تھے، جب اس (مہر) کو عثمانؓ نے لیا تو وہ گر پڑی اور غائب ہو گئی، پھر علیؓ نے اس کا نقش کندہ کرا لیا۔

۱۶۶ محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر عثمانؓ کے ہاتھ سے گر پڑی، تلاش کی گئی مگر نہیں ملی۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مہر کا نقش

ہتیلی کی طرف رکھتے تھے۔

حماد بن سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن ابی رافع کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے دیکھا تو میں نے اُن سے دریافت کیا، انھوں نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا، اور عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

یعلی بن شداد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنی، یہاں تک کہ آپ واصل بحق ہو گئے، نہ ابوبکرؓ نے انگوٹھی پہنی یہاں تک کہ وہ واصل بحق ہو گئے، اور نہ عمرؓ نے انگوٹھی پہنی یہاں تک کہ وہ واصل بحق ہو گئے، اور نہ عثمانؓ نے انگوٹھی پہنی یہاں تک کہ وہ واصل بحق ہو گئے، اس کے بعد انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین اصحاب کا ذکر کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین میں دو تسمے تھے۔

جابر سے مروی ہے کہ محمد بن علیؓ نے ان لوگوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش نکالی، انھوں نے مجھے دکھائی کہ اُس کی ایڑی حضرمی جوتی کی طرح تھی اور اُس کے دو تسمے تھے۔

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش میں دو تسمے تھے جن کے سرے ایڑی میں جڑے تھے۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش میں

دو تسمے تھے جن پر بال نہ تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش دیکھی جو پتلی ایڑی والی اور زبان کی طرح نوک دار تھی، اس کے دو تسمے تھے۔ ۱۶۷

عیسٰی بن طہمان سے مروی ہے کہ ہم لوگ جب انس کے پاس تھے تو انھوں نے حکم دیا، ایک پاپوش نکالی گئی جس کے دو تسمے تھے، پھر میں نے ثابت البنانی کو کہتے سنا کہ یہ پاپوش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

عبداللہ بن الحارث الانصاری سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین دیکھیں جن میں تسمے لگے ہوئے تھے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ میں مکے میں نعلین تسمہ ڈلوانے کے لئے لیگیا، میرا خیال ہے کہ یہ سنہ ۱۱۱ھ تھا یا سنہ ۱۱۲ھ، میں ایک کفش ساز کے پاس گیا کہ وہ ان میں تسمے ڈالدے اور ان میں ایک قسم کے تسمے موجود تھے میں نے اس سے کہا کہ دوسری قسم کے تسمے ڈالدے تو اس نے کہا کہ میں ان میں اس قسم کے تسمے نہیں ڈالوں گا جیسے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین میں دیکھے ہیں میں نے کہا کہ تم نے کہاں دیکھے، اس نے کہا کہ فاطمہ بنت عبیداللہ بن عباس کے پاس، میں نے اس سے کہا کہ اس میں اس قسم کے تسمے ڈالدے، اس نے اس قسم کے تسمے ڈالدیے۔ اور دونوں کے کان داہنی طرف گئے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ میں مکے میں ایک کفش ساز کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میری نعلین کے تسمے بنادے، اس نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں ان میں داہنی طرف تسمے لگادوں جیسا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین میں دیکھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ تم نے انھیں کہاں دیکھا، اس نے کہا کہ فاطمہ بنت عبیداللہ بن عباس کے پاس دیکھا ہے۔ میں نے کہا کہ ان میں اسی طرح کے تسمے لگادو جیسے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین میں دیکھے، اس نے دونوں کے تسمے داہنی طرف لگادیے۔

عمرو بن حُریث سے مروی ہے کہ اُنھوں نے چند لوگوں کو دیکھا کہ وہ جوتے پہنکر نماز نہیں پڑھتے (یعنی اس کے جواز سے انکار کرتے ہیں) انھوں نے کہا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیوند لگی ہوئی نعلین میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

زیاد بن فیاض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی کبھی) اپنی پیوند دار نعلین میں نماز پڑھتے تھے۔

ایک اعرابی سے مروی ہے کہ میں نے تمھارے نبی علیہ السلام کی پیوند لگی ہوئی پاپوش دیکھی ہے۔

سعید بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعلین پہنکر نماز پڑھتے تھے تو انھوں نے کہا کہ ہاں۔

محمد بن اسمٰعیل بن مُجَمِّع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی حبیبہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح پایا، تو انھوں نے کہا کہ میں نے آپ کو مسجد قبا میں نعلین پہنکر نماز پڑھتے دیکھا۔

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے ان کے دادا سے ١٢٨
روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ پا بھی نماز پڑھتے دیکھا ہے اور پاپوش پہنکر بھی، آپ (بعد نماز تسبیح پڑھنے کے لئے) داہنی جانب بھی پلٹتے تھے اور بائیں جانب بھی، سفر میں روزہ رکھتے بھی تھے اور نہیں بھی رکھتے تھے، پانی کھڑے ہوکر بھی پیتے تھے اور بیٹھکر بھی پیتے تھے۔

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاپوش پہنکر بھی نماز پڑھی اور برہنہ پا بھی، کھڑے ہوکر بھی اور بیٹھکر بھی اور آپ داہنی طرف بھی پلٹتے تھے اور بائیں طرف بھی۔

ابی سعید سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے تو نعلین اتار کر بائیں طرف رکھدیں لوگوں نے بھی اپنی نعلین اتار دیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرچکے تو

فرمایا کہ تمھیں اپنی جوتیاں اتار نے پر کس نے آمادہ کیا، لوگوں نے عرض کی، ہم نے دیکھا کہ آپ نے اتار ڈالیں تو ہم نے بھی اتار ڈالیں، فرمایا کہ جبریلؑ نے مجھے بتایا کہ ان میں نجاست بھری ہے، جو شخص اپنی نعلین میں نجاست دیکھے تو وہ اُسے چھڑا ڈالے اور اسی میں نماز پڑھے۔

محمد بن عبّاد بن جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر نمازیں نعلین پہنکر ہوتی تھیں، آپ کے پاس جبریلؑ آئے اور کہا کہ ان میں کچھ نجاست ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نعلین اتار ڈالیں، پھر سب نے اپنی نعلین اتار ڈالیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پوری کر چکے تو فرمایا کہ تم لوگوں نے کیوں اُتاریں، لوگوں نے عرض کی کہ ہم نے دیکھا کہ آپ نے اتار دیں تو ہم نے بھی اتار دیں، فرمایا کہ مجھے تو جبریلؑ نے بتایا کہ ان میں کچھ نجاست ہے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیں اپنی نعلین اتار دیں، جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ نے اپنی نعلین پھینکدیں تو لوگوں نے بھی اپنی نعلین پھینکدیں، جب آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے نعلین پھینکدیں تو آپ نے پہن لیں، اس کے بعد آپ کو نعلین اتارتے نہیں دیکھا گیا۔

ابی النضر سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش کا تسمہ ٹوٹ گیا تو آپ نے اُسے تھوڑے سے حریر (ریشم) سے جوڑ لیا، پھر اُسے دیکھنے لگے، جب نماز پوری کر چکے تو فرمایا کہ اس کو نکال دو اور وہی رہنے دو جو پہلے تھا۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ کیوں؟ فرمایا کہ میں نماز کی حالت میں اس کی طرف دیکھتا تھا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہر حالت میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے، وضو میں، کنگھی کرنے میں، پاپوش پہننے میں راوی نے کہا کہ جہاں تک ہو سکے داہنی طرف سے

شروع کرنا چاہیئے۔

169 عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر نعلین پہنتے تھے اور بیٹھکر بھی کھڑے ہوکر پانی پیتے تھے اور بیٹھکر بھی آپ اپنی داہنی جانب سے شروع کرتے تھے اور بائیں طرف سے بھی۔

عبید بن جُریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر سے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن میں دیکھتا ہوں کہ آپ بھی سبتی یا پوشیں پسند کرتے ہیں (سبتی وہ چمڑا ہے جس پر بال نہوں) اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی پہنتے اور انھیں میں وضو کرتے دیکھا ہے۔

عبید بن جُریج سے مروی ہے کہ میں ابن عمر کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ صرف سبتی (بغیر بال کے چمڑے کی) جوتیاں پہنتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

منہال بن عمرو سے مروی ہے کہ انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفش بردار و آب بردار تھے۔

چرمی موزہ

عبداللہ بن بُریدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ صاحب حبشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سادہ چرمی موزے بطور ہدیہ بھیجے، آپ ان پر مسح کرتے۔

ابن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سیاہ سادہ موزے بطور ہدیہ بھیجے، آپ نے پہنے اور ان پر مسح کیا۔

مسواک

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات یا دن کو

جب سو کر بیدار ہوتے تو وضو سے پہلے مسواک ضرور کرتے۔

شداد بن عبداللہ سے مروی ہے کہ مسواک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسوڑھے پتلے کر دیے تھے۔

۱۷۰ عائشہؓ سے مروی ہے کہ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک رکھدی جاتی اور آپ مسواک شروع کرتے، جب رات کی نماز کو اُٹھتے تو مسواک کرتے، وضو کرتے، مختصر سی دو رکعتیں پڑھتے پھر آٹھ رکعتیں پڑھتے، تب وتر پڑھتے تھے۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ میں مسواک لیکر دانت صاف کرتے تھے۔ مسواک آپ کے منہ میں ہوتی تھی اور آپ "عاعا" کہتے تھے۔ گویا اُبکائیاں لیتے ہیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت میں کھجور کی ہری شاخ سے مسواک کی، قتادہ سے کہا گیا کہ لوگ اس کو ناپسند کرتے ہیں، اُنھوں نے کہا کہ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں کھجور کی ہری شاخ سے مسواک کرتے تھے۔

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں مسواک لیجاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شانہ سرمہ دانی آئینہ اور پیالہ

ابن جُریج سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھی دانت کا کنگھا تھا جس سے آپ کنگھا کرتے تھے۔

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں کنگھا آئینہ تیل مسواک اور سرمہ لیجاتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت سر میں تیل ڈالتے اور ڈاڑھی پانی سے صاف کرتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرمہ دانی تھی جس سے آپ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے۔

عمران بن ابی انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داہنی آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے اور بائیں میں دو مرتبہ۔

محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بھی سرمۂ اثمد لگاتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھیں اثمد استعمال کرنا چاہیئے کیونکہ یہ نظر کو تیز کرتا ہے، بال اگاتا ہے اور آنکھ روشن کرنے والی چیزوں میں سب سے بہترین ہے۔ ۱۸۱

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مقوقس نے ایک شیشے کا پیالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ بھیجا آپ اس میں پانی پیا کرتے تھے۔

عطاء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شیشے کا پیالہ تھا جس میں آپ پانی پیتے تھے۔

حُمید سے مروی ہے کہ میں نے انس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ دیکھا جو چاندی سے بندھا ہوا تھا۔ (شیشے کا تھا اس لئے ٹوٹ گیا تو غالباً انس نے چاندی کے تار سے اسے بندھوالیا ہوگا)۔

ابی النضر سے مروی ہے کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہانے کا برتن پیتل کا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار

عبد المجید بن سہیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مدینے میں ہجرت فرما کر ایک تلوار بھی لائے جو العورہ کے والد کی تھی۔
ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ذوالفقار جنگ بدر میں غنیمت میں پائی۔
ابن المسیب سے بھی اسی طرح مروی ہے، اس کے بعد یہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا نام برقرار رکھا۔
عامر سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ہمارے پاس نکالکر لائے تو اُس کے قبضے پر چاندی چڑھی تھی، اُس کا وہ حلقہ اور کڑی جس میں حمائل ہوتی ہے چاندی کی تھی، وہ کمزور اور پتلی ہوگئی تھی۔
منبہ بن الحجاج السہمی کی تھی اور جنگ بدر میں آپ کو ملی تھی۔
ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر ۱۷۲
میں ایک تلوار اپنے لئے مخصوص کر لی، اُس کا نام ذوالفقار تھا، اور آپ نے اسی تلوار کے بارے میں غزوۂ اُحد میں خواب دیکھا تھا۔
علقمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا نام ذوالفقار اور جھنڈے کا نام عُقاب تھا، واللہ اعلم۔
مروان بن ابی سعید بن المعلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی قینقاع کے ہتھیاروں میں سے تین تلواریں ملیں ایک تیغ قلعی تھی، ایک کا نام بتار اور ایک کا نام حتف (موت) تھا، اُس کے بعد آپ کے پاس مخذم و رسوب تھیں جو آپ کو فُلس سے ملی تھیں۔
زیاد بن ابی مریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار حنیفہ کی تھی جس میں تیز دھار تھی۔
عامر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ذوالفقار کے میان پر پڑھا کہ خون بہا مومنین پر ہے۔ اسلام میں بغیر مونی کے کوئی نہ چھوڑا جائے (یعنی نومسلم کا کوئی ضرور بنایا جائے) اور مسلم کو کافر کے عوض قتل نہ کیا جائے۔
انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے

قبضے پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔

عمرو بن عاصم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے میان کی نوک چاندی کی تھی، اس کے قبضے پر بھی چاندی چڑھی تھی اور اس کے درمیان چاندی کی کڑیاں تھیں۔

سعید بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے قبضے پر چاندی چڑھی تھی۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے میان کی نوک اور حلقے اور قبضے پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔

زرہ مبارک

مروان بن ابی سعید بن المعلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قینقاع کے اسلحہ میں دو زرہیں بھی ملیں جن میں ایک کا نام سعدیہ اور ایک کا نام فِضّہ تھا۔

۱۷۳ محمد بن مسلمہ سے مروی ہے کہ میں نے غزوۂ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر دو زرہیں دیکھیں جن میں ایک زرہ کا نام ذات الفضول تھا اور ایک کا فِضّہ میں نے غزوۂ خیبر میں آپ کے بدن پر دو زرہیں دیکھیں جن میں ایک ذات الفضول تھی اور ایک سعدیہ۔

جابر سے مروی ہے کہ علی بن حسینؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ نکال کر ہمارے پاس لائے وہ یمنی تھی، باریک حلقہ دار جب اس کی کڑیوں کے بل پر لٹکا دیا جاتا تھا تو زمین سے نہیں لگتی تھی اور جب چھوڑ دی جاتی تھی تو زمین سے لگتی تھی۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ میں پشت پر چاندی کے دو حلقے تھے عبداللہ کا قول ہے کہ چھاتی پر تھے، اور خالد کہتے ہیں کہ سینے پر تھے، میں نے اسے لٹکایا تو اس نے زمین پر نشان ڈال دیا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک زرہ ابوالشحم یہودی کے یہاں جو بنی ظفر کا ایک فرد تھا جو کے عوض رہن رکھی تھی۔

ابن عباس و عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی زرہ تیس یا ساٹھ صاع جو کے عوض رہن تھی، جو عیال کے نفقے کے لئے لئے گئے تھے۔

اسماء بنت یزید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، اور جس روز آپ کی وفات ہوئی آپ کی زرہ ایک وسق جو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال

مکحول سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ڈھال تھی جس میں مینڈھے کے سر کی تصویر تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کا ہونا ناپسند کیا، صبح ہوئی تو اللہ نے اس (تصویر) کو دور کر دیا تھا۔

۱۷۴ ## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیزے اور کمان

مروان بن ابی سعید بن المعلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی قینقاع کے اسلحہ میں سے تین نیزے اور تین کمانیں ملیں، ایک کمان کا

نام روحاء تھا' درخت شوحط کی لکڑی کی کمان کا نام بیضاء تھا ایک زرد رنگ کی کمان کا نام صفراء تھا جو درخت نبع کی لکڑی کی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے اور چوپائے

محمد بن یحییٰ بن سہل بن ابی حثمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلا گھوڑا جس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک ہوئے وہ تھا جسے آپ نے مدینے میں بنی فزارہ کے ایک شخص سے دس اوقیہ چاندی میں خریدا تھا' اس کا نام اس اعرابی کے یہاں ضرس تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکب رکھا' یہ سب سے پہلا گھوڑا تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کی جنگ کی' اس روز سوائے اس گھوڑے کے اور ابو بردہ بن نیار کے ایک گھوڑے کے جس کا نام مُلاوِح تھا مسلمانوں کے ہمراہ اور کوئی گھوڑا نہ تھا۔

یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام سکب تھا۔

علقمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کا نام سکب تھا' اس کی پیشانی سفید تھی اس کے ہاتھ پاؤں میں سفیدی نہ تھی' واللہ اعلم۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھوڑے کی جس کا نام سبحہ تھا دوڑ کرائی' وہ اوّل آیا' آپ خوش ہوئے اور اسے پسند فرمایا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام المُرتجز تھا۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن یحییٰ بن سہل بن ابی حثمہ سے مرتجز کو دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ یہ وہ گھوڑا تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے خریدا تھا جس کے بارے میں خزیمہ بن ثابت نے

آپ کے موافق شہادت دی تھی اور یہ اعرابی بنی مرّہ کا تھا۔
۱۷۵ ابی بن عباس بن سہل نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے
دادا سے روایت کی کہ میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین
گھوڑے تھے، لزاز، ظرب، اور لحیف، لزاز تو مقوقس نے بطور ہدیہ دیا تھا
لحیف ربیعہ بن ابی البراء نے بطور ہدیہ دیا تھا، آپ نے اس کے عوض میں
بنی کلاب کے مواشی کی زکوٰۃ وصول کرنے کی خدمت ان کو دیدی تھی، اور ظرب
فردہ بن عمرو الجذامی (والی عمان) نے بطور ہدیہ دیا تھا، ایک گھوڑا تمیم الداری
نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ دیا تھا جس کا نام ورد تھا جو آپ
نے عمرؓ کو دیدیا، عمرؓ نے اس گھوڑے پر چڑھ کے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، بعد کو
معلوم ہوا کہ بیچ ڈالنے کے قابل ہے۔
ابی عبداللہ واقد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھکر
اپنے ایک گھوڑے کے پاس گئے، آستین سے اس کا منہ پوچھا تو لوگوں نے عرض کی
یا رسول اللہ کیا آپ اپنے کرتے سے (اس کا منہ پوچھتے ہیں)، فرمایا،
گھوڑوں کے معاملے میں جبریلؑ نے مجھ پر عتاب کیا ہے۔
ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید
مادہ خچر بطور ہدیہ دیگئی یہ سب سے پہلی سفید مادہ خچر اسلام میں تھی رسول اللہؐ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی زوجہ ام سلمہ کے پاس بھیجا، میں (ام سلمہ سے)
اون اور کھجور کی چھال آپ کے پاس لایا، میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس کے لئے رسی اور راس بٹی آپ گھر میں تشریف لے گئے، ایک
اچھی نئی عباء لائے اور اسے تہ کیا، اس کی پشت پر اس (عباء) کا چار جامہ بنایا،
آپ اس پر چلے اور سوار ہو گئے اپنے پیچھے مجھے بھی بٹھا لیا۔
موسیٰ بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ دُلدُل نبی علیہ السلام
کی مادہ خچر تھی، یہ سب سے پہلی مادہ خچر تھی جو اسلام میں دیکھی گئی، اور یہ آپ کو
مقوقس نے بطور ہدیہ دی تھی، اس کے ہمراہ اس نے ایک گدھا بھی جس کا نام
عُفیر تھا آپ کو بطور ہدیہ دیا تھا، مادہ خچر معاویہؓ کے زمانے تک زندہ رہی

زہری) سے مروی ہے کہ دُلدُل کو فروہ بن عمرو الجذامی نے بطور ہدیہ بھیجا تھا۔ (مگر یہ سہو ہے۔ اسے مقوقس نے بھیجا تھا۔)۔

علقمہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مادہ خچر کا نام دُلدُل تھا، وہ سفید تھی، اور ینبع میں رہی یہاں تک کہ وہیں مر گئی۔ واللہ اعلم۔

زامل بن عمرو سے مروی ہے کہ فروہ بن عمرو الجذامی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مادہ خچر جس کا نام فضہ تھا۔ بطور ہدیہ بھیجی، آپ نے وہ مادہ خچر اور اپنا گدھا یعفور ابوبکرؓ کو ہبہ کر دیا، یہ گدھا حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت مر گیا۔

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مادہ خچر بطور ہدیہ دی گئی، ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ اگر ہم اس کو اپنے گھوڑوں سے گابھن کرائیں تو یہ ہمارے پاس اپنے ہی جیسی مادہ خچر لائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو وہی لوگ کرتے ہیں جو جاہل ہوتے ہیں۔

علقمہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷۶
کے گدھے کا نام یعفور تھا، واللہ اعلم۔

ابی عُبَیدہ بن عبداللہ بن مسعود نے اپنے والد سے روایت کی کہ انبیاء کمبل پہنا کرتے، بکریاں دوہتے اور گدھوں پر سوار ہوتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ایک گدھا تھا جس کا نام عُفیر تھا۔

جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مادہ خچر کا نام شہباء اور گدھے کا نام یعفور تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ قصواء

(اونٹنی) بنی الحریس کے مویشی میں تھی اُس کو اور اُس کے ساتھ ایک دوسری اونٹنی کو ابوبکر نے آٹھ سو درم کو خریدا تھا، (قصواء) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے چار سو درم میں لیلیا، وہ آپ کے پاس رہی یہاں تک کہ مرگئی، اسی اونٹنی پر آپ نے ہجرت فرمائی، جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو وہ چار دانت کی تھی، اور اُس کا نام قصواء، جدعا، عضباء تھا۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ اس کا نام عضباء تھا اور اُس کے کان کا کنارہ کٹا ہوا تھا۔

جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا نام قصواء تھا۔

علقمہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا نام قصواء تھا، واللہ اعلم۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا، وہ کبھی (کسی اونٹ سے) پیچھے نہیں رہتی تھی، ایک اعرابی اپنے نوجوان اونٹ پر آیا اور اُس نے اُس کے ساتھ دوڑایا تو عضباء پیچھے رہ گئی، مسلمانوں کو ناگوار ہوا، لوگوں نے کہا کہ عضباء پیچھے رہ گئی، یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ پر واجب ہے کہ دنیا کی جو چیز بلند ہو وہ اُسے نیچا کر دے۔

۱۷۷ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ قصواء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی تھی کہ جب کبھی دوڑ میں بھیجی جاتی تو آگے ہو جاتی وہ پیچھے رہ گئی تو اُس کے پیچھے رہ جانے سے مسلمانوں کو سخت بے چینی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ جب کسی چیز کو بلند کرنا چاہتے ہیں تو خدا اُسے نیچا کر دیتا ہے۔

قدامہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج میں اپنی اونٹنی صہباء پر رمی کرتے دیکھا۔

سلمہ بن نبیط نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ میں سرخ اونٹ پر سوار دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں

معاویہ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں تھیں، یہ وہی تھیں جن پر قوم نے غابہ میں چھاپا مارا تھا، کل بیس تھیں، انھیں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت زندگی بسر کرتے تھے، ہر شب کو آپ کی خدمت میں دو بڑی مشکوں میں دودھ لایا جاتا تھا، ان میں وہ دودھ والی اونٹنیاں بھی تھیں جن کا دودھ بہت کثرت سے تھا، ان کا نام حناء۔ سمراء۔ عریس سعدیہ۔ بغوم یسیرہ اور دباء تھا۔

نبہان مولائے ام سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے ام سلمہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہماری زندگی دودھ پر تھی، یا یہ کہا کہ ہماری اکثر زندگی، غابہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں تھیں جن کو آپ نے ازواج پر تقسیم فرما دیا تھا، ان میں سے ایک کا نام عریس تھا ہم لوگ اس کے دودھ پر (زندگی بسر کرتے) تھے اور جتنا دودھ چاہتے (لے سکتے تھے)۔

عائشہؓ کی اونٹنی جس کا نام سمراء تھا بہت دودھ والی تھی اور وہ میری اونٹنی کی طرح نہ تھی، ان سب کا چرواہا دودھ والی اونٹنیوں کو ایک چراگاہ لیگیا جو نواح جوّانیہ میں تھی۔ وہ ہمارے گھروں پر آیا کرتی تھیں، ان دونوں (عریس وسمراء) کو لایا جاتا تھا اور ان کا دودھ دوہا جاتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اپنے برابر کی اونٹنیوں سے زیادہ دودھ والی پائی جاتی تھی۔

ثابت مولائے ام سلمہ سے مروی ہے کہ ام سلمہ نے کہا کہ ضحاک بن

سفیان الکلابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹنی جس کا نام بُردہ تھا بطور ہدیہ دی ہیں نے کبھی کوئی اونٹنی اس سے اچھی نہیں دیکھی، اس کا دودھ اتنا دوہا جاتا تھا جتنا دو بکثرت دودھ دینے والی اونٹنیوں کا دوہا جائے، وہ ہمارے گھروں پر آتی تھی، اس کو ہند اور اسماء باری باری کبھی اُحد میں اور کبھی جماء میں چراتے تھے، پھر اُسے اُس کے ٹھکانے پر لاتے تھے اور اُن کے ساتھ چادر بھر کر درخت کے گرے ہوئے یا درخت کے لاٹھی سے جھاڑے ہوئے پتے بھی ہوتے تھے، وہ رات سے صبح تک چارے میں بسر کرتی تھی، اکثر اُسے آپ کے مہمانوں کے لئے دوہا جاتا تھا، وہ لوگ پیتے تھے یہاں تک کہ پہلی رات کا دودھ وہ لوگ پی لیتے تھے۔ اور جو بچتا تھا بعد کو ہم لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا، اس کا صبح کا دودھ اچھا ہوتا تھا۔ ۱۷۸

عبدالسلام بن جُبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سات دودھ والی اونٹنیاں تھیں جو ذی الجُدر اور جماء میں رہتی تھیں، اُن کا دودھ ہمارے پاس آجاتا، ایک اونٹنی کا نام مہرہ تھا، ایک کا شقراء اور ایک کا دبّاء، مہرہ بنی عقیل کے مواشی میں سے سعد بن عبادہ نے بھیجی تھی، وہ بہت دودھ والی تھی شقراء و دبّاء کو آپ نے سوق النبط میں بنی عامر سے خریدا تھا، بُردہ وسمراء وعریس ویسیرہ وحناء کا دودھ دوہا جاتا تھا اور ہر رات کو آپ کے پاس لایا جاتا تھا، انھیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام یسار تھا جس کو لوگوں نے قتل کر دیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب شام ہو جاتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی اونٹنیوں کا دودھ نہیں آتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ اللہ اس کو پیاسا کرے جس نے اس شب کو آل محمد کو پیاسا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی بکریاں

ابراہیم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

دودھ دینے والی بکریاں سات تھیں، عجوہ، زمزم، سُقیا، بَرَکہ، وَرِسَہ، اِطلال، اور اِطراف۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سات دودھ دینے والی بھیڑیں تھیں جن کو ام ایمن چراتی تھیں۔

محمد بن عبد اللہ بن الحصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریاں اُحد میں چرائی جاتی تھیں، ہر شب کو اُس گھر پر آتی تھیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دورہ ہوتا تھا۔

وجیہہ کنیز ام سلمہ سے مروی ہے کہ ام سلمہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگل تشریف لیجاتے تھے، تو انھوں نے کہا کہ نہیں، واللہ میں نے آپ کو (جنگل جاتے) نہیں دیکھا، ہماری سات بھیڑیں تھیں، چرواہا کبھی اُنھیں اُحد لیجاتا اور کبھی حِما، اور شام کو انھیں ہمارے پاس لاتا، ذی الجدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں، رات کو اُن کا دودھ ہمارے پاس آجاتا، غابہ میں بھی تھیں، رات کو اُن کا دودھ بھی ہمارے پاس آجاتا، اونٹ اور بکری ہی سے ہماری اکثر زندگی تھی۔

17 مکحول سے مروی ہے کہ اُن سے مردار کی کھال کے متعلق دریافت کیا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بکری کا نام قمر تھا ایک روز وہ آپ کو نہ ملی، فرمایا کہ قمر کیا ہوئی، لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ تو مرگئی، فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیا کی، لوگوں نے عرض کی، وہ تو مردار تھی فرمایا دباغت اُس کی طہارت ہے۔

ابی الہیثم بن التیہان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں کے یہاں بکری ہے ان کے یہاں برکت ہے۔

خالد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں کے یہاں تین بکریاں (چر کے) رات کو آئیں ان کے یہاں رات بھر ملائکہ رہتے ہیں جو صبح تک اُن کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔

خدام و آزاد کردہ غلام

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ میرا خیال تو یہی ہے کہ ہند و اسماء فرزندان حارثۃ الاسلمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہی تھے یہ دونوں آپ کی خدمت کرتے تھے، انس بن مالک اور یہ دونوں آپ کے دروازے سے ٹلتے نہ تھے۔

سلمیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ میں، آمنہ اور خضرہ رضوی و میمونہ بنت سعد تھیں، ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا تھا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کنیز کا نام خضرہ تھا۔

عتبہ بن جبیرۃ الاشہلی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن حزم کو تحریر فرمایا کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام مرد اور عورتوں اور آپ کے آزاد کردہ غلاموں کے ناموں کی تحقیق کرو۔

انھوں نے لکھا کہ ام ایمن تھیں جن کا نام برکہ تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کی کنیز تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے وارث ہوئے تو آپ نے انھیں آزاد کر دیا، عبید خزرجی نے مکے میں ان سے نکاح کیا، ان کے یہاں ایمن پیدا ہوئیں۔

خدیجہ زید بن حارثہ کی مالک ہوئیں، جن کو خدیجہ کے لئے حکیم بن حزام ابن خویلد نے سوق عکاظ میں چار سو درہم کو خریدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ سے سوال کیا کہ وہ زید بن حارثہ کو آپ کو ہبہ کر دیں، یہ واقعہ آپ کے ان سے نکاح کر لینے کے بعد ہوا خدیجہ نے انھیں آپ کو ہبہ کر دیا، رسول اللہ ۱۸۰

صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو آزاد کر دیا، اُن کی بیوی برکہ کو بھی آزاد کر دیا۔ ابو کبشہ جن کی ولادت مکے میں ہوئی تھی انھیں آپ نے آزاد کر دیا۔ انسہ جن کی ولادت سراۃ میں ہوئی تھی انھیں بھی آپ نے آزاد کر دیا۔ صالح شقران کو بھی جو آپ کے غلام تھے آزادی دے دی، سفینہ آپ کے ایک غلام تھے انھیں بھی آزاد کر دیا۔

ثوبان یمن کے ایک شخص تھے، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں خرید کر آزاد کر دیا، ان کا نسب یمن میں ہے۔

رباح حبشی تھے، انھیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی سے رہائی عطا فرمائی۔

یسار حبشی غلام تھے جن کو آپ نے غزوۂ بنی عبد بن ثعلبہ میں پایا تھا، انھیں آزاد کر دیا۔

ابو رافع عباس کے غلام تھے، اُن کو عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا، جب عباس اسلام لائے تو ابو رافع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے اسلام کا مژدہ سنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور انھیں آزاد کر دیا، اور ابو رافع کا نام اسلم تھا۔

فضالہ یمنی آپ کے آزاد کئے ہوئے غلام تھے جنھوں نے بعد کو شام کی سکونت اختیار کر لی۔

مُوَیہبہ مزینہ میں پیدا ہوئے تھے انھیں بھی آپ نے آزادی بخشی،

رافع سعید بن العاص کے غلام تھے، سعید کے لڑکے رافع کے وارث ہوئے اُن میں سے بعض نے اسلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا اور بعض رکھے رہے، رافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے اُن لوگوں کے بارے میں طالب امداد ہوئے جنھوں نے آزاد نہیں کیا تھا تاکہ وہ بھی انھیں آزاد کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں اُن سے گفتگو فرمائی تو انھوں نے آپ کو ہبہ کر دیا، آپ نے انھیں آزاد کر دیا، وہ کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولیٰ ہوں۔

مِدعَم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے ان کو رفاعہ بن زید الجذامی نے

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت کو ہبہ کیا تھا، یہ حسمیٰ میں پیدا ہوئے تھے، مدعم کو رفاعہ بن عمرو الجذامی نے آنحضرت کو ہبہ کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر آئے تو وادی القریٰ کی طرف واپس ہوئے، وہاں اپنا کجاوہ اتار رہے تھے کہ مدعم کے پاس ایک نامعلوم تیر آیا جس نے انھیں قتل کر دیا، کہا گیا کہ شہادت انھیں مبارک ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جس چادر کو جنگ خیبر میں اس نے ہم سے لیا تھا وہ اس پر آگ میں جلائی جائے گی۔

کرکرہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔

ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کا نام رباح تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سامان میں تھے جس پر عیینہ بن حصن نے چھاپا مارا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانات اور ازواج کے حجرے

۱۸۱ عبد اللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے ازواج نبی علیہ السلام کے مکانات اس وقت دیکھے جب ان کو عمر بن عبد العزیز نے منہدم کیا، یہ کچی اینٹ کے مکان تھے، حجرے کھجور کی ٹہنیوں کے تھے جن پر گارے کی کہگل کی ہوئی تھی، میں نے شمار کیا تو مع حجروں کے نو مکان تھے، وہ عائشہ کے مکان کے درمیان سے اس دروازے تک تھے جو باب النبی علیہ السلام کے متصل تھا اسماء بنت حسن بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن العباس کے مکان تک۔

میں نے ام سلمہ کا مکان اور ان کا حجرہ کچی اینٹ کا دیکھا تو ان کے ایک بیٹے سے دریافت کیا، انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

غزوۂ دومۃ الجندل کیا تو ام سلمہ نے اپنا حجرہ کچی اینٹ کا بنوالیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ کی نظر اینٹ پر پڑی، آپ اپنی ازواج میں سب سے پہلے ام سلمہ کے پاس گئے اور فرمایا کہ اے ام سلمہ وہ سب سے بدتر چیز، جس میں مسلمان کا مال صرف ہو، تعمیر ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے یہ حدیث معاذ بن محمد الانصاری سے بیان کی تو انھوں نے کہا کہ ایک مجلس میں جس میں عمر بن ابی انس بھی تھے میں نے عطاء خراسانی کو کہتے سنا، اور وہ قبر مبارک اور منبر شریف کے درمیان تھے، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے حجرے کھجور کی شاخوں کے پائے جن کے دروازوں پر سیاہ بالوں کے ٹاٹ کے پردے پڑے تھے، میں ولید بن عبدالملک کا فرمان آنے کے وقت موجود تھا جو پڑھا جارہا تھا، اس میں انھوں نے ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں کو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کرنے کا حکم دیا تھا، میں نے اس روز سے زیادہ لوگوں کو روتے ہوئے نہیں دیکھا۔

عطاء کہتے تھے کہ میں نے اسی روز سعید بن المسیب کو کہتے ہوئے سنا کہ واللہ میں تو یہ چاہتا تھا کہ یہ لوگ ان حجروں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتے، اہل مدینہ میں سے جو پیدا ہو جوا پیدا ہوتا اور اطراف عالم سے جو آنے والا آتا وہ دیکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کس چیز پر کفایت فرمائی یہ ایک ایسی بات تھی جو لوگوں کو بکثرت مال جمع کرنے اور باہم فخر کرنے سے نفرت دلاتی۔

معاذ نے کہا جب عطاء خراسانی اپنی حدیث سے فارغ ہوئے تو عمر بن ابی انس نے کہا کہ ان میں سے چار مکان کچی اینٹ کے تھے جن کے حجرے کھجور کی شاخ کے تھے، پانچ مکان کہگل کی ہوئی کھجور کی شاخ کے تھے جن میں حجرے نہ تھے، دروازوں پر بالوں کا ٹاٹ پڑا تھا، میں نے پردے کو ناپا تو وہ تین ہاتھ طویل اور ایک ہاتھ سے زیادہ عریض تھا۔

یہ جو تم نے اس روز کے رونے کا حال بیان کیا تو میں نے خود ایک ایسی مجلس میں دیکھا ہے جس میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے

فرزندوں کی ایک جماعت تھی، جن میں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور ابو امامہ بن سہل بن حُنیف اور خارجہ بن زید بن ثابت بھی تھے، یہ لوگ رو رہے تھے یہاں تک کہ آنسوؤں نے ان کی ڈاڑھیوں کو تر کر دیا تھا اُس روز ابو امامہ نے کہا کہ کاش وہ چھوڑ دیئے جاتے اور منہدم نہ کئے جاتے تاکہ لوگ تعمیر میں کمی کرتے اور دیکھتے اللہ اپنے نبی علیہ السلام کے لئے کس چیز پر راضی تھا، حالانکہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اُسی کے ہاتھ میں ہیں۔"

عبداللہ بن عامر الاسلمی سے مروی ہے کہ ابوبکر بن حزم اپنی نماز گاہ میں تھے، وہیں انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس ستون کے جو قبر مبارک کے اُس کنارے کے متصل ہے کہ دوسرے ستون سے ملا ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے دروازے کے راستے میں واقع ہے، یہی زینب بنت جحش (ام المومنین) کا مکان ۱۸۲
ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی میں نماز پڑھتے تھے، یہ سب آج تک اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ بن العباس کے مکان سے صحن مسجد تک ہے، آنحضرت کے یہی مکانات ہیں جن کو میں نے کھجور کی شاخ کا دیکھا جن پر گارے کی کہگل کی ہوئی تھی اور اُن پر بالوں کا ٹاٹ پڑا تھا۔

ایک شیخ اہل مدینہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے منہدم کئے جانے سے پہلے دیکھے جو کھجور کی شاخوں کے تھے، جن پہ کھالوں کے ٹکڑے منڈھے تھے۔

داؤد بن شیبان سے مروی ہے کہ میں نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے دیکھے جن پر ٹاٹ پڑے تھے۔

حسن سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں میں ازواج نبی علیہ السلام کے حجروں میں داخل ہوتا تھا اور اُن کی چھتیں اپنے ہاتھ سے چھو لیتا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات (اوقاف)

محمد بن کعب سے مروی ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا صدقہ (یعنی وقف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اموال کا وقف ہے، جب مُخَیرِیق اُحُد میں قتل کر دئے گئے اور اُنھوں نے یہ وصیت کی کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے اموال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر قبضہ کیا اور اُنھیں وقف (تصدق) کر دیا۔

عبد اللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ جنگ اُحد میں مخیریق نے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے اموال محمدؐ کے لئے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ اُنھیں جہاں اللہ بتائے خرچ کریں، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقاتِ عامّہ تھے۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ وہ اپنے زمانۂ خلافت میں خناصرہ میں کہتے تھے کہ میں نے مدینے میں اُس زمانے میں سنا جب مشائخ مہاجرین و انصار میں سے بہت لوگ موجود تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باغ اموال مخیریق میں سے وقف کئے تھے، مخیریق نے یہ کہا تھا کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے مال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ہیں وہ اُنھیں جہاں اللہ بتائے خرچ کریں، وہ غزوۂ اُحد میں قتل کر دیئے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخیریق سب سے اچھے یہودی ہیں۔

اس کے بعد عمر نے ہمارے لئے اُن (باغوں) کی کھجوریں منگائیں، ایک طباق میں کھجوریں لائی گئیں، اُنھوں نے کہا کہ مجھے ابو بکر بن حزم نے لکھا ہے کہ یہ کھجوریں اُنھیں خوشوں میں سے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے نوش فرماتے تھے،

راوی نے کہا امیر المومنین انھیں ہم میں تقسیم کر دیجئے۔ اُنھوں نے ۱۸۳
جب تقسیم کیں تو ہم میں سے ہر شخص کو نو نو کھجوریں ملیں۔

عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ جب میں والیٔ مدینہ تھا تو میں بھی ان باغوں میں گیا اور راس درخت کی کھجور کھائی، میں نے اس کی سی شیریں اور تازہ کھجور نہیں دیکھی۔

ابی وجزہ یزید بن عبید السعدی سے مروی ہے کہ مخیریق بنی قینقاع کے سب سے بڑے امیر تھے وہ علمائے یہود اور توریت کا علم رکھنے والوں میں سے

تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کی مدد کرنے کے لئے اُحد گئے، حالانکہ وہ اپنے دین (یہودی) پر تھے، محمد بن مسلمہ وسلمہ بن سلامہ سے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے اموال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حوالے ہیں، وہ جہاں انھیں اللہ بتائے خرچ کریں۔

جب ہفتے کا دن ہوا اور قریش بھاگ گئے اور مقتولین دفن کر دیئے گئے تو مخیریق مقتول پائے گئے جن کے زخم بھی تھے، وہ مسلمانوں کی قبروں سے علیحدہ دفن کئے گئے، آپ نے اُن کی نماز جنازہ نہیں پڑھی نہ اُس روز اور نہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کے حق میں دعائے رحمت سنی گئی، آپ نے اس سے زیادہ نہیں فرمایا کہ مخیریق سب سے اچھے یہودی تھے، بس یہی آپ کا حکم ہے۔

عثمان بن وثاب سے مروی ہے کہ یہ سب باغ اموال بنی نضیر میں سے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد سے واپس آئے تو آپ نے مخیریق کے اموال تقسیم فرما دیئے۔

زُہری سے مروی ہے کہ یہ ساتوں باغ اموال بنی نضیر میں سے ہیں۔

محمد بن سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقف اموال بنی نضیر میں سے تھا، اور وہ سات باغ تھے (جن کے نام یہ ہیں)

الاعواف،

الصافیہ،

الدلال،

المیثب،

بُرقہ،

حسنیٰ،

مشربۂ ام ابراہیم،

مشربۂ ام ابراہیم اس لیے نام رکھا گیا کہ ابراہیم کی والدہ ماریہ اُسی میں رہتی تھیں، یہ کل مال سلام بن مشکم النضیری کا تھا۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اوقاف میں مدینے میں سات باغ تھے، الاعواف، الصافیہ، الدلال، المیثب، بُرقہ، حسنیٰ، مشربۂ ام ابراہیم۔

ابن کعب نے کہا کہ آنحضرتؐ کے بعد مسلمانوں نے اپنی اولاد پر اور اپنی اولاد کی اولاد پر وقف کیا ہے۔

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غنیمت میں سے تین مخصوص و منتخب حصے تھے،۔

(اموال) بنی النضیر آپ کے حوادث کے لئے وقف تھے،
فدک مسافروں کے لئے
اور خیبر وقف تھا۔
خمس کو بھی آپ نے تین حصوں پر تقسیم کر دیا تھا،
دو جزو مسلمانوں کے لئے تھے اور ایک جزو میں سے آپ اپنے اہل و عیال پر صرف فرماتے اگر کچھ فاضل رہتا تو اسے فقرائے مہاجرین میں تقسیم فرما دیتے۔

کنویں جن کا پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا ۱۸۴

مروان بن ابی سعید بن المعلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے ان کنوؤں کو تلاش کیا ہے جن کا پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیتے تھے اور جن میں آپ نے برکت کی دعا فرمائی اور لعاب دہن ڈالا،

آپ بیر بُضاعہ کا پانی پیتے تھے جس کو بیر ابی انس کہا جاتا ہے،
آپ ایک کنویں کا پانی پیتے تھے جو آج قصر بنی حُدیلہ کے پہلو میں ہے،
آپ جاسم کا پانی پیتے تھے جو راتج میں ابوالہیثم بن التیہان کا کنواں ہے،
آبدار خانوں کا پانی بھی پیتے تھے۔
قباء کے بیر غرس کا پانی بھی پیتے تھے، اس میں آپ نے برکت کی

دعا فرمائی اور فرمایا کہ یہ جنت کا ایک چشمہ ہے۔
عبیرہ کا پانی پیتے تھے جو بنی امیہ بن زید کا کنواں ہے، اس پر آپ کھڑے ہوئے دعائے برکت فرمائی، اس میں لعاب دہن ڈالا اور اُس کا پانی پیا، آپ نے اُس کا نام پوچھا تو عبیرہ بتایا گیا، آپ نے اُس کا نام یسیرہ رکھا۔
آپ عقیق کے بیر رومہ کا بھی پانی پیتے تھے۔

سلمیٰ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوایوب کے مکان پر اُترے تو ابی ایوب آپ کی خدمت کیا کرتے تھے، آپ کے لئے ابی انس مالک بن النضر کے کنویں سے پانی لایا کرتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان چلے گئے تو انس بن مالک اور ہند واسماء فرزندانِ حارثہ بیر سقیا سے پانی کے گھڑے لادکر آپ کی ازواج کے مکانات پر لیجاتے تھے، پھر آپ کے خادم رباح جو حبشی غلام تھے آپ کے حکم سے کبھی بیر غرس سے پانی بھرتے تھے اور کبھی بیر بیوت السقیا سے۔

الہیثم بن نصر بن دہر الاسلمی سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تھا اور محتاجین کی جماعت کے ساتھ آپ کے دروازے سے وابستہ تھا، میں آپ کے پاس ابی الہیثم بن التیہان کے بیر جاسم سے پانی لاتا تھا، اس کا پانی بہت اچھا تھا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب آپ بیر غرس کی مینڈ پر بیٹھے تھے کہ میں نے آج شب کو خواب میں دیکھا کہ جنت کے ایک چشمے پر بیٹھا ہوں، مراد یہی کنواں تھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیر غرس جنت کا ایک چشمہ ہے۔

۱۸۵ عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیر غرس بھی کیسا اچھا کنواں ہے، یہ جنت کا ایک چشمہ ہے اس کا پانی سب پانیوں سے اچھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کا پانی بھرا جاتا تھا اور آپ کو بیر غرس سے غسل کرایا جاتا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قباء گئے آپ بیر غرس پہنچے، اس میں سے ایک گدھے پر پانی بھرا جا رہا تھا ہم لوگ دن کے اکثر حصے میں اس طرح کھڑے رہے کہ ہمیں اس میں پانی ہی نہ ملتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول میں کلی کی اور اسے کنوئیں میں ڈالدیا تو وہ تری میں جوش مارنے لگا۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیر غرس کا پانی بھرا جاتا تھا اور اسی سے آپ کو غسل کرایا جاتا تھا۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیر بضاعہ کا پانی پلایا ہے۔

اُبی بن عباس بن سہل بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت سے سنا جن میں ابو اسید وابو حمید وابی سہل بن سعد بھی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیر بضاعہ پر تشریف لائے ڈول سے وضو کیا اور اسے کنوئیں میں ڈالدیا، دوبارہ ڈول میں کلی کی اور اس میں لعاب دہن ڈالا اور آپ نے اس کا پانی پیا، آپ کے زمانے میں جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو فرماتے تھے کہ اسے بضاعہ کے پانی سے نہلاؤ، وہ نہلایا جاتا تھا تو اس کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ گویا رسی سے کھول دیا گیا ہے۔

ابو حمید الساعدی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا بیر بضاعہ پر کھڑے دیکھا ہے، آپ کے گھوڑوں کو اس کا پانی پلایا جاتا تھا، آپ نے بھی اس کا پانی پیا اور وضو کیا اور اس کے بارے میں دعائے برکت کی۔

محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیر رومہ کی طرف دیکھا جو قبیلۂ مزینہ کے ایک شخص کا تھا، وہ اجرت پر اس کا پانی پلاتا تھا اور فرمایا کہ اس مسلمان کا یہ کیسا اچھا صدقہ ہوجاتا کہ اس مزنی سے خرید لے اور وقف کردے،

عثمان رضؓ بن عفان نے اُس کو چار سو دینار میں خرید ا اور وقف کر دیا، جب اُس پر مونڈیر بنا دی گئی تو اُدھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذرے آپ نے اسے دریافت کیا تو بتایا گیا کہ عثمان نے اسے خرید کر وقف کر دیا، آپ نے فرمایا کہ اسے اللہ ان کے لئے جنت واجب کر دے، پھر آپ نے اس کے پانی کا ایک ڈول منگایا اور اس میں سے پیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شیریں پانی ہے، دیکھو خبردار اس وادی میں کنوؤں کی کثرت
۱۸۶ ہوگی اور وہ شیریں ہوں گے، اور مُزَنی کا کنواں ان سب سے زیادہ شیریں ہے

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مُزَنی کے کنویں پر سے گذرے، اس کنویں کے پہلو میں اُن کا ایک خیمہ تھا اور ایک گھڑا تھا جس میں ٹھنڈا پانی تھا، گرمی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈا پانی پیا اور فرمایا کہ یہ شیرین و صاف ہے۔

محمود بن الربیع سے مروی ہے کہ انھیں وہ کلّی یاد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول میں کر کے بیر انس میں ڈالی تھی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اسی کنویں کا پانی پیا ہے۔

عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیر بیوت السقیا سے پانی بھر ا جاتا تھا۔

عاصم بن عبد اللہ الحکمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر جاتے وقت بیر السقیا کا پانی پیا۔ اس کے بعد بھی آپ اس کا پانی پیا کرتے تھے۔

تمت

تصحیحات

طبقات ابن سعد جزو ثالث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۴	۱۴	اخرت	آخرت
۹	۱۴	بھے	تھے
۱۱	۲۱	ودسلم	وسلم
۱۳	۱۳	کرتے رتھے	کرتے تھے
۱۸	۲۴	جست	جنت
۲۱	۱۱	الغفاری	الغفاری
۳۶	۴	جہار	جہاد
۳۷	۱	ذوالقصہ	
″	۴	غاراکو	نماز کو
۴۰	۱۳	الجھتی	الجہنی
۵۰	۳	فبیلۂ	قبیلۂ
۵۶	۱۶	علم ہے	علم نے
۵۹	۱۱	دمے	ذمے
″	″	چرنہ	پرنہ
″	۱۳	ارا	ان
″	″	بیمانہ	پیمانہ
۶۷	۴	نہ نکریں گے	نکریں گے
۷۰	۸	الجبہات الکتہ	الحجرات الکتہ
۸۰	۹	فرمادیاد	فرمادیا
۷۷	۷۱	مئزر	منئزر
۸۸	۱۳	الماۃ	المائۃ
۹۷	۲	نمام	تمام
۹۹	۱۰	حچا	چچا
۱۱۹	۵	دھلا	دہلا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۲۴	۱۰	قبیلیہ	قبیلے	۱۸۶	۱۴	دینا	دنیا
۱۲۶	۷	عریب	عرب	۱۹۹	۱۷	ہیں	میں
۱۳۲	۵	فرزنداں	فرزندان	۲۰۶	۷	بالکل	بالکل
۱۳۵	〃	لئے	گئے	۲۱۱	۱۹	تاکے	بتاکے
۱۴۲	۲	یھر	پھر	۲۲۵	۱۵	مسال	سائل
۱۴۵	۱۴	زکواہ	زکواۃ				
۱۶۳	۵	کدھے	گدھے	۲۴۷	〃	پرھائی	پڑھائی
۱۷۵	۱۱	کروہ	گروہ	۲۵۵	۱۷	نگعنہ	نگینہ
〃	۵	دلھاگیا	دیکھا گیا	۲۷۴	۱۴	مں	میں
〃	۲۵	پاتی	پانی	۲۸۲	۷	جہا	جہاں
۱۷۶	۹	کویا	گویا	〃	〃	یہ	یہ